33

5831

~~5792~~

# مقالاتِ فی موضوعاتِ اسلامیہ

اسلامی موضوعات پر مقالات ۔ علمِ طب کی روشنی میں

ڈاکٹر ابراھیم کاظم

اسلامک اکیڈمی ٹرینیڈاڈ ویسٹ انڈیز

جانشین اعظم حضرت علامہ مولانا سید شاہ حبیب اللہ قادریؒ

بہت ہی پیارے اور لاڈلے بیٹے القطب الربانی الہیکل الصمدانی المحبوب السبحانی غوث الثقلین سیدی الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن جناب جانشین اعظم حضرت علامہ مولانا الحاج سید محمد حبیب اللہ قادری (رشید پاشاہ)

آپ کا سلسلہ نسب 23 ویں پشت میں حضور غوث اعظم دستگیر سے جا ملتا ہے آپ علمائے اہل سنت والجماعت میں ایک امتیازی مقام رکھتے تھے۔ آپ علم ظاہری و باطنی کا سرچشمہ تھے ہزاروں مسلمان اس علم و معرفت کے سرچشمہ سے فیض یاب ہوتے رہے اور آپ کے درس و مواعظ کی محفلوں میں شریک ہوتے رہے آپ نام و نمود سے ہمیشہ دور رہے خاموش انداز سے دین کی خدمت کرنے میں آپ نے اپنی زندگی کو وقف کر دیا تھا۔ قوت فیصلہ استقامت آپ کی امتیازی خصوصیات تھیں توکل اور سخت کوشی خدمت دین آپ کا شیوا تھا۔ آپ کے مریدین و معتقدین میں ناظر انجینئر ڈاکٹر و

Marfat.com

کے علاوہ کئی نامور شخصیتیں بھی شامل ہیں۔ آپ جامعہ نظامیہ کے وقار کو مزید بلند کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ 1978 تا 1991 آپ شیخ الجامعہ اور امیر جامعہ کی حیثیت سے نمایاں خدمات انجام دیں آپ دائرۃ المعارف عثمانیہ میں بحیثیت صدر بھی خدمات انجام دیں درس قرآن و حدیث علم دین اور عربی زبان کی اشاعت و تعلیم میں آپ ہمیشہ مصروف رہتے تھے۔ صلح رحمی اور محتاجوں کی مدد آپ کا خاص وصف تھا۔

علامہ رشیدؒ پاشاہ نے یکم شعبان ۱۳۳۲ھ م ۲۶ جون ۱۹۱۴ء میں ایک علمی و سادات گھرانے میں آنکھ کھولی۔ مشہور صوفی بزرگ حضرت ابوالحسین عجاپوری سے ہوتے ہوئے سلسلہ نسب خلیفہ چہارم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔ فارسی، اردو اور عربی کی ابتدائی تعلیم والد گرامی حضرت پیر پاشاہ سے حاصل فرمائی انہی کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلہ قادریہ میں اجازت و خلافت سے سرفراز کیے گئے۔ 1924ء میں جب کے آپ گیارہ سال کے تھے جامعہ نظامیہ میں شریک کیے گئے جہاں اپنے وقت کے مشہور اساتذہ جلیل القدر شیوخ سے اکتساب علم و فن حاصل کیا اور علوم عقلیہ اور نقلیہ میں مہارت حاصل کی اور مسند فضیلت و تخصص فی الحدیث کے ذریعہ فاضل و کامل کہلائے۔ علمی لیاقت، تنظیمی صلاحیت کی بنا پر اساتذہ نے آپ کو مسند درس و تدریس پر بٹھادیا۔ اسی دوران آپ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔

آپ مولانا سید فرید پاشاہ صاحب اور مولانا سید حبیب پاشاہ صاحب (مقیم امریکہ) کے برادر خورد اور حضرت سید موسیٰ قادری و حضرت سید پیر شاہ محی الدین قادری کے برادر نسبتی تھے۔ دو سال قبل ہی آپ نے اپنے صاحبزادہ مولانا سید شاہ بدرالدین قادری الجیلانی کو جدہ سے طلب کر کے اپنا جانشین نامزد کرتے ہوئے اپنے مسند درس و ارشاد پر فائز فرمایا تھا۔ آپ کے فرزندان میں جانشین کے علاوہ مولانا سید مصطفیٰ قادری کمال، مولانا سید جلال الدین قادری، جناب سید محمود قادری جناب سید معین الدین قادری، جناب عبدالقادر قادری شامل ہیں۔ آپ کے خلفاء میں مولانا احمد خان لیکچرار انوار العلوم کالج، مولانا سید جاوید محی الدین قادری مولانا محمد ابراہیم سالار، مولانا محمد عبدالواسع انجنیئر، مولانا محمد منصور (ریاض) صوفی مرتضی علی شاہ حسینی (عثمان آباد) اور مولانا محمد نذیر فاروقی مقیم امریکہ شامل ہیں۔ آپ نے ہزاروں ذکر و فکر اور برکتیں چھوڑ کر اس دنیا فانی سے 19 جمادی الثانی 1419ھ ہجری بمطابق 10 اکتوبر 1998ء بروز ہفتہ انتقال فرمایا۔

انا للہ وا انا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ آپ کی تربت پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے آمین ثم آمین

ناچیز گنہگار محب سادات خادم

محمد طفیل بھٹی

Marfat.com

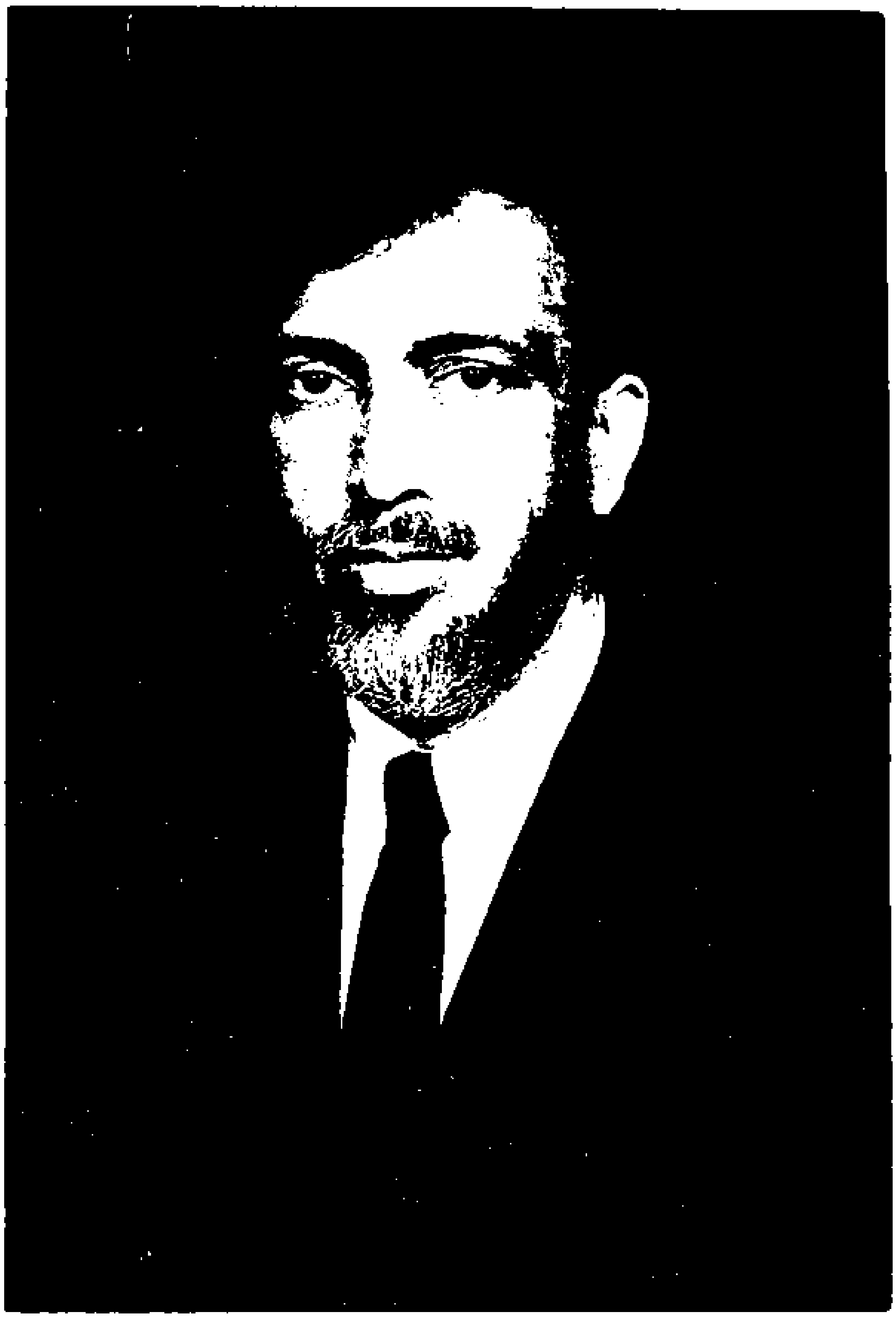

جگر گوشہ غوث ثقلین للقطب الربانی الہیکل الصمدانی المحبوب السبحانی سیدی الشیخ

عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سید جلال الدین قادری دامت برکاتہم العالیہ

بہت ہی ممتاز شخصیت موجودہ وقت کے قطب

خلیفہ مجاز نقیب الاشراف حضرت سید یوسف گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا سلسلہ نصب 24ویں پشت میں حضور غوث عاظم شہنشاہ بغداد سے جاملتا ہے

(حال مقیم الریاض) سعودی عرب

ناچیز گنہگار محب سادات

محمد طفیل بھٹی

لاہور۔ (پاکستان)

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المحترم و مکرم ڈاکٹر ابراھیم کاظم کے والدین نے دبئی سے ہجرت کر کے بمبئی (انڈیا) میں سکونت اختیار کی۔ آپ بمبئی میں ہی پیدا ہوئے آپ سولہ بہن بھائی ہیں آپ کا تعلق ایک دیندار گھرانے سے ہے اور آپ کی پرورش خوشگوار اسلامی ماحول میں ہوئی ہے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم پرشین ہائی سکول اور سیکنڈری تعلیم سینٹ زیویئر کالج بمبئی میں حاصل کی 1948 میں انہوں نے گرانٹ میڈیکل کالج بمبئی سے ایم۔بی۔بی۔ایس کی ڈگری لی اور اسی سال انہوں نے ٹرینیڈاڈ ٹوبیگو کی ڈاکٹر جوائن حمیدہ محمد سے شادی کی جو کہ ان کی ہم جماعت بھی تھیں 1949ء میں ڈاکٹر ابراہیم کاظم ٹرینیڈاڈ آگئے اور جنرل ہسپتال سان فرینڈو میں ملازمت اختیار کر لی 1952ء میں آپ اعلیٰ تعلیم کے لئے برطانیہ گئے آپ نے سکول آف ٹراپکل میڈیسن سے ڈی۔ٹی۔ایم اینڈ ایچ کیا۔ 1962ء میں آپ نے رائل کالج آف فزیشنز سے ایم۔آر۔سی۔پی کیا اور ٹرینیڈاڈ واپس آگئے۔ یہاں آپ جنرل ہسپتال پورٹ آف سپین میں سپیشلسٹ میڈیکل آفیسر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ 1965ء میں آپ کو سینیگال کا اعزازی کونسل جنرل بنایا گیا۔

آپ کے تین بچے ہیں آپ نے اسلامی تعلیمات کا سائنسی نقطہ نظر سے بہت گہرا مطالعہ کیا اور بہت سے اسلامی موضوعات پر مقالے لکھے جو مختلف بین الاقوامی اسلامی جریدوں میں شائع ہوئے۔

1985ء میں آپ نے اپنی بیوی کی مدد سے ٹرینیڈاڈ اسلامک اکیڈمی کی بنیاد رکھی تاکہ مقامی مسلمانوں کو اپنی مذہبی، تعلیمی اور ثقافتی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لئے ایک علیحدہ مرکز دستیاب ہو سکے۔ ڈاکٹر صاحب امید کرتے ہیں کہ قارئین اس کتاب کو دلچسپ اور مفید پائیں گے اور اس سے استفادہ حاصل کریں گے۔

انشاء اللہ

محمد طفیل بھٹی

Marfat.com

# انتساب

اس کتاب کو میں اپنے مرحوم والدین کریمین غفر اللہ لھما اور جلالۃ العلم حضرت علامہ مولانا سید شاہ حبیب اللہ قادری معروف بہ رشید پاشاہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ متوفی ۱۸ جمادی الآخرۃ ۱۴۱۹ھ موافق ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۸ء کی نادرہ روزگار شخصیت سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جنھوں نے اپنے علم و معرفت سے بے شمار ذروں کو آفتاب و ماہتاب بنادیا۔

اور جو حیدر آباد کو ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ تک اپنے مواھب و معارف سے مستفیض فرماتے رہے۔

اور جنھوں نے دائرۃ المعارف العثمانیہ میں صدر المصحین کی پوزیشن میں ایک طویل عرصہ تک اپنے فرائض انجام دیئے بلکہ حقیقی معنوں میں اس ادارہ کے آپ روح رواں رہے۔

اور جنھوں نے جامعہ نظامیہ میں شیخ الجامعہ اور امیر جامعہ کی حیثیت سے تیرہ سال تک بلا معاوضہ خدمات انجام دیں۔

رب تعالی ان کے مزار پر انوار رحمت و نور کی بارش فرماتا رہے اور جنت الفردوس میں ان کو اعلی مقام عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

ڈاکٹر ابراھیم کاظم

ایم آر سی پی (لندن)

Marfat.com

# پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا و مولانا محمد خاتم النبیین و علی آلہ الطیبین الطاہرین وعلی ازواجہ المطہرات امہات المومنین وعلی اصحابہ الاکرمین۔

رب تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے "سیر و فی الارض " (سورۃ النحل ، آیہ ۱۲) زمین میں سیر و سیاحت کرو

الحمد للہ اس بندہ حقیر نے دنیا کے گرد ایک چکر مکمل کیا ہے اور خاص طور پر امریکہ اور یورپ کا متعدد مرتبہ دورہ کرنے کا موقع ملا ہے اور مختلف اسلامی مراکز کو دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور اسلامی موضوعات پر مسلم بھائیوں سے بار بار تبادلہ خیال کرنے کا موقع ملتا رہا ہے۔

اسلام نے عالمی سطح پر تعلیم اور سائنس کے میدان میں بہت ہی نمایاں خدمات انجام دی ہیں اور اصحاب علم کی بڑی عزت و توقیر کی ہے۔ علم میں بھی علم دین کی واقفیت کو برتری اور تفوق حاصل ہے۔ طب نبوی ﷺ میں بھی سائنسی انداز میں تحقیق کا کام کیا گیا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ،قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون (سورۃ الزمر ، آیہ ۹) ۔ آپ فرمائیں کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں ؟ رسول گرامی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ،من يرد الله به خيرا يفقه في الدين . اللہ تعالیٰ جسے نوازنا چاہتا ہے اسے دین کی فہم و بصیرت عطا فرماتا ہے۔ موجودہ دور دلائل و براہین کا متلاشی ہوتا ہے اور کسی بات کو سمجھانے کے لئے دلیل کا پیش کرنا بہت ضروری ہوتا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر ابراہیم کاظم ایم آر سی پی (لندن) صاحب نے بہت ہی اچھوتے انداز میں سائنس اور طب کی روشنی میں ان اسلامی مقالات کو مرتب کیا ہے اور اپنی باتوں کے بھرپور دلائل اور براہین پیش کئے ہیں۔

ہم تمام مسلمان قرآن کے فرمان کے مطابق ایمان بالغیب رکھتے ہیں اور قرآن کے علوم کو جاننے والوں کا یہ عالم ہے کہ روزمرہ کی زندگی میں پیش آنے والے تمام امور کا حل قرآن کریم سے حاصل کرتے ہیں، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا "لو ضاع لي عقال بعير

Marfat.com

لو جدته فی الکتاب اللہ" (الاتقان، ص ۱۲۶، جلد ۲)۔اگر میرے اونٹ کی نکیل کھو جائے تو میں قرآن کریم پڑھ کر اسکا سراغ لگا لوں گا"۔ حضرت رابعہ بصری قدس سرہابات چیت اور انکے جوابات قرآن کریم کی آیات کے ذریعہ دیا کرتی تھیں۔اللہ کی کتاب میں ساری چیزیں موجود ہیں مگران کا مشاہدہ کرنے کے لئے پھر اسی خالق و مالک کا عطا کردہ نور چاہیئے،" اتقو افراسته المومن فانه ینظربنور اللہ" مومن کی فراست سے بچ کر رہو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ مقالہ نگار بھی ایک مومنانہ فراست کے حامل ہیں۔انہوں نے کائنات پر سے بعض پردے اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ وہ اپنی اس کوشش میں کس قدر کامیاب ہیں اسکا اندازہ آپ مقالے پڑھ کر خود لگالیں۔

دنیا میں جہاں بے شمار عجیب و غریب واقعات مختلف فنون سے وابستہ لوگوں سے مشہور ہیں علم طب میں بھی دنیا کے مشہور ترین فزیشن ابن سینا جس نے طب میں نمایاں اور بنیادی خدمات انجام دیں اس سے حیرت ناک امر یہ منقول ہے کہ اس نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں علاج کرانے سے انکار کیا اور ہنسی خوشی موت کا استقبال کیا۔

ڈاکٹر ابراہیم کاظم صاحب ایم آر سی پی (لندن) نے ان موضوعات پر موثر اور تحقیقی مقالات قلمبند کئے ہیں۔دین اسلام کی جامعیت اور آفاقیت، موت، روح اور نفس، اسلام اور منشیات، روزہ کے روحانی اور طبی فوائد، عرش سے آگے لامکاں تک رسول گرامی ﷺ کی معراج جسمانی قرآن اور سائنس کی روشنی میں، موت کا سامنا، ختنہ اور اسلام کی حرام کردہ غذاؤں کے طبی پہلو وغیرہ ان سب موضوعات پر مشتمل مقالات کا یہ خوبصورت مجموعہ ہے اور بلا شبہ یہ مقالات قاری کے ذہن پر مثبت اور تعمیری اثرات چھوڑتے ہیں۔

ڈاکٹر ابراھیم ان مقالات پر جدید تحقیق کی روشنی میں مزید نظر ثانی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کام کی تکمیل کے لئے صحت و عافیت اور توفیق عطا فرمائے۔ان اضافوں کا انشاء اللہ اردو ترجمہ بھی پیش کیا جائے گا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

Marfat.com

اسلامی مقالات کا اردو ترجمہ میرے ماموں اور خسر محترم ڈاکٹر سید عمر صاحب ایم آر سی پی نیورو سرجن ہیں جو اپنے فنی کام کے علاوہ مذہبی رجحان کے حامل اور کار خیر میں دلچسپی رکھتے ہیں انہوں نے اپنی رہائش مارکاٹن (نارتھ کیرولینا) میں ایک مسجد بنائی ہے جس میں اطراف کے مسلمان نماز جمعہ کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن ملازمت اور بیرونی سفروں کے باعث تاخیر پر تاخیر ہو رہی تھی۔ اسی اثناء میں میرے مخلص دوست جناب موسیٰ ابو خالد صدیقی صاحب جو ایکسپورٹ امپورٹ کے کاروبار کے ساتھ ساتھ درود شریف کی کتابوں کو طبع کروا کر بلا ہدیہ تقسیم کرتے ہیں انہوں نے اس کام کے لئے مولانا قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری صاحب کی نشاندہی فرمائی جو علمی خدمات اور خاص طور پر ترجمہ کے میدان میں معروف ہیں انہوں نے بڑی عرق ریزی سے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو بلاشبہ قابل تحسین ہے۔ یہ ترجمہ میں نے لفظ بلفظ پڑھا ہے، مطالعہ کے دوران یہ محسوس نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ ہے بلکہ ایسا لگتا ہے اصل کتاب اردو ہی میں لکھی گئی ہے۔

اس کتاب کی کتابت اور طباعت کے سلسلے میں جناب موسیٰ ابو خالد صدیقی نے بڑا ذمہ دارانہ رول ادا کیا ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہماری آنے والی نسلیں اس کتاب سے اسلام کو سائنسی انداز میں سمجھتی چلیں اور دوسری اقوام کے سامنے اسلام کو سائنسی اور منطقی انداز میں پیش کرنے کے لئے اس کتاب کو گائیڈ کے طور استعمال کر سکیں۔

الفقیر الی اللہ

سید جلال الدین قادری

خلیفہ مجاز نقیب الاشراف حضرت سید یوسف الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مرشل اسپیشلسٹ امریکن ایجنسی

ص۔ب۔ ۵۵۰۹ ریاض ۱۱۶۱۴ سعودی عرب

E-mail : sjquadri@hotmail.com

تاریخ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ ۱۲ جنوری ۱۹۹۹ء

Marfat.com

# فہرست


| | |
|---|---|
| دینِ اسلام کی جامعیت اور آفاقیت (عرض مترجم) | 1 |
| حمدیہ اشعار | 5 |
| موت، روح اور نفس | 16 |
| جسم | 32 |
| اسلام اور مسکرات (نشہ آور اشیاء) | 49 |
| وقت | 79 |
| صیام (اسلامی روزہ) کے روحانی و طبّی فوائد | 84 |
| عرش تک رسول اکرم ﷺ کی جسمانی معراج سائنس اور قرآن کی روشنی میں | 119 |
| دنیا کا خاتمہ کس طرح ہوگا؟ | 144 |
| موت کا سامنا کرنے کیا آپ تیار ہیں؟ | 173 |
| سجدہ یا جبہ سائی | 179 |
| عید الاضحیٰ کی اہمیت | 183 |
| اسلام میں حرام کردہ غذاؤں کی طبّی پہلو | 206 |
| اسلام میں مردانی ختنہ کے طبّی پہلو | 225 |
| ہمارے آقا ﷺ کے بارے میں | 230 |
| موت کے بعد کی یادیں | 249 |


Marfat.com

# " دین اسلام کی جامعیت اور آفاقیت "

## (عرض مترجم)

اسلام کا لفظ مشتق ہے " سلم " سے جس کے لغوی معنی چار ہیں ۱) اطاعت ۲) صلح ۳) امن و امان ۴) اپنے کو کسی کے سپرد کردینا۔ اور یہ چاروں خوبیاں دنیا کے کسی دوسرے دین میں نہیں بلکہ صرف اور صرف دین اسلام میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ قرآنی اصطلاح میں اسلام صرف دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور شریعت کی اصطلاح میں اسلام بمعنی ایمان ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ کے دوران فرمایا کہ " اسلام سے مراد تسلیم ہے، تسلیم نام ہے یقین کا، یقین نام ہے تصدیق کا، تصدیق نام ہے اقرار کا، اقرار نام ہے ادا کا اور ادا نام ہے عمل کا "۔ دین اسلام، خالق کردگار کو اسقدر پسند ہے کہ اسلام کے سوا کسی بھی دین سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں چنانچہ قرآن مجید میں کہیں ارشاد ہے " اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آل عمران۔۱۹)" یعنی بے شک اللہ کے نزدیک اسلام ہی دین ہے تو کہیں یوں ارشاد فرمایا " رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً (مائدہ۔۳)" یعنی تمہارے لئے میں نے اسلام کو دین پسند کیا۔ دوسری جگہ یہ اعلان فرمادیا " وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْناً فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ (آل عمران۔۸۵)" یعنی اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائیگا۔

اسلام ایک ایسا کامل، مکمل بلکہ اکمل دین اور ایسا بے مثال آسمانی منشور حیات ہے جو انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں بھرپور رہنمائی کرتا ہے۔ ماں کے پیٹ میں آنے کے وقت سے قبر میں جانے تک جابجا اسلام کی روشن ہدایات رہبری کرتی ہیں۔ کرم بالائے کرم یہ کہ اسلام کے احکام نہایت آسان ہیں جن پر ہر دور میں ہر خطہ و علاقہ کا انسان کسی تکلف و تکلیف کے بغیر عمل کرسکتا ہے۔ گویا اسلام ایک ایسا دین فطرت

Marfat.com

ہے کہ اس میں تا قیامت ہر زمان و مکان کے تقاضوں کو پورا کرنے کی پوری پوری صلاحیت موجود ہے ۔ دین حق اسلام میں ایسی کچھ جامعیت ، آفاقیت اور عالمگیریت ہے کہ جو کوئی خلوص کے ساتھ اسلام کے زرین اصول و قوانین کا کسی بھی زاویہ نگاہ سے مطالعہ کرتا ہے تو اسکو اسلام کے ہر رخ اور ہر پہلو میں خوبی ہی خوبی اور ندرت ہی ندرت نظر آتی ہے جسکے بعد وہ اسلام کی صداقت اور حقانیت کا دل سے قائل و معترف ہوجاتا اور غیر مسلم ہوتو متاثر ہوکر اسلام کی نعمت کو اپنے سینہ سے لگاکر اسکی دائمی برکتوں سے مشرف و فیضیاب ہوجاتا ہے ۔

خصوصا عصر حاضر میں جبکہ سائنس و مادیات ترقی کی منزلیں طے کرتے ہوئے بام عروج تک پہنچ چکے ہیں' سائنسی تحقیقات نے ثابت کردیا ہے کہ ہر اسلامی حکم میں انسانیت کیلئے خیر و مصلحت کا کوئی نہ کوئی پہلو مضمر ہے جسکا انکشاف تحقیق کے بعد ہی ہوگا ۔ تحقیقات کے ذریعہ اسلامی حقانیت کی مزید توثیق کا یہ سلسلہ تا ابد یوں ہی جاری رہے گا ۔

زیر نظر کتاب " اسلامی موضوعات پر مقالات " دراصل ایک انگریزی کتاب "Essays on Islamic Topics" کا اردو ترجمہ ہے جسکے فاضل مصنف ڈاکٹر ابراھیم کاظم ( M.B.B.S, M.R.C.P. ) اسپیشل مڈیکل افسر و ڈائرکٹر اسلامک اکیڈمی ٹرنڈاڈ (جزائر غرب الھند) نے جملہ تیرہ اسلامی موضوعات کا انتخاب کرنے کے بعد ان میں سے ہر ایک موضوع پر بحیثیت ایک مسلم ڈاکٹر اپنی تحقیقات کی روشنی میں طبی نقطہ نظر سے سیر حاصل بحث کی ہے اور قرآنی آیات و احادیث نبوی کے جابجا حوالوں کے ساتھ یہ ثابت کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے کہ دین اسلام کے جملہ اعتقادات ، عبادات اور معاملات غرض ہر شعبۂ حیات میں دیئے گئے احکام و ہدایات پر عمل آوری میں ہی انسانیت کی فلاح و صلاح کی ضمانت ہے خصوصا ہر اسلامی حکم کے پیچھے طبی لحاظ سے جو مصلحت و افادیت موجود ہے موصوف نے ایک اعلیٰ طبی ماہر

Marfat.com

کی حیثیت سے علمی شواہد پیش کرتے ہوئے اسکا خوب احاطہ کیا ہے ۔ اسلوب نگارش کچھ اتنا دلچسپ اور دلنشین اختیار کیا گیا ہے کہ قاری کی دلچسپی کتاب کے آغاز سے ختم تک برقرار رہتی ہے ۔

یہ انگریزی کتاب مجھے مجلس اشاعت درود شریف کے معتمد مخلصی جناب موسیٰ ابو خالد صاحب صدیقی کے توسط سے پہنچی جسے دراصل جلالۃ العلم علامہ سید شاہ حبیب اللہ المعروف بہ رشید پاشاہ قادری مدظلہ' کے فرزند دلبند مولوی سید جلال الدین قادری مقیم سعودی عرب نے اردو ترجمہ کرنے کی پرخلوص خواہش کے ساتھ اس فقیر حقیر کے پاس ارسال فرمایا تاکہ ترجمہ کی اشاعت کے ذریعہ نئی نسل کو خصوصا مستفید ہونے کا موقع ملے جسکا سہرا موصوف ہی کے سر ہوگا جو دکن کے مایہ ناز علمی خانوادہ کے چشم و چراغ ہونے کی بدولت خاص علمی ذوق کے حامل ہیں ۔ تصنیف و تالیف وغیرہ کی اپنی علمی مصروفیات کے باوجود میں نے اس علمی خدمت کو اپنے لئے سعادت تصور کرتے ہوئے قبول کرلیا لیکن بوجہ ناسازی مزاج اسکی تکمیل میں قدرے تاخیر ہوئی ۔ ترجمہ ہذا کے مسودات کو کمپیوٹر کتابت سے مزین و آراستہ کرنے میں جناب موسیٰ ابو خالد صاحب کی اپنی نجی مصروفیات کے باوجود انتھک مساعی اور غیر معمولی دلچسپی لائق تحسین و تشکر ہے ۔ موصوف کو رب العزت اجر کثیر عطا فرمائے ۔

یہاں اس بات کا تذکرہ ضروری ہے کہ بعض جگہ صرف لفظی ترجمہ کے بجائے مرادی ترجمہ کو ترجیح دی گئی ہے تاکہ اصل مفہوم ذہن نشین ہوجائے ۔ جہاں تک سائنسی یا طبی اصطلاحات کا تعلق ہے معروف اصطلاحی ترجمہ کا حتی الامکان لحاظ رکھا گیا ہے ۔ البتہ امراض کے نام یا طب کی ایسی اصطلاحات جنکا ترجمہ لاحاصل ہے ان اصطلاحی ناموں کے انگریزی الفاظ جوں کے توں نقل کردئے گئے ہیں ۔ بعض مقامات پر صرف اور صرف طبی اصطلاحات پر مشتمل عبارت کو نظر انداز کرنا پڑا کیونکہ اس میں ایک عام قاری کے استفادہ کیلئے کوئی خاص یا اہم بات ہی نہیں تھی ۔

Marfat.com

مسودہ کتابت کی قرات سماعت کے ساتھ تصحیح اور نظر ثانی کا کام میرے دونوں فرزندان حافظ سید مرتضیٰ علی صوفی قادری یم ۔ اے (عربی) ریسرچ اسکالر اور قاری سید مصطفیٰ علی صوفی قادری (لیس ۔ ڈی ۔ یم ۔ اے) سلمہما نے انجام دیا ۔ خداوند قدوس انھیں مدارج دارین میں ترقی عطا فرمائے ۔ آخر میں عرض ہے کہ سیدالصوفیہ اکیڈیمی اور صفۃ المصنفین حیدرآباد (انڈیا) نے اس فقیر کی زیر نگرانی عربی، فارسی اور انگریزی کتب و مخطوطات کے تراجم و اشاعت کا جو سلسلہ شروع کیا ہے، ترجمہ ہذا سے اس نیک مقصد کی حوصلہ افزائی ہوگی ۔ رب تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس علمی کاوش کو قبولیت عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ صاحبان ذوق اس سے مستفید ہوں ۔ آمین بِحُرْمَةِ طٰهٰ و یٰسٓ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ فقط

خادم العلم و العلماء
قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری
صدر کل ہند جمعیۃ المشائخ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین

والصلاۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین

(حمدیہ اشعار)

بنام خداوند جان آفریں — حکیم سخن درزبان آفریں
خدا وند بخشندہ دستگیر — کریم خطا بخش پوزش پذیر
پرستار امرش ہمہ چیزوکس — بنی آدم و مرغ و مور و مگس
زمشرق بمغرب مہ و آفتاب — رواں کردو بنہاد گیتی برآب
دگرخشم گیردزِ کردار زشت — چو باز آمدی ماجرا درنوشت
کرم بین و لطف خداوندگار — گنہ بندہ کردہ است واُو شرمسار

(نوٹ :- حضرت سعدی شیرازی علیہ الرحمہ کے ان فارسی اشعار کا یکے بعد دیگر ترجمہ آگے آئیگا)

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا احسان و فضل بیکراں ہے کہ اس نے مجھے اپنے مضامین کو ایک کتابی شکل میں مرتب کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ سب سے پہلا میرا مضمون فارسی زبان میں ان حمدیہ اشعار پر ہے جنھیں آج سے کوئی (۷۵۰) سال قبل شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے منظوم فرمایا تھا اور جس کا ترجمہ مع تشریح ذیل میں پیش کررہا ہوں۔

"الحمد للہ" صرف دو مختصر الفاظ پر مشتمل ہے جس سے مراد صرف اللہ کے لئے حمد و شکر بیان کرنا ہے لیکن اسکی اہمیت کا اس سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ساری انسانیت کے لئے سرچشمہ ہدایت آسمانی کتاب یعنی قرآن مقدس کا آغاز ہی "الحمد للہ

Marfat.com

رب العلمین " کے الفاظ سے ہوتا ہے جسکے معنی ہیں " ساری تعریف اللہ کیلئے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے "۔ بہر صورت اگر ہم ان دو مختصر لفظوں کے اندر موجود وسیع و وقیع معنی سے واقف ہونا چاہیں تو میں قرآن پاک کے سورۂ لقمان کا حوالہ پیش کرونگا جس میں ارشاد ربانی ہے

" لَوْ اَنَّ مَافِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ( ق ۲۷/۳۱ ) "

یعنی " اگر زمین میں جتنے درخت ہیں سب قلم بن جائیں اور سمندر اسکی سیاہی ہو اور ایسے مزید سات سمندر ہوں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی "۔

چاہے ہم کتنی بھی تعریف بیان کریں اللہ کی ظاہر و پوشیدہ قوت' عظمت اور نعمتوں کی تعریف کا ہم سے حق ادا ہی نہیں ہو سکتا۔

اس دنیا میں بہت ساری چیزیں ایسی ہیں کہ ہمیں اسکا اسقدر زیادہ شکر ادا کرنا چاہئے کہ بموجب ارشاد ربانی

" وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَاسَاَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ " ( ق ۳۴/۱۴ )

یعنی " اور تمہیں منہ مانگا بہت کچھ دیا۔ اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے بیشک انسان بڑا ظالم بڑا ناشکرا ہے "۔

غور کیجئے کہ اس آیت شریفہ میں " نعمت " کا لفظ جمع نہیں بلکہ واحد استعمال فرمایا گیا ہے۔ یہ اسلئے کہ اللہ کی ہر ایک نعمت جملہ کئی گنا نعمتوں سے مرکب ہوتی ہے۔ مثلاً ایک رکابی بھر طعام جسے ہم کھاتے ہیں، در حقیقت کئی نعمتوں کا مجموعہ ہے جس میں پودے اگانے اور جانوروں کی افزائش کی ابتدا تا تکمیل ساری محنت و مشقت' اسکے علاوہ ماں کی جانب سے گرم گرم کھانے کی وقت پر فراہمی بھی شامل ہے۔

ہم میں سے اکثر اصحاب کو ان چیزوں کا غم ہوا کرتا ہے جو ہمیں میسر نہیں ہیں'

Marfat.com

چہ جائیکہ ہم کو عطا کردہ چیزوں پر شکر گزار ہونا چاہیے ۔ ہم ایسی بہت چیزوں کی آرزو کیا کرتے ہیں جنکی ہمیں ضرورت ہی لاحق نہیں۔

(۱) بنام خداوند جان آفریں ؛ حکیم سخن در زبان آفریں

میں اس ذات کردگار کے نام سے شروع کرتا ہوں جس نے زندگی بخشی ۔ اس نے بات کرنے کی حکمت کا وہ مرکز عطا فرمایا جو زبان کو اپنے قابو میں رکھتا ہے ۔

ہمیں چاہیے کہ اللہ کا اسلئے شکر کریں کہ اس نے زندگی عطا کی اور یہ کہ ہم سانس لینے کے قابل ہوئے ۔ بیشک ہمیں چاہیے کہ ہماری ہر سانس کے بدلے خالق اکبر کا دوہرا شکر ادا کریں جیسا کہ شیخ سعدیؒ نے مزید یوں وضاحت کی ہے ۔

" ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیاتست و چوں بر میآید مفرح ذات' پس در ہر نفسے دو نعمت موجودست و بر ہر نعمتے شکرے واجب"

یعنی " ہر وہ سانس جو اندر جاتی ہے زندگی کی معاون ہے اور جب وہ باہر آتی ہے تو اس شخص کو فرحت بخشتی ہے لہذا ہر ایک سانس میں دو نعمتیں موجود ہیں اور ہر ایک نعمت پر ایک ایک شکر واجب ہے ۔" ہر وہ سانس جو اندر لی جاتی ہے حیات کو تازگی ( آکسیجن وغیرہ فراہم کرتے ہوئے ) عطا کرتی ہے جسکے لئے ہمیں اللہ کا شکر گزار ہونا چاہیے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم (اتنے سال + نصف سانس ) کے عرصہ تک زندہ رہے اور ہر وہ سانس جو ہم باہر پھینکتے ہیں ( زہریلی کاربن ڈائی آکسائیڈ کے علاوہ ) اس شخص کو فرحت و تازگی دیتی ہے کیونکہ وہ ہماری باقی ماندہ زندگی منفی یہ باہر نکلی سانس کی ترجمانی کرتی ہے جو ہمیں یہ یاد دلاتی ہے کہ ہم زندگی کی آخری منزل کے قریب سے قریب تر آرہے ہیں یعنی وہ منزلِ آخر جبکہ ہمیں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملنا ہے ۔

مزید برآں ہمیں اللہ کا شکر گزار نہ صرف اسلئے ہونا چاہیے کہ اس نے ہمیں حیات بخشی بلکہ اسلئے بھی کہ اس نے ہمیں " اشرف المخلوقات " ( یعنی ساری

Marfat.com

مخلوقات میں سب سے زیادہ بزرگی والا) بناکر پیدا فرمایا۔ کائنات کی تخلیق کے نظام میں انسان کی تخلیق کو خصوصی حیثیت عطا کی گئی ہے تاکہ وہ اللہ کے نائب کی حیثیت سے خصوصی کردار ادا کرے، کرۂ ارض پر اسکے وجود کا یہی اعلیٰ مقصد ہے۔

انسان کو چند ایسے خصوصی امتیازات سے نوازا گیا ہے کہ جو دیگر مخلوقات کو عطا نہیں کئے گئے اور اس پر ایسی گراں بار ذمہ داری ڈالی گئی ہے جسے قبول کرنے سے آسمان اور زمین قاصر تھے۔ اور اگر ہم ایک لمحہ کیلئے اشرف المخلوقات کے شایان شان ہم پر عائد ذمہ داریوں کا جائزہ لیں تو ہمیں اعتراف کرنا پڑیگا کہ ہمیں چاہئے کہ اسکے عطا کردہ مزید ہر ایک دن کیلئے ہم شکر ادا کریں جو نیک کام انجام دینے کے ایک پیام اور مقصد سے عبارت ہو۔ ہمیں چاہئے کہ ہر ایک دن کی یہ سمجھکر قدر کریں کہ فی الوقت ہمارے لئے یہی ایک لمحہ دستیاب ہے۔ واقعی ہر دن ہم ایسا بسر کریں کہ گویا یہ ہمارا آخری دن ہے۔ ایک بار جب زندگی ملے تو اسکے ساتھ یہ امید بھی قائم رہتی ہے کہ جو کام انجام نہ دئے گئے اب وہ پورے کئے جاسکتے ہیں۔

زبان کو اپنے قابو میں رکھنے والا مرکز دماغ میں واقع ہے یہ مختصر زبان کم سے کم جو کرسکتی ہے تو یہی کہ وہ دو مختصر الفاظ "الحمد للہ" ادا کرے۔

(ب) خداوند بخشندۂ دستگیر ؛ کریم خطا بخش پوزش پذیر

اللہ بخشنے کی شان رکھتا ہے اور مصیبت میں دستگیری فرماتا ہے۔ وہ کریم ہے جو ہر خطا معاف فرماتا اور معذرت کو قبول فرمالیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اسکے حقوق کی خلاف ورزی کرنے والے گناہوں کو ضرور معاف فرماتا ہے جیسے نماز، روزہ، غرباء کی ضروری امداد وغیرہ لازمی فرائض کو نظر انداز کردینا۔ مگر بندوں کے حقوق کی خلاف ورزی کرنے والے گناہ جیسے چوری، ڈاکہ، غیبت، زخم پہنچانا وغیرہ کو وہ اسوقت تک معاف نہیں فرماتا جب تک کہ خطاؤں کا شکار بننے والا خود اس خطاکار کو معاف کرنے پر راضی نہ ہوجائے۔

Marfat.com

اللہ کا حکم ہے کہ خصوصا اپنے غصہ کی حالت میں ہم ضرور معاف کردیں۔ جیسا کہ ارشاد الہیٰ ہے۔

"وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَاغَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ ○ "
(ق ۴۲/۳۷)

یعنی "اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آئے تو معاف کردیتے ہیں"

غصہ کی حالت میں ہم اپنی معقول پسندی کی صلاحیت کھو بیٹھتے ہیں اور اشتعال اور تشدد کی طرف زیادہ مائل ہوجاتے ہیں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کو مار گرانا طاقت نہیں بلکہ غصہ پر قابو پانے کا نام طاقت ہے۔ علاوہ ازیں غصہ کی حالت میں رہنا صحت کیلئے نقصان دہ بھی ہے۔

ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جب کبھی ہم معافی کی درخواست کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں تو اپنے بھائی بندوں کو معاف کردینے کی طرف بھی ہمیں توجہ کرنا چاہئے۔ اگر ہم اپنے بھائی بندوں کو ہی معاف کرنا نہ سکیں تو پھر کس بنیاد پر ہم اللہ سے معافی کے خواستگار ہوں گے؟ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ ان پر رحم نہیں فرماتا جو انسانوں پر رحم نہیں کرتے"۔

وہ دستگیر ہے کا مطلب یہی ہے کہ تم جب بھی امداد کے طلبگار ہو تو تمہاری مدد کیلئے اپنا وہ ہاتھ بڑھاتا ہے۔ کوئی ڈوبنے والا ایک تنکے کا سہارا لیکر بھی ڈوب سکتا ہے مگر اللہ کی دستگیری اسقدر قوی ہوتی ہے کہ ڈوبنے کا موقع نہیں دیتی۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے

" فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ " ( ق ۲/۲۵۶)

یعنی " تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بڑی محکم گرہ تھامی جسے

Marfat.com

کبھی کھلنا نہیں ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے "۔

اللہ تعالیٰ پوزش پذیر ہے یعنی تمام معافیاں اور عذر قبول فرماتا ہے۔ اگر ہم وزیر اعظم سے ملنا چاہیں تو ہم کو پہلے ہی سے وقت لینا پڑتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے قبل از قبل کوئی وقت لینے کی ضرورت ہی نہیں۔ اسکا دربار عام ہوتا ہے اور وہی ہماری ہر عرضی کو سنتا ہے چاہے اسے ہم دن یا رات کے کسی وقت بھی پکاریں۔ وقت کا تعین کئے بغیر ہماری شنوائی کرنے کیلئے ہمیں اسکا شکر گزار ہونا چاہئے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے

" فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ " ۔۔۔ (ق ۱۵۲/۲)

یعنی " تم میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کرونگا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو"

ہم میں سے کتنے اس سے واقف ہیں کہ ہمارے اور اللہ کے درمیان ایک ایسا قریبی رابطہ ( Hotline ) ہے جو وقت کی کسی پابندی سے بے نیاز ہے۔ اللہ کا ٹیلیفون نمبر (۲۴۴۴۳) ہے ( سیدھی جانب اسکا ہر ہندسہ صبح' دوپہر' سہ پہر' مغرب اور رات میں لازمی فرض نمازوں کی تعداد کی ترجمانی کرتا ہے )۔

(ج) :- پرستارامرش ہمہ چیزوکس بنی آدم و مرغ و مور و مگس

ہر چیز، ہر شخص، انسان، چیونٹی اور مکھی تک اسکے زیر حکم ہے۔ ہر شئے ذی روح ہو کہ غیر ذی روح اسی کی ثناء خوانی کرتی ہے۔ ہر ایک کی حمد و عبادت کا اپنا الگ انداز ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

" اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ (ق ۴۱/۲۴)"

یعنی " کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے پر پھیلائے۔ سب نے اپنی نماز اور اپنی تسبیح کو جان رکھا ہے اور اللہ انکے کاموں کو جانتا ہے "۔ اگرچہ کہ ہم پرندوں کی زبان نہیں سمجھ سکتے نیز یہ بھی

Marfat.com

ارشاد ہے کہ

"تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا (ق ۱۷/۴۴)"

یعنی " اسکی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اسکی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ بیشک وہ علم والا بخشنے والا ہے"۔

اگرچہ انسانی کان ان آوازوں کے سننے کیلئے جو فی سکنڈ ( 500cyclesHZ ) کے احاطہ میں ہوں نہایت حساس ہوتے ہیں۔ انسانی کان (۲۰) اور (۲۰۰۰۰) HZ کے درمیان آوازیں سننے کے قابل ہوتے ہیں۔ بعض جانوروں کی قوت سماعت کے حدود اس سے بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ سماعت بالا سمعی ( Supersonic ) ہوتی ہے جیسے کتے، بلیاں، چوہے اور خصوصاً چمگادڑوں کی سماعت۔ مذکر چوہے کی آواز تو 22000 HZ کی شرح وقفہ سے سنائی دیتی ہے جو انسانی قوت سماعت کے احاطہ سے بھی زیادہ ہے۔

حشرات الارض کا حیطۂ سماعت بھی وسیع ہوتا ہے۔ ان میں بعض تو بالا سمعی (Supersonic ) آوازوں کو انسانی قابلیت سے ( 2 octaves ) کہیں اونچا سنتے ہیں۔ دوسرے کیڑوں کی جانب سے آوازوں کے جواب میں رد عمل اتنا پست ہوتا ہے کہ وہ انسانی کان کیلئے ناقابل سماعت ہیں۔ کتے، انسانی حیطۂ سماعت سے اوپر بلند آوازوں کو سن سکتے ہیں۔ غالبا حضرت سلیمان پیغمبر علیہ السلام اس قابل تھے کہ ۲۰ اور ۲۰۰۰۰ ( HZ ) کے درمیان نارمل احاطہ سے زیادہ آوازوں کو سنیں۔ آپ کو پرندوں، چیونٹیوں اور جنوں اور دوسروں کی زبان سمجھ میں آتی تھی ( ملاحظہ ہو ق ۲۷/۱۶ تا ۲۸)

کیا آپ ہر صبح پرندوں کی چہچہاہٹ سنتے ہیں۔ کیا طلوع آفتاب کیلئے وہ اپنی اذان

Marfat.com

دیتے ہیں ؟ وہ کیا کہتے ہیں ؟ یہ پرندے اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اسکی حمد بیان کرتے ہیں جبکہ ہم اپنے بستر پر خاموش پڑے رہتے ہیں شاید کہ گہری نیند میں۔ اس موقع پر مجھے سعدی شیرازی کے یہ اشعار یاد آرہے ہیں۔

دوش مرغی بصبح می نالید | عقل و صبرم ببرد و طاقت و ہوش
یکے از دوستان مخلص را | مگر آواز من رسید بگوش
گفت باور نداشتم کہ ترا | بانگ مرغے چنیں کند مدھوش
گفتم ایں شرط آدمیت نیست | مرغ تسبیح گوی و من خاموش

"ایک پرندہ صبح صبح چہچہا رہا تھا کہ میں گھبراہٹ میں اپنا صبر و تحمل، اپنی بردباری اور اپنی معقولیت پسندی کی صلاحیت کھو بیٹھا تھا۔ جیسے ہی میرے ایک مخلص دوست نے میری آواز سنی تو اس نے کہا "میں یقین نہیں کرتا کہ کسی پرندہ کی چہچہاہٹ تمھیں اسقدر حیرت میں ڈالدے گی"۔ میں نے جواب دیا "کہ یہ آدمیت کا تقاضا نہیں ہے کہ پرندہ تو تسبیح کرے اور میں خاموش رہوں"۔

عین طلوع صبح کے وقت اکثر ممالک میں ہمیں ایک پراسرار اور سریلی آواز کہیں سے سنائی دیتی ہے۔ ہاں یہ آواز ہمارے ہی آس پاس کے درختوں سے آتی ہے۔ ایک ننھے پرندے کی صبح صادق کے سناٹے میں چہچہاہٹ گویا اسکی اپنے انداز میں اذان ہے جو شاید یہ کہتی ہے کہ میں فقط ایک حقیر چڑیا ہوں اور تم تو اشرف المخلوقات کی حیثیت میں مجھ سے کہیں زیادہ اعلیٰ و بالا تر ہو۔ تہجد کا وقت اب ختم ہوچکا تم نے دیر کردی کم از کم اب نماز فجر کیلئے بیدار ہو جاؤ۔

(د) :- زمشرق بمغرب مہ و آفتاب ؛ رواں کرد و بنہاد گیتی بر آب

خالق اکبر نے مشرق سے لیکر مغرب تک سورج اور چاند کو حرکت دی اور کرۂ زمین کو پانی پر رکھدیا (جس کے ذریعہ اس نے ہماری حیات اور زندگی کی ضروریات جیسے

Marfat.com

میوے اور ترکاریاں اس پر اگائے )۔

مزید بقول شیخ سعدیؒ "ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند تاتو نانی بکف اری و بغفلت نخوری ھمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار شرط انصاف نباشدکہ تو فرمان نبری"

یعنی بادل، ہوا، چاند، سورج اور آسمان سب اپنے کام پر لگے ہوئے ہیں تاکہ تو تیری روٹی کھائے اور غفلت سے نہ کھائے۔ تیری خاطر ہر چیز کو مسخر اور تابعدار بنایا گیا ہے۔ لہذا یہ بات انصاف پر مبنی نہیں کہ تو (اللہ کی) بندگی کے تقاضوں کی تکمیل نہ کرے۔

ایک ایک دن اور رات میں جو بفضلہ تعالیٰ ہمیں نصیب ہوتے ہیں، یہ زمین اپنی محوری گردش میں ( جٹ سے بھی زیادہ تیز رفتار ایک ہزار میل فی گھنٹہ کے ساتھ) خط استوا پر (۲۵۰۰۰) میل طے کرتی اور سورج کے گرداگرد (۶۶۶۰۲) میل فی گھنٹہ کی حیرت انگیز رفتار سے چکر لگاتی ہے۔ یہ سب کچھ اور مزید بہت کچھ ملکر ہمارے عرصہ حیات کا ایک فاضل دن بناتے ہیں۔ کتنی بھی شکر گزاری ہو اس کارفرمائی کے شایان شان حق ادا نہیں کر سکتی۔

(ھ) :- دگر خشم گیرد ز کردار زشت ؎ چو باز آمدی ماجرا در نوشت

یعنی اگر وہ (اللہ تعالیٰ) تمہاری کسی بدعملی کے باعث تم سے خفا ہو جائے تو جیسے ہی تم نادم ہو کر توبہ کرلیں تو تمہارے اعمال نامہ سے اس کوتاہی کو وہ مٹا دے گا۔ ہمارے اعمال نامہ سے ایسے سیاہ واقعات کو مٹا دینے پر ہمیں اسکا شکر گزار ہونا چاہیے۔

ندامت یا توبہ کے بارے میں بھی کچھ کلمات عرض ہیں۔ توبہ سے مراد کسی کا معصومیت اور خالصیت کی اپنی اصلی حالت پر عود کر آنا ہے۔ اسکے لئے ایک عہد راسخ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس گناہ پر کسی نہ کسی بہانے ندامت کا اعتراف کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ گواہ ہوتا ہے۔ واقعی اگر شیطان ہمیں ایک بار بے وقوف بناتا ہے تو

Marfat.com

اس پر لعنت ہے' لیکن اگر وہ دوبارہ ہمیں بے وقوف بنائے تو یہ بات ہمارے لئے باعث شرم ہے۔ ندامت یا توبہ کی بدولت سارا دھندلکا چھٹ جاتا ہے اور ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارا رخ کس طرف ہے۔ اور دوبارہ اسی گڑھے میں گرنے سے ہم خود کو بچاسکتے ہیں جہاں شیطان ہمارے لئے گھات لگائے بیٹھا ہے۔ ایک نقش کالحجر یا ایک مستقل یادداشت کے طور پر صلوٰۃ التوبہ کی دو نفل رکعتیں ادا کی جاسکتی ہیں۔

قابل معافی خصوصی گناہ کیلئے اللہ کے نزدیک سب سے پہلے توبہ کو اہمیت حاصل ہے۔ فوراً یا بعد اس گناہ سے دور رہے بغیر کسی خاص گناہ سے توبہ حقیقی معنی میں خالص توبہ ہرگز نہیں۔ توبہ انسان کے باطنی پیام کے جواب میں ایک باشعور اور مثبت ردعمل کی متقاضی ہوتی ہے۔ جبکہ ویسی ہی صورت حال کا سامنا ہوتا ہے۔ اسکا ہر قیمت پر تدراک یا مقابلہ کرنا چاہیے۔

توبہ کی قبولیت اور اسکی موثر برقراری کیلئے قران پاک نے چار شرائط مقرر کی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱) ندامت کا احساس ۲) راسخ یقین رکھنا ۳) اعمال صالحہ انجام دینا اور ۴) بعد ازاں راہ ہدایت پر گامزن ہونا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

" وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی (ق ۲۰/۸۲) "

یعنی "اور بیشک میں اسے بہت بخشنے والا ہوں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا۔"

(و) :۔ کرم بین و لطف خداوندگار ۔ گنہ بندہ کردہ است واو شرمسار

یعنی " خداوند کردگار کا لطف و کرم تو دیکھو کہ بندہ نے گناہ کا ارتکاب کیا مگر حق تعالیٰ کو اس واقعہ پر حیا آرہی ہے "۔ کیا ہی خوبصورت نظم ہے جس میں شیخ سعدیؒ نے خدا کی صفت رحمت و نوازش کی تصویر کھینچی ہے۔ رب تبارک و تعالیٰ فرمارہا ہوگا کہ اے بندے! کیوں تو نے ایسا کام کیا؟ ایسا کرنے پر تو کیوں مجبور ہوا؟ تو

Marfat.com

مجھے تیری طرف توجہ کرنے کا سامان بنا! آ! اب توبہ کرلے اور پھر دوبارہ اسکا اعادہ نہ کرنا۔ کیوں نہ دو رکعات نماز توبہ ادا کرلے تاکہ پھر ایسے کام کو کبھی بھی ہرگز ہرگز نہ دوہرانے کی یادگار ثابت ہو کہ یہ ایک عہد واثق ہے۔

المختصر یہ تو تھا اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے حمد و شکر ادا کرنے کے بارے میں۔ اب وہ کونسی آخری نعمت ہے جس سے اس نے ہمیں مالا مال فرمایا ہے' اور وہ کونسی عظیم ترین عنایت ہے جو ہمیں اللہ کی عطا کردہ نعمتوں میں بہترین اور آخری نعمت ہے اور جسے اس نے کامل ترین نعمت بنادیا ہے؟ وہ ہے دین اسلام چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشار فرماتا ہے۔

"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا"
(ق د/۳)

یعنی "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔"

ہمارے دین کو مکمل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنی آخری نوازش فرمائی اور ہمیں اسلام جیسا مکمل اور کامل دین عطا فرمایا۔ ہمارے لئے اس دین کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو مکمل اور کامل دین ہے اور یہی اسکی آخری نوازش ہے۔

آخر میں شیخ سعدیؒ کا ایک عربی قطعہ درج ذیل کیا جاتا ہے جو حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت میں ہے۔

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ ۔ کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ ۔ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

یعنی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے کمال سے بلندی پر پہنچے۔ اور اپنے نور جمال سے کفر کی تاریکی کو دور کردیا آپ کی ساری خصلتیں بہترین ہوئیں۔ آپ پر اور آپ کی آل پاک پر درود و سلام بھیجو۔

Marfat.com

# موت، روح اور نفس

## (تلخیص)

موت، روح اور نفس سے متعلق اسلامی عقیدہ کیا ہے؟ اسکی وضاحت کی جاتی ہے۔ موت، محض دماغی نالی کے مردہ ہوجانے کا نام نہیں کیونکہ سانس اور قلب کی کارکردگی کو مشینی آلات کی مدد سے بھی برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ موت ہمہ پہلو کارکردگی کے خاتمہ کی متقاضی ہوتی ہے۔ چونکہ موت ناگزیر بھی ہے اور نا قابل پیشن گوئی بھی اس لئے اسلامی نقطہ نظر یہ ہے کہ زندگی با مقصد ہو اور پرہیزگاری و اخلاص کے ساتھ گزاری جائے۔ روح کو زندگی کے ساتھ خلط ملط کرنا نہیں چاہیے۔ قریب چوتھے ماہ میں جنین کے اندر اللہ تعالیٰ کی جانب سے روح ڈالی جاتی ہے جو اسکو صفات الٰہی کے ساتھ انسانی صلاحیتوں کی لامحدود ترقی پذیر توانائی بخشنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ محل اعضاء سے ہٹ کر روح، فاصلہ، رفتار اور وقت کی پابندیوں سے آزاد ہوتی ہے۔ قرآن میں روح سے مراد موت کے بعد علم، ملائکہ، تقدس اور ایثار کے ساتھ لوح محفوظ اور خدا تک رسائی حاصل کرنا ہے۔ نفس کو بھی روح کے ساتھ خلط ملط نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن کے متن کی رو سے نفس کو انسان و جن کی ذاتی علامت شناخت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

مضمون ہذا میں موت، روح اور نفس سے بحث کرنا مقصود ہے۔ سب سے پہلے بلحاظ تعریف موت کے بارے میں تحقیق کی جاتی ہے۔ پھر اسلامی عقیدہ کے مطابق موت کے بارے میں وضاحت کی جائے گی۔

### موت سے متعلق اسلامی عقیدہ

موت کی صحیح تعریف کے بارے میں موجود اختلافات میں گئے بغیر یہ بات قابل ذکر ہے کہ ایسے وقت جب کہ ہم سب کا اس پر ایقان ہے کہ موت کا

Marfat.com

آغاز و اختتام دراصل قلب کی آخری حرکت ہی کا نام ہے مگر حال ہی میں دنیا کے اکثر ممالک میں پیشۂ طب و قانون سے وابستہ بعض اصحاب نے دماغی موت کو ہی لمحۂ موت قرار دیا ہے یعنی وہ لمحہ جبکہ سانس لینے کے سارے اہم عوامل، شعور اور احساسات معدوم ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ای۔ سی۔ جی (ECG) کے ذریعہ کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہونے کی صورت میں اگرچہ اس شخص کو مردہ قرار دیا جاتا ہے اور صداقت نامہ موت بھی جاری کیا جاسکتا ہے مگر پھر بھی اس کا جسم گرم اور اس کا قلب ابھی بھی متحرک ہوسکتا ہے۔ بلکہ کسی مشینی آلات کی مدد سے اس کو چند ہفتوں تک متحرک رکھا بھی جاسکتا ہے تاکہ دوسرے مریض کے مختلف اعضاء کے لئے عضو بندی کی جاسکے۔ اس لحاظ سے موت کا وقت وہی ہے جب کہ دماغ کی موت کی توثیق ہو جائے نہ کہ بعد کا وہ وقت جب کہ حرکت قلب بھی بند ہو جائے۔

کہا جاتا ہے کہ موت اسی وقت واقع ہوتی ہے جبکہ دماغ یا زیادہ واضح طور پر دماغ کی نالی کی کارکردگی موقوف ہوجائے جو اس کے شعور قائم رہنے کی صلاحیت اور سانس لینے کی قابلیت کے ناقابل تلافی نقصان کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور آخر کار قلب کی حرکت موقوف ہو جاتی ہے خواہ اس انجام کے واسطے مشینی آلات کی مدد سے گھنٹوں یا دنوں یا چند ہفتوں کا وقت ہی کیوں نہ لگ جائے۔ (اکثر صورتوں میں سر پر لگے حالیہ زخم کے کچھ عرصہ بعد عموماً دماغی ڈھانچہ کے مجروح ہوجانے کے باعث یہ ناقابل تلافی موت واقع ہوا کرتی ہے۔ دیگر افراد کو دماغ کے اندرونی حصہ کی شریانوں سے بے اختیار خون بہنے لگتا ہے۔ بعض لوگ دماغی نلی کی کارکردگی میں عارضی خرابی یا ہاضمی نظام میں خلل جیسی شکایات سے صحت یاب بھی ہو جاتے ہیں)۔

بہر حال اسلامی ممالک میں دماغی موت کی بنیاد کو نہ طبی اور نہ ہی قانونی نقطہ نظر سے موت قرار دیا گیا ہے۔ سانس لینے اور قلب کے کارکرد ہونے کا عمل بند ہونا ضروری ہے۔ اسلامی ماہرین قانون اس بات پر زور دیتے ہیں کہ کسی ایسے شخص کو مردہ نما زندہ مریض قرار نہیں دیا جاسکتا جو کسی مشینی آلہ کی مدد سے جسم میں

Marfat.com

گرمی بھی رکھتا ہو اور سانس بھی لیتا نظر آتا ہو۔

اس مفہوم کے لئے یہ فرض کیا جاتا ہے کہ ایک مردہ شخص نے نا قابل تلافی دماغی ضرر برداشت کیا اور شعور، قلب اور پھیپھڑوں کی جسمانی کارکردگی کے بشمول سارے عوامل کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ یعنی قلب میں آخری حرکت ہو چکی، پھیپھڑوں نے آخری سانس لے لی اور روح نے جسم کا ساتھ چھوڑ دیا اور میت تدفین کے لئے تیار ہے۔

## اسلام میں موت کے ساتھ برتاو

جہاں زندگی کے بہت سے پہلو غیر یقینی ہیں وہیں ایک بات یقینی ہے اور وہ یہ کہ موت کا آنا اٹل ہے۔ اس کے باوجود بلحاظ وقت اور مقام موت خود غیر یقینی ہے کیوں کہ یہ کسی کو معلوم ہی نہیں کہ کس کی موت کب اور کہاں ہونے والی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے " وَمَا تَدْرِی نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ " (ق ۳۴/۳۱) یعنی کوئی بھی یہ نہیں جانتا کہ وہ کس جگہ مریگا۔ ہم کب اور کہاں مرنے والے ہیں یہ تو ہماری تقدیر میں لکھا ہوا ہے۔

" وَمَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ کِتٰبًا مُّؤَجَّلًا " (ق ۱۴۵/۳)۔ یعنی "اور کوئی بھی اللہ کے حکم کے بغیر مر نہیں سکتا۔ سب کا وقت لکھا رکھا ہے" اس کا لحاظ کئے بغیر کہ ہم کون ہیں اور کیا ہیں موت کے لئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہم سب کے لئے مشترک ایک جیسا ہے۔

" نَحْنُ قَدَّرْنَا بَیْنَکُمُ الْمَوْتَ " (ق ۶۰/۵۶) یعنی ہم نے تم میں موت کو مقدر کر دیا ہے۔

یہ بھی ارشاد ربانی ہے "کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ " (ق ۱۸۵/۳، ۳۵/۲۱، ۵۷/۲۹) یعنی "ہر کسی کو موت کا مزا چکھنا ہے"

Marfat.com

کوئی بھی شخص جب پیدا ہو جاتا ہے تو وہ تاریخ کا حصہ بن جاتا ہے اور ضرور وہ تاریخ سازی میں بڑا اہم حصہ ادا کرتا ہے۔ زمین پر انسان کی زندگی با مقصد اور معنی خیز ہے اس لئے کہ اس دنیا میں انسانیت کے لئے اور آخرت میں خود اپنے لئے بے پناہ کام انجام دینے کی صلاحیت سے اسے نوازا گیا ہے۔

ہم میں سے بعض کا خیال ہے کہ ہماری موت کے بعد ہم مٹی ہو جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ یہی آخری انجام ہے۔ اب مزید کوئی زندگی نہیں اور اس کے بعد کچھ بھی نہیں۔ اور اس کے باوجود ہم مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں۔ کیا ہم نے قرآن مجید نہیں پڑھا جس میں کوئی شک نہیں لا ریب فیہ۔ (ق ۲/۲) اور جس میں ارشاد الٰہی ہے " قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ" (ق ۲۶/۴۵) یعنی "اے محبوب، تم فرماؤ کہ اللہ تمہیں جلاتا ہے پھر تم کو مارے گا پھر تم سب کو قیامت کے دن اکٹھا کرے گا جس میں کوئی شک نہیں لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے" اگر اس پر ہمارا یقین نہیں تو اس کا مطلب یہی ہوا کہ ہم اس بات پر یقین نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ زندگی عطا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ ان باتوں پر یقین نہ رکھنے والوں کا قرآن خصوصی طور پر یوں ذکر کرتا ہے۔ " وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا" (ق ۱۹/۶۶) یعنی "اور انسان کہتا ہے، کیا جب میں مرجاؤنگا تو عنقریب جلا کر اٹھایا جاؤں گا۔"

نیز " قَالُوا أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ " (ق ۲۳/۸۲، ۳۷/۱۶، ۵۶/۴۷) یعنی وہ بولے کیا جب ہم مرجائیں اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں، کیا پھر اٹھائے جائیں گے

بعض وہ لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ

" أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ" (ق ۱۳/۵) یعنی کیا ہم مٹی ہو کر پھر

Marfat.com

نئے بنیں گے۔

" وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ " (ق ۳۸/۱۶)۔ یعنی اور انھوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں حد کی کوشش سے کہ اللہ مردے نہ اٹھائے گا۔ ہاں کیوں نہیں سچا وعدہ اس کے ذمہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ نے دوسری تخلیق کا وعدہ فرمایا ہے جو موجودہ تخلیق کے پیچھے ہوگی " وَ اَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى " (ق ۴۷/۵۳) یعنی "اور یہ کہ پچھلا اٹھانا اسی (اللہ تعالیٰ) کے ذمہ ہے" اور "وہ ہرگز وعدہ خلافی نہیں فرماتا " اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ " (ق ۹/۳)۔

واقعی حدیث میں ہمیں یہ یاد دلایا گیا ہے کہ جب ہم دوبارہ اٹھائے جائینگے تو ننگے پاؤں برہنہ اور بلا ختنہ ہونگے

پھر ہم اس میں کیوں شک و شبہ کریں کہ ہم ایک بار پھر پیدا کئے جائینگے جب ہمیں اپنی پہلی تخلیق سے متعلق پورا یقین ہے تو اولین مرحلہ میں اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ہوجا تو ہوگیا" (کن فیکون ق ۴۷/۳) اور اس نے محض ہماری پرورش کے لئے ساری کائنات کو پیدا کیا تو پھر آخرت میں دوبارہ اٹھائے جانے پر ہم کیوں شک کریں اس وقت باری تعالیٰ کے لئے تو ایسی تخلیق بہت ہی آسان ہوگی جو ہماری اسی مٹی سے ہوگی جو انسانی جسم کے اعضاء سے بنی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ " (ق ۲۸/۲) یعنی بھلا تم خدا کے کیونکر منکر ہوگئے حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمھیں جلایا پھر تمھیں مارے گا پھر تمھیں جلائیگا پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے

نیز ارشاد ربانی ہے " اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

Marfat.com

وَالاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ " (ق ۹۹/۱۷) یعنی "اور کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے وہ ان لوگوں کی مثل بنانے پر قادر ہے۔"

بہت سی قرآنی آیات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ مارتا ہے اور وہی دوبارہ جلاتا ہے۔ " وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْیَا " (ق ۴۴/۵۳) یعنی اور یہ کہ وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے مارا اور جلایا۔ اسی طرح کا مضمون ان دیگر قرآنی آیات میں بھی موجود ہے (ق ۲۷/۳، ۲۶/۲، ۳۱/۱۰، ۷/۱۱، ۱۶/۲۲، ۸۱/۲۲، ۱۹/۳۰، ۴۰/۳۰)۔

موت کوئی منفی نظریہ نہیں بلکہ وہ ایک مثبت حقیقت ہے۔ جس طرح زندگی تخلیق کردہ ہے بالکل اسی طرح موت بھی تخلیق کا ایک عمل ہے۔ " اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (ق ۲/۶۷) یعنی "وہ جس نے موت اور زندگی کو پیدا فرمایا تاکہ تمہاری جانچ ہو کہ تم میں سے کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔"

مزید برآں وَهُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ (ق ۸۰/۲۳) یعنی اور وہی (اللہ تعالیٰ) جلائے اور مارے۔ اسی طرح فرمایا " وَاللّٰهُ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ " (ق ۱۵۶/۳) یعنی "اور اللہ جلاتا اور مارتا ہے۔" جس طرح اللہ تعالیٰ ہمیں زندگی عطا فرماتا ہے تو اس عطیہ کے لئے ہمیں اس کا شکر گزار ہونا چاہیے بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ موت بھی دیتا ہے اور یہ بھی ایک عطیہ الٰہی ہے جس کے لئے بھی ہمیں ممنون ہونا چاہیے کیونکہ موت ہمیں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کی منزل سے زیادہ قریب لے آتی ہے، ایسی منزل جو زندگی کا اصل مقصد ہے۔

موت، سارے وجود کا اختتام نہیں ہے۔ موت تو اس سے کہیں زیادہ شاندار زندگی کا نقطہ آغاز ہے۔ اس کرۂ ارضی پر زندگی ختم ہو سکتی ہے لیکن زمین پر ہماری یہ زندگی، ہماری تمام زندگی کا ایک مختصر اور غیر اہم حصہ ہے۔ کیونکہ روح کا وجود ابدی طور پر جاری و ساری ہے۔ اگرچہ زندگی سے عموماً وہی عرصہ مراد

Marfat.com

لیا جاتا ہے جو پیدائش اور موت کے درمیان واقع ہو لیکن در حقیقت ایسا نہیں ہے۔ وہ پیدائش اور ابد کے درمیان کا عرصہ ہے۔ اس موت کو اختتام کا نام نہیں دیا جاسکتا۔ اس کو تبادلہ قرار دیا جاسکتا ہے جیسا کہ اردو، فارسی اور عربی میں " انتقال " کے لفظ کے ذریعہ اس کی ترجمانی کی جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص مر جائے تو ہم اردو میں کہتے ہیں "اس کا انتقال ہوا" لیکن "انتقال" اس سے کیا مراد ہے ؟ فارسی میں جو کہ اردو کے لئے ماخذ زبان کا درجہ رکھتی ہے انتقال کے معنی تبادلہ ہے جیسے " قونصل را انتقال دادند " یا " قونصل منتقل شد " کے معنی ہیں کہ قونصل کا تبادلہ عمل میں آیا۔ موت کو تبادلہ کہنے کا کیا ہی خوبصورت انداز ہے۔ عربی میں لفظ انتقال کے دو معنی ہیں۔ اس سے مراد موت بھی ہے اور اس کا مطلب تبادلہ بھی ہے۔ مثال کے طور پر

ا) " سَیِّدُ فَلَان اِنْتَقَلَ اِلَی الْحَیَاۃِ الْاٰخِرَۃِ " یعنی "فلاں صاحب مرگئے (آخرت کی زندگی میں تبادلہ عمل میں آیا)

ب) " سَفِیْرُ السُّوْرِیَہ اِنْتَقَلَ مِنَ الْھِنْدِ اِلٰی مِصْرَ " یعنی "سفیر شام کا ہندوستان سے مصر کو تبادلہ کیا گیا" موت گویا ایک دوسرے میدان میں زندگی کا ایک تسلسل ہے۔ موت ابدی سفر کا پہلا مرحلہ اور حیات ابدی کا آغاز ہے۔ امام غزالی اپنی لافانی نظم میں یوں نغمہ سرا ہیں۔

## شاندار عقبیٰ

(امام غزالی کی مشہور کتاب احیاء العلوم الدین سے ماخوذ)

میرے احباب سے کہہ دینا جب وہ مجھے مردہ حالت میں دیکھینگے
تو وہ میرے لئے روئینگے اور غم میں میرا ماتم کرینگے
اس پہ یقین مت کرو کہ تم جو لاش دیکھ رہے ہو وہ میری ہی ہے
بخدا میں کہتا ہوں کہ وہ میں نہیں ہوں

81619

Marfat.com

میں روح ہوں اور یہ تو محض گوشت کے سوا کچھ نہیں
کچھ عرصہ کے لئے یہ میرا مکان اور میرا لباس تھا
میں ایک خزانہ ہوں جس کے اندر ایک طلسمات پوشیدہ ہے
جو خاک سے ڈھالا گیا جو میرے لئے مقبرہ کا کام دیتا تھا
میں ایک موتی ہوں جس نے اپنی سیپی کو ویران حالت میں چھوڑ دیا ہے
وہ میرے لئے زندان تھا جہاں میں نے رنج میں اپنا وقت گذارا ہے
میں ایک پرندہ ہوں اور یہ جسم میرا قفس ہے
اب جبکہ میں پرواز کر چکا ہوں وہ بطور نشانی باقی رہ گیا ہے
ساری تعریف خدا کے لئے ہے جس نے مجھے رہا کر دیا ہے
اور جنت کی بلندیوں پر میرے لئے پہلے ہی سے میرا مقام بنا رکھا ہے
آج تک میں مردہ تھا، اگرچہ کہ تمہارے درمیان میں زندہ تھا
اب میری پیدائش ہوئی ہے، دفن کفن سے بے نیاز ہو کر
آج ولیوں سے بلندی پر میں ہم کلام ہوں
اب درمیان بلا کسی حجاب کے میں دو بدو اللہ کے دیدار سے مشرف ہوں
میں لوح محفوظ پر نگاہ ڈالتا ہوں اور اس میں لکھا وہ سب پڑھتا ہوں
جو کچھ تھا، جو ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے
میرے مکان کو کھنڈر ہو جانے دو، میرے پنجرے کو مٹی میں نیچے رکھ چھوڑ دو
ناکارہ طلسمات، وہ نشانی اب ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی
میرا چوغہ اتار کر ایک طرف رکھ دو جو میرا خارجی لبادہ تھا
ان سب کو قبر میں دفن کر دو تاکہ وہ فراموش کر دیئے جائیں
میں تو اپنے راستہ پر رواں دواں ہو چکا ہوں اور تم پیچھے چھوٹ گئے
تمہارے مکان کی جگہ اب میری سکونت گاہ نہیں

Marfat.com

موت کو موت مت خیال کرو بلکہ وہ تو زندگی ہے
ایسی زندگی جو ان سارے تصورات سے ماوراء ہے
جن کے ہم اس دنیا میں خواب دیکھتے ہیں۔ یہاں ہمیں نیند عطا کی گئی ہے
موت گویا ایک نیند ہے اور بس ایسی نیند جس کو طولانی دی جائے گی
جب موت قریب آئے تو ہرگز خوف زدہ نہ ہونا
وہ تو اس رحمت بھرے گھر کی طرف سفر کا آغاز ہے
اپنے رب کے رحم و کرم کا تصور کرو
اس کے فضل کے شکر گزار ہو جاؤ اور کسی خوف کے بغیر چلے آو
اب میں جو کچھ ہو چکا ہوں، تم بھی اسی طرح ہو جاؤ گے
کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم بھی میرے ہی طرح ہو
تمام انسانوں کی روحیں خدا کی طرف سے آئی ہیں
سب کے جسموں کی ایک ہی انداز میں ترکیب ہوئی
اسی طرح نیکی اور برائی بھی ہمارے ہاتھ میں تھی
اب میں تمھیں ایک پیام بشارت دیتا ہوں
خدا تمھیں زیادہ ابدی سکون و مسرت عطا فرمائے

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں " سارے انسان نیند میں ہیں۔ جب وہ مرتے ہیں تو وہ بیدار ہوتے ہیں۔ جس دم ہم نے اس دنیا میں اپنی آنکھیں بند کرلیں تو اس کے فورا بعد ہم دوسری دنیا میں اپنی آنکھیں کھولتے ہیں تاکہ اسی قدر اپنے ارتقا اور قوت ارادی کے سات ایک نئی زندگی کا ہم آغاز کریں جسے ہم نے شروع میں اس دنیا کے اندر حاصل کیا تھا۔ ایسی قوت ارادی جو روحانی میدان میں آگے سے آگے بڑھنے اور بلند سے بلند مقام حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ ہمیشہ رواں دواں رہنے کا عزم عطا کرے۔

Marfat.com

بحیثیت مسلمان ہم کو موت سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے۔ وقت آنے پر ہم کو چاہیے کہ جرات، اعتماد، سکون اور اطمینان کے ساتھ موت کا سامنا کریں کیونکہ ملک الموت (عزرائیل علیہ السلام) اس معینہ وقت پر یقینا آ پہنچینگے جو پہلے ہی سے ہماری تقدیر میں لکھا جا چکا ہے۔ اس کا لحاظ کئے بغیر کہ ہم کہاں ہیں وہ ہم تک پہنچ جائینگے اور ہمیں جانا ہی پڑیگا۔

"تم کہیں بھی ہو موت تمھیں آ لے گی اگرچہ کہ تم بلند قلعوں میں ہو (ق ۴/۷۸) لہذا ہم غور کرسکتے ہیں کہ تقویٰ رحم اور پیار کے ساتھ با مقصد زندگی گزارنے میں کس قدر معقولیت ہے کیونکہ ہم کسی لمحہ بھی اٹھائے جاسکتے ہیں اور جب موت ہم کو اپنے خالق کردگار کے حضور واپس لے جاتی ہے تو ہم اپنے اندر بہت اچھا محسوس کرسکتے ہیں۔

## روح

قرآن حکیم اعلان کرتا ہے۔

"وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ. قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (ق ۱۷/۸۵) یعنی اور تم سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں تم فرماؤ اے محبوب، روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمھیں تھوڑا علم ملا۔"

مسلمان کی حیثیت سے روح سے متعلق ہمارا وہی عقیدہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔

"ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ، قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ" (ق ۳۲/۹) یعنی پھر اسے ٹھیک کیا اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور تمھیں کان اور آنکھیں اور دل عطا فرمائے۔ تم کیا ہی

Marfat.com

تھوڑا شکر کرتے ہو۔"

اور "فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَ نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سٰجِدِينَ" (ق ۲۹/۱۵، ۳۸/۲،۲) یعنی" تو جب میں اسے ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونک دوں تو اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا۔"

وہ پھونک جو اللہ کی طرف سے ہے اور جسے ہم روح کہتے ہیں وہ ان نیکیوں اور خدائی صفات کی مجسم ہوتی ہے جس کا انسان حامل ہوتا ہے اور یہ سب اس روح میں موجود رہے ہونگے جو رحم مادر کے اندر جنین میں اس وقت داخل ہوئی تھی جبکہ حمل کے چار ماہ ہوتے ہی جنین میں زندگی کی علامت اور نشو و نما پانے کی صلاحیت پائی گئی۔ بالیدگی کے بعد بچہ دانی میں انسانی نشو و نما کے لئے سازگار حالت پیدا کرنے زرخیز بیضے، خلیوں کے تودہ کی شکل اختیار کرلیتے ہیں جو "MORULA" کہلاتا ہے (MORULA بنا ہے MORUS سے بمعنی شہتوت) اور یہ بیضہ بننے کے ساتویں دن بچہ دانی کے خلاء تک رسائی کرلیتا ہے۔ چودھویں دن وہ پوری طرح پختہ ہوجاتا ہے۔ ادھورا انسانی بچہ اب ضخامت میں بڑھتا جاتا ہے۔ تیسرے ہفتہ سے آٹھویں ہفتہ تک کا زمانہ اعضاء کے آغاز و نمو کا ہوتا ہے جس کے دوران یہ نامکمل انسانی بچہ ایسی خاص وضع قطع اختیار کرلیتا ہے کہ اس ایک انسان کے روپ میں بآسانی شناخت کیا جاسکتا ہے۔ جنین کے نشوونما پانے کا زمانہ تیسرے مہینہ سے شروع ہوکر اپنے وقت معینہ پر ختم ہوتا ہے۔

مسلم علماء کا ادعا ہے کہ حمل قائم ہونے کے وقت سے چار ماہ گزرنے کے فورا بعد انسانی زندگی کا آغاز ہوجاتا ہے۔ خصوصی اہمیت کے حامل چند ایسے متعلقہ امور ہیں جن کو بخاری اور مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے محفوظ کیا گیا ہے جس کے بموجب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا " تم میں سے ہر ایک کی تخلیق اس کی ماں کے رحم میں چالیس دن تک

Marfat.com

کی گئی۔ پھر اسی قدر عرصہ کے لیے وہ جرثومہ کا خلیہ بنا رہا۔ پھر مزید چالیس دن تک وہ ایک گوشت کا لوتھڑا بنا رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے جسے حکم ہوتا ہے کہ وہ چار حروف تحریر کرے۔ اس کو ہدایت دی جاتی ہے کہ اسکی سیرت، اس کی روزی، اس کی عمر کے ساتھ یہ بھی لکھے کہ وہ پریشان رہے گا یا خوش حال اور پھر وہ فرشتہ اس جنین میں روح پھونک دیتا ہے"۔

مزید یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نیز آپ کے والد ماجد دونوں نے بیان کیا کہ چار مہینے کی مدت پوری ہونے کے دس دن کے اندر اندر روح پھونکنے کا مرحلہ انجام پاتا ہے اور یہ بات خصوصی توجہ کے لائق ہے کہ نفخ روح کی بدولت ہی انسانی اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ روح کی رسائی سے قبل اگر موت واقع ہو جائے تو کوئی انسان وجود میں ہی نہیں آتا۔ عزم اور احساس کے ساتھ انسانی زندگی، محض سبزی ترکاری والی یا خانوں میں بٹی ہوئی زندگی سے بہت کچھ زیادہ ہے۔ اگرچہ بعض مسلم علماء کا کہنا ہے کہ احساسات اور اختیاری حرکات اس امر کی علامت ہیں کہ روح کا ابھی جسم کے ساتھ ربط برقرار ہے۔ یہ بات لائق توجہ ہے کہ عام طور پر اختیاری حرکات اور احساسات کی عدم موجودگی کی صورت میں بے ہوشی کے دوران روح ابھی جسم میں موجود رہتی ہے۔ مزید برآں بعض خاص اعصابی حالات میں جبکہ ایک شخص درد، خوشی اور غم کی کیفیت کو محسوس کرنے سے قاصر ہو اور ایک نمو پذیر وجود والی حیات ہو تو روح اس (مرد یا عورت) میں ضرور موجود رہیگی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور میں اپنی ذہانت طبع کے ذریعہ وجود کے دو رخوں کا جو حل پیش فرمایا تھا وہ خدا داد علمی کرشمہ تھا۔

روح ایک لامتناہی زمانہ قبل سے موجود ہے جو وقت کی تخلیق سے بہت بہت پہلے سے ہے اور وقت کے خاتمہ کے بعد بھی باقی رہے گی کیونکہ روح لافانی ہے۔ بے شک حمل کے وقت جنین میں life ہوتی ہے جس کو اردو اور فارسی میں

Marfat.com

جان اور عربی میں حیات کہتے ہیں۔ اور یہ حیات کی اصطلاح ہر ایک خلیہ میں سالموں کے عوامل اور حیاتی و کیمیائی تعاملات کے زنجیری سلسلوں سے عبارت ہے جس کو روح کے ساتھ گڈ مڈ نہیں کرنا چاہیے۔ درحقیقت مردانی نطفہ اور زنانی بیضہ دونوں میں زرخیزی واقع ہونے سے پہلے ہی سے جان ہوتی ہے لیکن ان میں روح نہیں ہوتی۔ لامحدود روح کا ادراک حاصل کرنا محدود دماغ کے لئے ناممکن ہے۔ ہر شخص کو روح دی جاتی ہے جو نشو و نما کے لئے لامحدود توانائی سے مالامال ہوتی ہے۔ روح میں ایسی صلاحیت اور بے پناہ قوت ہوتی ہے جس کی بدولت وہ صفات الٰہی کے نمونہ پر خود کو پروان چڑھاتی اور بلند سے بلند پرواز کرتی ہے۔ اس دنیا میں زمین پر جسمانی موت کے بعد، زندگی کی ایک بلند ارتقائی منزل تک رسائی ہی انسان کا اصل مقصود ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ روح میں موجود بے پناہ قابلیت کے ذریعہ ہی حاصل کیا جاسکتا ہے اور صفات الٰہی کو اپنانے اور اس کو اپنا لائحہ بنانے سے روح کو اللہ تعالیٰ کا قرب خاص نصیب ہوجاتا ہے۔

جسم کے اندر یہ روح کس جگہ رہتی ہے؟ اگر ایک عضو کاٹ دیا جائے تو اس کاٹ دیئے گئے عضو میں روح نہیں ہوتی اگر چہ کہ اس میں ابھی بھی جان ہوتی ہے اور اس عضو کو دوبارہ جوڑا جاسکتا ہے۔ لہٰذا روح پھر کہاں ہے؟ چاروں اعضاء کاٹ دیئے جائیں تو پھر بھی باقی بدن میں روح جوں کی توں حالت میں برقرار رہتی ہے۔ تو پھر روح کیا خون کے اندر رہتی ہے؟ نہیں، کیوں کہ خون مکمل طور پر خارج کرکے اس کی جگہ دوسرا خون چڑھایا جا سکتا ہے۔ روح کیا ہمارے تولیدی آلات مثلاً بیضہ دان یا خصیوں کی جراثیمی سطح میں موجود ہوتی ہے؟ نہیں ! کیونکہ تولیدی آلات کے غیاب میں بھی روح برابر موجود رہتی ہے۔ تو پھر روح کیا قلب، شش یا جگر میں موجود ہوتی ہے؟ نہیں، کیونکہ ان اعضاء کی بآسانی عضو بندی کی جاسکتی ہے۔ تو پھر اس کا امکان ہے کہ روح ہمارے دماغی ڈھانچہ کے ایسے کسی نامعلوم حصہ میں ہوتی ہے جس کے تابع تین مراکز یعنی قلب، تنفس اور احساس ہوتے ہیں

Marfat.com

تاکہ جب ان کی کارکردگی موقوف ہوجائے تو جسم سے روح جدا ہوجائے۔ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ مزید برآں روحانی وجود کے کسی مسکن یا خصوصی محل وقوع کے بارے میں جستجو مفید بھی ہوسکتی ہے اور بے فائدہ بھی۔

یہ مقدس روح بہتر اور خالص ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ بچہ معصوم ہوتا ہے۔ پیدائش کے وقت بچہ میں موجود روح کا آغاز ایک سادہ تختی کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے برائی بھی پیدا کی ہے جو روح مجسم کو ان مختلف باتوں کی ترغیب و تحریص دیتی ہے جس کا انحصار اس خصوصی ماحول پر ہوتا ہے جس کے اندر وہ (لڑکا یا لڑکی) پروان چڑھتا ہے۔ جیسے جیسے وقت گذرتا ہے اور ہم کو بار بار ایسے حالات کا سامنا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ گھر میں، گلی کوچوں میں اور بر سرکار ہر جگہ ہماری آزمائش فرماتا ہے اور یہی وہ مواقع ہیں جہاں ہم یا تو گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں یا نیک کام کرتے ہیں۔ اور ہم ہمارے وجود کی دو رخی شکل (جسم و روح) میں ایک حالت تبدل سے دو چار رہتے ہیں۔ اور کرۂ ارض پر ہماری زندگی کے دوران ہم نے ان امتحانات کا کس طرح مقابلہ کیا اس کا سب یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ہماری روح کسی خاص فرد کی شخصیت کے لئے ایک انوکھی اور واضح صفت اختیار کرتی ہے اور یہی وہ واحد شخصیت ہے جسے آخرت میں قبولیت عطا کی جاتی ہے اور جس کو قیامت کے دن ذمہ دار گردانا جائے گا جبکہ ہماری روح پر ہمارے اعمال آئینہ کی طرح پیش کئے جائینگے کائنات کے ایک جزو کی حیثیت سے، انسانی جسم میں مقید اور خاص ماحول سے دوچار روح اپنی ساری مقدس صفات کے ساتھ اس زمین پر عارضی قیام کے دوران تبدل کے مرحلہ سے گزرتی ہے اس طرح اس کو ایک واضح شخصیت (نفس) دی جاتی ہے جو اس فرد کے مقابل اسکو ممتاز کرتی ہے جو روز مرہ مسائل کا مقابلہ کرتے ہوئے مختلف اوصاف کا مظاہرہ کرتی ہے۔ اور اپنی اسی انفرادیت کی بدولت وہ انسان آخرت میں پہچانا جائے گا اور اسی کے مطابق اس کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔

Marfat.com

یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قرآن مقدس میں لفظ روح کی جمع "ارواح" کہیں بھی نظر نہیں آتی۔

اگرچہ ہم نے روح سے متعلق بہت ادھوری معلومات پیش کی ہیں لیکن قرآن کریم کی بعض آیات میں روح کا جو تعلق ظاہر کیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

(الف) رہنمائی اور انتباہ کی شکل میں علم کی نشرو اشاعت کے مقصد سے

۱) جیسا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (ق ۴۲/۵۲)

"اور یوں ہی ہم نے اپنے حکم سے تمھاری طرف ایک جاں فزا چیز وحی بھیجی۔ اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے اور نہ احکام شرع کی تفصیل، ہاں ہم نے اسے نور بنایا جس سے ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں راہ دکھاتے ہیں اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔"

۲) "وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ" (ق ۲۶/ ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴) "اور بیشک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے۔ اسے روح الامین لے کر اترا۔ تمھارے دل پر کہ تم ڈرانے والوں میں سے ہوں۔"

۳) رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ (ق ۴۰/۱۵) "بلند درجے دینے والا، عرش کا مالک ایمان کی جان وحی ڈالتا ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں جس پر چاہے تاکہ وہ ملنے کے دن سے ڈرائے۔"

Marfat.com

۳) يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ (ق ۲/۱۶) "ملائکہ کو ایمان کی جان یعنی وحی کے ساتھ اپنے جن بندوں پر چاہے اتارتا ہے تاکہ ڈرائیں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھ سے ڈرو۔"

ب) فرشتے۔ حسب ذیل آیات میں روح کا فرشتوں کے ساتھ تعلق بتایا گیا ہے۔

۱) "يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا" (ق ۳۸/۷۸) یعنی جس دن جبریل کھڑا ہوگا اور سب فرشتے پر باندھے ہوئے ہونگے۔"

۲) "تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ" (ق ۴/۹۷) یعنی اس (رات) میں فرشتے اور جبریل اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے اترتے ہیں۔"

۳) "تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ" (ق ۴/۷۰)۔ "ملائکہ اور جبریل اسکی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں (وہ عذاب) اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔"

ج) مقدس روح۔ اللہ تعالٰی سیدنا عیسٰی علیہ السلام کی مدد روح القدس کے ساتھ فرماتا ہے۔ "وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ" (ق ۲/۸۷، ۲/۲۵۳)۔ "اور ہم نے عیسٰی بن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں اور پاک روح سے اس کی مدد کی۔"

Marfat.com

# جسم

انسان، انسانی اوصاف کے حامل جسم اور الٰہی صفات کی حامل روح سے مرکب ہے۔ روح کے بغیر جسم گویا مٹی سے بنائی گئی ایک گڑیا کی مانند ہے جو خود اپنے سے کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔ لیکن جب روح اپنی مقدس صفات کے ساتھ جسم میں داخل ہو تو پھر اس میں اللہ کے نائب کا کردار ادا کرنے اور روحانی بلندیوں تک رسائی کی زیادہ سے زیادہ استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔

آیئے جسم اور روح کے درمیان پائے جانے والے چند فرق و امتیازات پر ہم غور کریں۔ انسان جسم و روح سے مرکب ہے جس میں جسم اختیاری ہے تو روح غیر اختیاری ہے۔ جسم کے چونکہ تین ابعاد یعنی طول، عرض اور بلندی ہوتے ہیں اس لئے ہم نظر آسکتے ہیں۔ روح کے کوئی ابعاد نہیں ہوتے اس لئے وہ دکھائی نہیں دیتی۔ جسم پر ایک چوتھا پیمانہ بھی اثر انداز ہوتا ہے اور وہ ہے وقت۔ وقت کے گذرنے سے جسم ضعیف ہوتا اور فنا ہو جاتا ہے۔ تقابلاً دیکھا جائے تو روح کے کوئی ابعاد ہی نہیں ہوتے اور اس پر وقت کا کوئی اثر نہیں ہونے پاتا۔ روح نہ تو ضعیف ہونے پاتی ہے اور نہ ہی فنا ہوتی ہے بلکہ وہ لافانی ہوتی ہے۔ چونکہ انسانی جسم کے تین ابعاد ہوتے ہیں اس لئے اسکی رفتار کی ایک حد ہوتی ہے۔ روح کے کوئی ابعاد نہیں ہوتے اس لئے اسکی رفتار کی کوئی انتہا ہی نہیں ہوتی۔ ایک سکنڈ کے حصہ کے اندر اندر روح خود کو کسی بھی دوسری جگہ ایک ایسے سیارہ پر پا سکتی ہے جو کروڑوں نوری برس کی مسافت پر واقع ہو۔

جسم اور روح کے مابین ایک اور اہم فرق پایا جاتا ہے۔ انسانی جسم کچھ لے کر نشو و نما پاتا ہے مثلاً لحمیات، سبزیوں، چربیوں، حیاتین اور معدنی اجزا پر مشتمل غذائیں لے کر۔ لیکن روح کی بالیدگی کچھ دے کر حاصل کی جاتی ہے مثلاً خیرات، مسکراہٹ، وقت، فرصت، علم، اپنی مہارت وغیرہ دے کر۔ جسم انسانوں اور زمینی حیوانات دونوں میں ہوتا ہے جبکہ روح صرف انسانوں میں ہوتی ہے۔ کیونکہ ہم اعلیٰ درجہ کا استدلال پیش کر سکتے

Marfat.com

ہیں۔ اپنے خیالات کا دانشمندانہ اظہار کر سکتے ہیں اور ایسا دماغ رکھتے ہیں جو جسم کی نگرانی کر سکتا ہے۔ مادی جسم کو زندہ رہنے کے لئے اس دنیا کی ضرورت ہے جس کی مقدس کمپیوٹر لوح محفوظ تک رسائی نہیں اور اسی لئے ہم خدا کی اس قدرت کا اندازہ ہی نہیں کر سکتے کہ خلاء کہاں سے شروع اور کہاں پر ختم ہوتا ہے یا کل کیا ہونے والا ہے۔ لیکن جب کوئی شخص مرجائے اور روح اس کے جسم سے جدا ہوجائے تو اسکی روح لوح محفوظ کے وسیلہ سے دیگر اشخاص اور دیگر ارواح سے بلکہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ ہم میں سے اکثر لوگوں کا اس پر یقین نہیں ہوتا کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ہماری ملاقات ہوگی حالانکہ قرآن مقدس بیان کرتا ہے۔ ''اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ'' (ق ۱۰۵/۱۸)

یعنی ''یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی آیتوں اور اسکی ملاقات کا انکار کیا تھا۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کو خوشخبری سناتا ہے۔ ''وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ'' (ق ۷۵/۲۲، ۲۳) یعنی کچھ چہرے اس دن تروتازہ ہونگے اپنے رب کا دیدار کرتے ہوئے۔ اور حدیث شریف میں ہے

''اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ عِیَانًا''۔ یعنی ''تم بے شک اپنے رب کا آنکھوں سے دیدار کروگے''

موت کے وقت کیا ہوتا ہے؟ موت کے وقت بہترین دوست اپنا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں یعنی کہ روح اور جسم جدا ہوجاتے ہیں۔ ایک کہاوت ہے کُلُّ شَیْئٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِهٖ یعنی ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ وہ تمام حیاتین، تمام چربیاں، سبزیاں اور لحمیات جن کو جسم نے اپنے مختلف اعضاء کی صحت و افزائش کے لئے زمین سے حاصل کیا تھا اب ان سب کو زمین کے سپرد کر دینا پڑتا ہے اور مادر زمین قبر کے اندر اپنے آغوش میں اس قدر مضبوطی سے دبا لیتی ہے کہ ایسا قبل ازیں کبھی نہیں ہوا تھا اور تمام اجزا کو وہ دوبارہ پالیتی ہے۔ موت کے وقت اس جسم میں زندگی کا خاتمہ ہوجاتا ہے اور جسم کے ہر عضو میں کا ہر خلیہ اپنا کام کرنا موقوف کر دیتا ہے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہمارا وجود ہی ختم ہوگیا۔ ہم اب ایک مختلف بساط وجود پر رہتے ہیں اس لئے کہ روح جسم سے منقطع اور جدا ہوجاتی ہے۔ ''اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ'' (ق ۱۵۶/۲) یعنی ''بیشک ہم اللہ کے لئے ہیں اور بیشک ہمیں اسکی طرف لوٹنا ہے۔''

Marfat.com

روح گناہوں یا نیکیوں کا بوجھ ساتھ لئے پر امن جگہ یا شور و غل کے مقام کی طرف پرواز کر جاتی ہے مگر روح یقیناً جدا ہو جاتی ہے۔ روح کی غرض و غایت یہ ہوتی کہ ہے وہ تلاش و جستجو کے ذریعہ اپنے اصلی سرچشمہ یعنی اللہ تک رسائی حاصل کر لے جسم اور روح کے مابین فرق و تفاوت کا ایک خلاصہ ذیل کی جدول میں پیش کیا جاتا ہے۔

| جسم | روح |
| --- | --- |
| ۱) حیوانات اور انسانوں دونوں کے لئے ہوتا ہے | ۱) صرف انسانوں میں ہوتی ہے۔ |
| ۲) ماں کے ایک بیضہ اور باپ کے ایک بیضہ کی زیرگی کے نتیجہ سے صرف چند سال قبل ہی ماں کے رحم میں وجود میں آیا اس لئے انسانی اوصاف کا حامل ہوتا ہے۔ | ۲) اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے سب سے پہلے بشر آدم علیہ السلام میں روح پھونکی۔ |
| ۳) اس کے تین ابعاد طول، عرض اور بلندی ہوتے ہیں۔ لہٰذا۔ | ۳) اس کے کوئی ابعاد نہیں ہوتے۔ لہٰذا۔ |
| ا) اس کو بظاہر دیکھا جاسکتا ہے | ا) اس کو دیکھا نہیں جاسکتا۔ |
| ب) وہ اختیاری ہے | ب) وہ اختیاری نہیں ہوتی۔ |
| ج) اس کی رفتار کی ایک حد مقرر ہے۔ | ج) اسکی رفتار کی کوئی حد ہی نہیں۔ کروڑوں نوری سالوں کی مسافت پر واقع کسی بھی تارے تک وہ سفر کر سکتی ہے۔ |
| د) اس پر کشش جاذبہ زمین اثر انداز ہوتی ہے۔ زمین اسے کھینچتی ہے۔ | د) کشش جاذبہ زمین اس پر اثر نہیں کرتی۔ زمین اسکو نہیں کھینچتی۔ |
| | ھ) وقت اس پر اثر نہیں کرتا۔ وہ ضعیف نہیں ہوتی۔ وہ لافانی ہے۔ |

Marfat.com

۵) اس پر چوتھا پیمانہ یعنی وقت اثر انداز ہوتا ہے۔ وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ جسم ضعیف، انحطاط پذیر اور فنا ہوتا جاتا ہے۔

۶) حیاتین، معدنی، لحمی اور نباتی اور چربی کی غذائیں استعمال کرنے سے وہ بڑھتا ہے۔

۷) موت کے وقت وہ اپنی اصل یعنی مٹی کی طرف لوٹتا ہے۔

۸) جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو جسمانی امراض کے آثار کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔

۹) زمین پر رہنے تک جسم کو خدا کا دیدار نہیں ہوسکتا اور جسم لوح محفوظ اور کائنات کے اسرار تک رسائی نہیں حاصل کرسکتا۔

۶) خیرات دینے، اپنی مسکراہٹ، اپنا وقت، اپنا علم اور اپنی مہارت دینے سے اس میں بالیدگی ہوتی ہے۔

۷) موت کے وقت وہ اپنی اصل یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے۔

۸) جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو روحانی امراض جسم کے ساتھ فوت نہیں ہوتے بلکہ وہ آخرت تک جاتے ہیں۔

۹) جب روح، جسم سے جدا ہوجاتی ہے تو وہ لوح محفوظ تک رسائی کرلیتی اور خدا کا دیدار کرسکتی ہے۔ وہ برزخ میں موجود ارواح سے نیز زمین پر موجود احباب واقرباء سے ربط پیدا کرسکتی ہے۔

بعض اوقات ہم زمین کو اپنی عارضی قیام گاہ قرار دیتے ہیں۔ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ" یعنی تم اس دنیا میں ایک دور رسیدہ راہرو یا مسافر کی طرح زندگی گزارو۔ جب کبھی ہم لندن، نیویارک یا جدہ کے لئے سفر کرتے ہیں تو ہم واپسی کے سفر کا ٹکٹ خریدنے کا بھی بندوبست کرتے ہیں اور اپنے سفر کی تمام دستاویزات باقاعدہ حالت میں رکھتے ہیں جیسے ہمارا پاسپورٹ، ہمارا صداقت نامہ صحت، ٹراویلر چیکس اور ہمارے سوٹ کیس وغیرہ۔ اس کے برعکس جب ہم مرتے ہیں تو یہ ایک رخی سفر ہوتا ہے جو ایسے جہان کے لئے ہے جہاں سے کوئی پھر واپس نہیں ہوتا اور جہاں ساتھ کوئی سامان لے جانے کی اجازت بھی نہیں ہوتی سوائے اسکے نیکی ہو یا برائی اعمال کی شکل میں پہلے ہی سے جو کچھ روانہ کردیا گیا۔

Marfat.com

# نفس

" نفس " ایک ایسا موضوع ہے جس پر روشن خیالی کے ساتھ گفتگو کرنے کی کافی گنجائش ہے۔ نفس اور روح کے مابین تمیز کرنا اہم ہے۔ بعض مصنفین نے نفس اور روح کو ایک دوسرے کے مماثل قرار دیا ہے۔ سچ پوچھئے تو روح کا انگریزی ترجمہ "SOUL" ہونا چاہئے اور نفس کے لئے SELF یا PERSON کے الفاظ مناسب ہیں۔ نفس اور روح دونوں جدا جدا الفاظ ہیں جو ایک دوسرے سے بدلے جانے کے قابل نہیں۔ قرآن حکیم میں ان دونوں کا نقطہ نظر علیحدہ علیحدہ ہے اور اسی لحاظ سے ان کے معنیٰ بھی مختلف ہیں۔ اگر ہم روح کو SOUL. قرار دیں تو پھر نفس کا ترجمہ SOUL کبھی نہ کیا جانا چاہئے۔ یہ بات لائق توجہ ہے کہ قرآن پاک میں نفس کے لفظ کو فرشتوں کے لئے استعمال نہیں فرمایا گیا ہے۔ نفس قرآن پاک میں حسب ذیل مفہوم میں پایا جاتا ہے۔

(ا) اللہ تعالیٰ کے تعلق سے " نفس "

۱) " وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفۡسَهٗ " (ق ۲۸/۳ و ۳۰) یعنی "اور وہ (اللہ) تمھیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔"

۲) " كَتَبَ رَبُّكُمۡ عَلٰى نَفۡسِهِ الرَّحۡمَةَ " (ق ۱۲/۶ و ۵۴) یعنی " تمھارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم فرمالی ہے۔"

۳) " فَقَدۡ عَلِمۡتَهٗ تَعۡلَمُ مَا فِىۡ نَفۡسِىۡ وَلَاۤ اَعۡلَمُ مَا فِىۡ نَفۡسِكَ " (ق ۱۱۶/۵) یعنی "تو ضرور تجھے معلوم ہوگا کہ جو میرے جی میں ہے وہ تو جانتا ہے اور جو تیرے علم میں ہے وہ میں نہیں جانتا۔"

(ب) انسانوں کے تعلق سے " نفس "

۱) " ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفۡسٍ مَّا كَسَبَتۡ " (ق ۲۸۱/۲) یعنی " پھر ہر جان کو اسکی کمائی پوری بھر دی جائیگی۔"

۲) " وَاَنۡفِقُوۡا خَيۡرًا لِّاَنۡفُسِكُمۡ " (ق ۱۶/۶۴) یعنی " اللہ کی راہ میں اپنے بھلے کے لئے خرچ کرو۔"

۳) " كُلُّ نَفۡسٍۢ بِمَا كَسَبَتۡ رَهِيۡنَةٌ " (ق ۳۸/۷۴) یعنی " ہر

Marfat.com

جان اپنی کرنی میں رہن ہے۔"

۴) " لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ" (ق ۹/۱۲۸) یعنی "بے شک تمھارے پاس تم میں سے ایک رسول تشریف لائے۔"

۵) " وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ" (ق ۵۰/۱۶) یعنی "اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اسکا نفس ڈالتا ہے۔"

۶) " وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا " (ق ۳/۱۴۵) یعنی "اور کوئی جان اللہ کے حکم کے بغیر مر نہیں سکتی سب کا وقت لکھا رکھا ہے۔"

۷) " اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ" (ق ۱۷/۷) یعنی "اگر تم بھلائی کروگے اپنا بھلا کروگے۔"

۸) " وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ" (ق ۳۱/۳۴) یعنی "اور کوئی جان نہیں جانتی کہ وہ کس زمین میں مرے گی۔"

۹) " كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ" (ق ۳/۱۸۵، ۲۱/۳۵، ۲۹/۵۷) یعنی "ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔"

بہت سے مفسرین نے " كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ " کا ترجمہ کیا ہے ہر SOUL (جان) کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اگر ہم یہ مان لیں کہ روح لافانی ہے اور جو درست بھی ہے تو پھر نفس کا ترجمہ SOUL نہیں بلکہ SELF یا PERSON کیا جانا چاہیے۔

(ج) معبودوں کے تعلق سے " النفس "۔

" وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا " (ق ۲۵/۳) یعنی "اور لوگوں نے اسکے سوا اور خدا ٹھہرا لئے کہ وہ کچھ نہیں بناتے اور وہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور خود اپنی جانوں کے برے بھلے کے مالک نہیں اور نہ مرنے کا نہ جینے کا اور نہ اٹھنے کا اختیار رکھتے ہیں۔"

Marfat.com

(د) جنوں اور انسانوں کے تعلق سے "انفس"۔

"یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ" یعنی "جنوں اور انسانوں کے گروہ" سے متعلق ارشاد ہے "قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓی اَنْفُسِنَا" (ق ۱۳۰/۶) "کہیں گے ہم نے اپنی جانوں پر گواہی دی۔"

(ہ) شخصیت، شخصی شناخت یا خودی کے تعلق سے:

"اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا" (ق ۴۲/۳۹) یعنی "اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں انھیں ان کے سونے کی حالت میں وفات دیتا ہے۔"

(شخصیت کا کسی شخص کے منفرد و منظم رجحان سے تعلق ہے جس سے انفرادی یا اجتماعی طور پر انجام دینا، ادراک کرنا، خیال کرنا اور محسوس کرنا مراد ہے۔ بعض مفسرین نے آیت بالا کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ "اللہ تعالیٰ موت کے وقت روحیں نکال لیتا ہے اور نیند کے دوران بھی (انکی روحیں نکال لیتا ہے) جو مرتے نہیں"۔ دوسرے یہ کہ اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے "روح" کا کوئی تذکرہ ہی نہیں فرمایا کیونکہ نیند کے دوران جسم میں کسی شخص کی روح (SOUL) موجود رہتی ہے جبکہ نیند کے دوران اور موت کی گھڑی ہر دو وقت نفس (شخص یا شخصی شناخت) کا کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا۔ یہ بات بھی عام ہے کہ کوئی انسان منتشر خیالات لئے سو جائے تو اسکے دوران اللہ تعالیٰ اسکے نفس سے وہ ناگوار تاثرات دور فرمادے اور وہ شخص اپنے انداز کے اندر تبدیلی کے ساتھ بیدار ہو۔

نفس اور SELF :- خاندان یا سماج میں زندگی کی صعوبتوں سے سابقہ پڑنے پر کسی شخص کے برتاؤ سے اسکی شخصیت کی عکاسی ہوتی ہے۔ ناپختگی سے پختگی تک انسان مختلف ایسے مراحل سے گذرتا ہے جو جسمانی، ذہنی، جذباتی اور روحانی نوعیت کے ہوتے ہیں اور جو تصادم، پس و پیش، بے امنی، غیر واجب غصہ، مناسب مشورہ کے فقدان اور با اثر لوگوں سے نفرت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں مذہبی شخصیتیں بھی شامل ہیں۔ انسان اپنی زندگی میں خوف، بے یقینی، تند دماغی، تلون مزاجی اور مضطرب سلوک جیسے تجربات سے گذرتا ہے۔ چونکہ کوئی شخص اپنے مادی ماحول کا نیز اپنے ساتھ دیگر اشخاص کا انفرادی یا اجتماعی طور پر اثر قبول کرتا ہے۔ اسلئے معاشرہ پر اظہار حقیقت سے گریز کا نتیجہ اندر ہی

Marfat.com

اندر پیدا ہونے والی ایک شخصیت کی شکل میں برآمد ہوتا ہے۔

نظریۂ ذات (SELF) کی وضاحت چند ایسی اصطلاحات کے ذریعہ کی جاتی ہے جو طب اور نفسیات سے متعلق درسی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔

ID (ہماری عیدیں نہیں) شخصیت کے ابتدائی حصہ کا ایک اجتماعی نام ہے۔ جو حیوانات اور انسانوں میں پائے جانے والے ابتدائی حیوانی تقاضوں، فطری حرکات اور جسمانی خواہشات یعنی تابعداری، غصہ و حملہ، خوف و فرار، جنسی جذبہ اور بھوک پیاس بجھانے کی آرزوؤں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ID خوشی کے اصول پر کارفرما ہے (مسرت کی تلاش اور رنج دفع کرتے ہوئے)۔

ID کے سبب EGO (خودی) کا جذبہ پروان چڑھتا ہے جو ہمارے ماحولیات سے متعلق شخصیت کا حصہ ہے۔ یہ شخصیت کا کارکرد جزو ہوتا ہے جو ادراک، خیال، جذبہ اور عمل کے وسیلے، ماحول سے بحث کرتا ہے۔ وہ مسائل کا اندازہ لگاتا اور انھیں حل کرتا ہے۔ خودی اس شخص کے جسم کے اندر موجود "انا" (میں پن) ہے جو مخصوص عمر، جنس نسل، قوم مذہب، خاندان و سماج اور پیشہ وارانہ موقف کے لحاظ سے ایک شخص کی حیثیت سے شناخت کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔ خودی ہی (SELF) ذات ہے۔

خودی یا ذات کی نشوونما، بڑھتے ہوئے بچہ اور ماں یا دودھ پلانے والے کے درمیان اور بعد میں نگران کار اور ایسے بااثر لوگوں کے درمیان ہوتی ہے جو عزت کے حقدار ہیں۔ جزا و سزا کے اطمینان بخش لمحوں کے ساتھ زمانۂ شیر خوارگی میں دوسروں پر اعتماد اور عدم اعتماد کی بنیاد قائم ہوتی ہے جبکہ اسکول کی عمر میں احساس کمتری کے مقابل میں جفاکشی اور عزم کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ تشفی بخش مادرانہ سلوک، دوسروں میں جذبۂ اعتماد پیدا کرنے کی بنیاد ڈالتا ہے۔ بچہ والدین کے احکام کی تعمیل کرتا ہے اور کچھ پوچھے بغیر وہ فرمانبرداری کے رویہ کے ساتھ پیش آتا ہے اور گھر میں موجود اخلاق و عادات کے ساتھ مثبت رد عمل ظاہر کرتا ہے۔ اسکول کی تعلیم کے دوران ماں کی ہدایت و نصیحت کا طریقہ آگے چل کر شخصی خود اعتمادی پیدا کرتا ہے۔ بچپن کے دوران بچہ والدین کے ڈرانے کا اثر قبول کرتا ہے اور مابعد زندگی میں وہ پاکی و صفائی، اطاعت گزاری اور وقت کی پابندی کو اپنانے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ ماں باپ کے ابتدائی

Marfat.com

اثرات بچہ کی شخصیت کی نشوونما کی تشکیل کرتے ہیں۔ لہٰذا اسکو بڑی اہمیت حاصل ہے کہ ماںباپ اسلامی اقدار اور اسلامی تعلیم و اخلاقیات سے بخوبی واقف ہوں۔ کسی کام کے کرنے کی ہدایت اور نہ کرنے کے لئے ممانعت پر عمل پیرا ہونے کے ذریعہ بچہ میں اس تمیز و برتاؤ کا جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ کونسی بات صحیح ہے اور کونسی غلط۔ آگے چل کر مثال کے طور پر مدرسہ کی جماعتوں میں بچہ کے ذہن میں صحیح اور غلط کا احساس راسخ ہوجاتا ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ قرآن پاک کی تعلیم و تفہیم میں آگے بڑھتا ہے تو اس میں صحیح اور غلط باتوں کی سادہ زبان میں درجہ بندی ہوتی ہے۔

اخلاقی اقدار کو دل میں بٹھانے اور انکو اپنی ذات کا ایک حصہ بنانے سے شخصیت کے تیسرے حصہ کی نشوونما ہوتی ہے ( ID اور EGO کو دیگر دو حصے قرار دیتے ہوئے) اس تیسرے حصہ کو SUPEREGO (ضمیر) کہتے ہیں۔ اس طرح حیوانی عادات و خواہشات کے ساتھ ID ، شخصیت میں حیوان جیسے برتاؤ کو پروان چڑھاتا ہے لیکن ضمیر اپنے اخلاق، قواعد و ضوابط کے ساتھ ID کے لئے رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ اور ان دونوں کے بیچ گرفتار EGO (خودی) کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ID کے مطالبات اور SUPEREGO یعنی ضمیر کی پابندیوں کے مابین ایک صحت مند توازن قائم کرے۔ ID کو چاہیئے کہ دنیا بھر میں مکمل شخصیت سے بھی متعلق رہے۔ اس طرح اگر ID بہت ہی مستحکم ہو اور SUPEREGO (اخلاقی اقدار) کا گودام بہت ہی کمزور ہو تو پھر کارکرد عامل کے لئے سماج کے ساتھ برتاؤ میں کٹھن وقت درپیش ہوتا ہے اور وہ شخص مشکلات کا شکار ہو جاتا ہے (مثلاً جھوٹ بولنا، چوری کرنا جیسی برائیاں) اس لئے کہ وہ دوسروں کا کما حقہٗ لحاظ کئے بغیر ان کے ساتھ پیش آتا ہے۔ اس کے برخلاف اگر SUPEREGO (اخلاقی اقدار) غالب اور مضبوط ہو اور ID کمزور ہو تو وہ شخص باز رہنے میں بڑی حد تک کامیاب ہوجاتا ہے۔ اس کا وہ شعور جو اس میں احساس خطا پیدا کرتا ہے، اسکو تھوڑی سی بد سلوکی سے بھی باز رکھتا ہے۔ ایک صحت مند شخصیت وہی ہے جس کے اندر SUPEREGO, ID (ضمیر) اور سماج کے مابین راحت بخش توازن برقرار رکھنے کے قابل EGO رہے۔

حیوانات کے مقابلہ میں انسانوں کے ذہن کے اندر زیادہ دھندلے خیالات

Marfat.com

پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ اپنے خیالات کا اظہار بھی کر سکتے ہیں اگرچیکہ زیادہ مشکل زبان میں ہو۔

" عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (ق ۵۵/ ۴) اس (اللہ) نے اسے (انسان کو) بیان سکھایا۔"

دماغ، داخلی و خارجی ماحول سے اطلاع وصول کرتا ہے اور متصادم مواد کا زیادہ اثر قبول کرتا ہے اور اعلی ترجیحات کی طرف توجہ دیتا ہے۔ انسانی دماغ کا امتیازی وصف اسکی وہ بے پناہ صلاحیت ہے جس کے ذریعہ کوئی شخص اپنے ماضی کے ان تجربات کو شمار کرتا، محفوظ رکھتا، جمع کرتا اور اعادہ کرتا رہتا ہے جو ترتیب وار اس کے طور طریقہ کے اظہار کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ ایسے تجربات میں پچھلے تجربات کے سبب مرحلہ وار نکھار پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کو بڑھاوا دینے والی شخصیت پر ہر تجربہ اپنے میں موجود قوت کے ساتھ اثر انداز ہوتا ہے (گذشتہ واردات کا محاسبہ، دماغ میں برقی کیمیائی عوامل کا محرک ثابت ہوتا ہے جو حالیہ واقعات سے متعلق عوامل سے مختلف ہوتے ہیں۔ واردات کے مستقل محاسبہ کو Long term Memory طویل وقتی حافظہ کہا جاتا ہے جو رگوں و خلیوں کی ساخت میں مستقل تبدیلیوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس تبدیلی کا فقدان ہی گذشتہ واردات کو یاد رکھنے سے محروم کر دیتا ہے)۔ cortex or neocortex (جدید دماغ) کے باہمی جوڑ کے ساتھ ایک انسانی دماغ میں مواد کے اندراج، تجزیہ اور اجتماع کی حیرت انگیز صلاحیت پائی جاتی ہے۔ لہذا زبان، ترسیل، حافظہ (اس کے تینوں اجزا اندراج، قیام اور یاد دہی کے بشمول)، مسائل حل کرنے کی اہلیت، اظہار خیال، متجسس ذہن اور کوئی اقدام کرنے یا اس سے باز رہنے کے لئے قوت فیصلہ ان سب عوامل کا ذمہ دار انسانی دماغ ہی ہوتا ہے۔ داخلی و خارجی ہر دو ماحول کے ذریعہ وصول ہونے والی وسیع معلومات مندرج کرنے کا انتخاب دماغ ہی کرتا ہے۔ حیوانات سے ہٹ کر انسان اپنے زبانی ابلاغ اور اس کے مثل مظاہر قدرت کے ذریعہ اپنے زیادہ تر احساسات کو بیان کر سکتا ہے۔ اور یہ سب اس حقیقت کی بدولت ہے کہ انسان Neocortex (جدید دماغ) کا حامل ہوتا ہے جو ایسی جڑی ہوئی نسوں کا مجموعہ ہوتا ہے جس کو اصطلاح میں "Association Cortex" کہتے ہیں اور جو انسان میں بڑی مقدار میں نمو پذیر ہوتا ہے اور یہی چیز ایک حیوان کے مقابل میں انسان کو ممتاز کرتی ہے۔ انسانی دماغ میں پیدائشی طور پر تجسس

Marfat.com

کا بھی وصف ہوتا ہے جو اسے اپنے اور اپنے ماحول کے درمیان تجسس کے لئے مجبور کرتا ہے۔ ایسا تجسس جب خاندان یا سماج میں موجود بزرگوں کی مدد سے کیا جاتا ہے تو وہ شخص کسی مشکل کے بغیر ماحول اور زمانہ کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرنا سیکھ لیتا ہے۔

قرآن پاک میں نفس (ذات) کے جو تین مراحل بیان کئے گئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) نفس امارہ (ق ۱۲ / ۵۳)

(۲) نفس لوامہ (ق ۷۵ / ۲)

(۳) نفس مطمئنہ (ق ۸۹ / ۲۷ تا ۳۰)

نفس امارہ :- جب خودی کے توسط سے ID کی جسمانی ترغیبات اور تقاضے حد سے زیادہ ہوں جیسا کہ اکثر دور شباب میں ہوا کرتا ہے تو اس مرحلہ کو نفس امارہ کہتے ہیں۔

" وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ "
(قرآن ۱۲ / ۵۳)

یعنی "اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا۔ بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے۔"

اس کے طرز سلوک، خیال، طریقہ عمل اور زندگی کی اہمیت پر اس کے جذباتی رد عمل میں بے ترتیبی واقع ہوتے ہے۔ وہ تخریبی رجحانات کے ساتھ سرکش اور چڑ چڑا ہو جاسکتا ہے۔ وہ گندے مذاق کو ترجیح دینے لگتا ہے۔ اور وہ شراب نوشی، لواطت، زنا میں ملوث ہو سکتا ہے اور آخر کار یا تو سب کچھ فراموش کر دیتا ہے یا کم اعتنائی کے خیال کا حامل ہو جاتا ہے۔ وہ دوسروں کا کوئی لحاظ ہی نہیں کرتا اور جب اس کے مطالبات کی تکمیل نہیں کی جاتی تو وہ غضب آلودا اور پر انتقام ہو جاتا ہے۔ اس کی بعض غلط کاریوں کے سبب وہ یا تو جیل میں ڈالدیا جاسکتا ہے یا پھر معاشرہ کی نگاہوں میں رسوا ہو جاتا ہے۔

نفس لوامہ :- مسلم علماء ایک طرف خطا اور اس کا مرتکب، اور دوسری طرف اللہ

Marfat.com

تعالیٰ سے رحمت و مغفرت کی امید دونوں کو ایک ہی پرندہ کے دو بازو قرار دیتے ہیں جن کا مناسب اور ہموار پرواز کے لئے خوب متوازن ہونا لازم ہے۔ ورنہ تھوڑی سی خطا بھی انسان کو بداخلاقی، کفر اور دہریت (خدا کو نہ ماننا) سے دوچار کر دیتی ہے اور جب یہی خطا بہت زیادہ ہو جائے تو مایوسی اور ناامیدی کی طرف لے جاتی ہے۔ ہمیں یہ بات ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوسی اسلام میں ایک عظیم گناہ تصور کی جاتی ہے۔

نفس لوامہ کے ذریعہ آدمی وقتاً فوقتاً خود میں توازن پیدا کرنے کی بار بار سعی کرتا ہے۔ وہ قرآن پاک کی آیات اور اس کے معانی پر زیادہ توجہ دیتا ہے اور بچپن کے شروع میں اپنے والدین اور اساتذہ کی نصیحتوں کو یاد کرتا ہے۔ اچھی نصیحت یا اخلاقی نیکیاں اس کے SUPEREGO (ضمیر) میں محفوظ رہتی ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ اس سے غلطی سرزد ہوئی ہے اور وہ خود کا محاسبہ کرتا ہے۔ اپنے ضمیر کے نیک اوصاف کی خلاف ورزی پر وہ خود کو قصوروار محسوس کرتا ہے اور اس کا یہ قصور، کسی متوقع برے فعل کے لئے رکاوٹ کا کام کرتا ہے۔ وہ بے حد نادم ہو سکتا ہے۔ یہی دوسرا مرحلہ نفس لوامہ کہلاتا ہے۔
"وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ" (ق ۷۵، ۲) یعنی "اور اس جان کی قسم جو اپنے اوپر بہت ملامت کرتا ہے"۔ وہ نہ صرف روزی اور مکان سے متعلق اپنی ذاتی ضروریات اور خدمات کو بلکہ خاندان اور معاشرہ کے لئے توجہ دینے، ہاتھ بٹانے اور وسائل فراہم کرنے کو بھی قدر کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ وہ جب اعتراف کرتا ہے کہ اس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی تھی تو وہ ادا کر دیتا ہے۔ شریف کردار اور اخلاق کی خاطر ID DRIVE (امارہ) کی تحریک اور ضمیر کے مطالبہ کے درمیان وہ خود عمل پیرا ہوتا ہے۔ اگرچہ کہ وہ غلطی کا ارتکاب کرتا ہے اور ابتداء میں اپنے خود سے ایسے دلائل کے ذرائع اپنی اصلاح کرتا ہے جس کا وہ خود جواب دیتا ہے اور ہمیشہ اپنے سے بحث مباحثہ میں کامیابی حاصل کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ غلطی پر ہے۔ اکثر شیطان دلیل لئے میٹھی آواز میں اس سے سرگوشی کرتا ہے تاکہ کچھ وقت کے لئے وہ یا تو خود کو بے قصور سمجھنے کی کوشش کرے یا پھر کسی فریق ثالث یا معاشرہ یا حیاتیاتی یا طبعی حالات کو مورد الزام قرار دیتے ہوئے کسی معقول وضاحت کے ساتھ اپنی غلطی کو بجا و درست قرار دے لیکن وہ خدا کو مطمئن نہیں کر سکتا جو اس کی

Marfat.com

شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہے۔

جیسے جیسے وقت گذرتا ہے مرد اپنے باپ کے ساتھ اپنی شناخت پیدا کرتا ہے اور اپنے طرز شخصیت کی تعمیر میں باپ کے اصول و معیار کو اپناتا ہے جبکہ ایک لڑکی اپنی ماں کے ساتھ اپنی شناخت پیدا کرتی ہے۔ اور ایک زنانی انداز میں اپنے لئے اطمینان اور تحفظ پاتی ہے۔ ایک شریف خاندان اور مذہبی ماحول میں پروان چڑھنے والا شخص اپنی غلطیوں کی توثیق کرتا ہے اور نفس لوامہ کے اس مرحلہ میں اپنے شخصی اقدار و کردار کا ناموافق اندازہ قائم کرتا ہے۔ وہ اب ایک ایسے مرحلہ پر پہنچ چکا ہوگا جبکہ وہ غلطیوں کے مواقع پر اپنے داخلی ضمیر کے اندر چھان بین کرنے کے بعد فوراً نادم ہوجاتا ہے اور کسی بھی چھوٹی یا بڑی لغزش سرزد ہوجانے کے فوراً بعد توبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کردہ رحمت کے علاوہ یہ توبہ اس کو تشفی و اطمیناں بخشتی ہے اور احساس خطا و ندامت سے یک گونہ آزادی دلاتی ہے۔

نفس مطمئنہ :- بعض لوگ جیسے ہی عمر رسیدہ ہوتے ہیں وہ اپنا دوبارہ محاسبہ کرتے ہیں اور اپنی گذشتہ غلطیوں کا اعادہ نہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ غلطیاں سرزد ہونے کے خیال سے وہ خائف رہتے ہیں اور اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ اپنے یا اپنے اطراف و اکناف کے معاملات میں وہ اللہ تعالیٰ کو شامل حال کرتے ہیں۔ اپنی تائید کے لئے انکی نظر ضمیر پر رہتی ہے (پھر ایک بار یہ بتادینا مناسب ہوگا کہ ضمیر، شخصیت کا وہ حصہ ہے جو اخلاقی اقدار کی برقراری سے متعلق ہے۔ وہ اخلاق کے اس مثالی معیار کا متلاشی رہتا ہے جو اسے اپنے ان والدین و اساتذہ کی بدولت نصیب ہوا جو اسکی شخصیت کی تعمیر کے بالآخر ذمہ دار ہوتے ہیں) وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوتے ہیں کہ وہ خوش قسمتی سے مسلمان پیدا کئے گئے۔ وہ اپنی قسمت سے متعلق مطمئن رہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقدر فرمایا ہے۔ وہ ایسے مثالی افراد بننے میں کوشاں رہتے ہیں جو ID خودی اور ضمیر کے مطالبوں سے راضی ہوں۔ وہ جب بھی بات کرتے ہیں تو بیدار ضمیر کے ساتھ بولتے ہیں اور اپنے بیانات کی توثیق قرآن پاک کی آیات اور حدیث کے حوالوں سے کیا کرتے ہیں۔ جس طرح دودھ پلانے سے شیر خوار بچہ کی بھوک مٹ جاتی ہے اور ساتھ ساتھ ماں دودھ پلانے والے کے ساتھ اس کو گہرا انس ہوجاتا ہے ماں اور بچہ دونوں۔

Marfat.com

کی خوشی، تحفظ اور تسکین کا وسیلہ ہونے کی علامت ہے اسی طرح ان ہی میں سے بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے قرب میں بھی تسکین پاتے ہیں۔ یہ لوگ نفس کے تیسرے یا آخری مرحلہ سے استفادہ کے موقف میں ہوتے ہیں جو "نفس مطمئنہ" کہلاتا ہے۔

" يَآيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ ○ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ○ (ق ۸۹ / ۲۷ تا ۳۰) یعنی "اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی ہو۔ پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔"

اعلیٰ درجہ کی خدا ترسی اور روحانی کمال و پارسائی کا حصول ہی انھیں تسکین بخشتا ہے۔ وہ اپنوں اور اپنے ماحول والوں کے ساتھ پر امن زندگی گزارتے ہیں اور اسلام کی ترجمانی کرتے ہیں جس کا معنی خود "امن" ہے۔ وہ جب تک زندہ رہیں خدا کے خلیفہ کی حیثیت سے پیش آنے کی پوری کوشش کرتے ہیں اور پھر اپنی منزل مقصود کی طرف اعتماد و اطمینان کے ساتھ واپس ہونے کی خاطر وہ موت سے آنکھیں ملانے کے لئے بھی تیار رہتے ہیں۔

ہم میں سے اکثر کا خیال ہے کہ ہم جب مرجاتے ہیں تو ہم اپنی قبروں میں کروڑوں برسوں تک مسلسل سوتے رہتے ہیں یہاں تک اللہ تعالیٰ قیامت کا دن مقرر فرمائیگا اور پھر ہم سب اپنے اپنے اعمال نامے اپنے ہاتھوں میں لئے ایک لامتناہی قطار میں شامل کھڑے رہینگے۔ درحقیقت ایسا نہیں ہے جس پر قرآن مقدس میں بھی یوں زور دیا گیا ہے۔

" وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ " (ق ۱۰ / ۴۵) یعنی "اور جس دن انھیں اٹھائیگا گویا دنیا میں نہ رہے تھے مگر اس دن کی ایک گھڑی آپس میں پہچان کرینگے" اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ:

" كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا " (ق ۷۹ / ۴۶) یعنی "گویا جس دن وہ اسے دیکھیں گے دنیا میں نہ رہے تھے مگر ایک شام یا اس کے دن چڑھے"

ہم اس دنیا میں اپنی آنکھیں بند کرتے ہیں اور جس کے فوراً بعد روز قیامت ہے۔ مندرجہ بالا دونوں آیت کے ذیل میں تشریح کی جاتی ہے۔

Marfat.com

وقت کا تصور، شعور کے معیار کے اطراف گھومتا ہے۔

ا) اگر ہم درد میں مبتلا ہوں اور گھڑی کو دیکھیں تو ہم وقت کا ایک ایک منٹ مشکل سے گزرنا محسوس کرینگے۔ یہ اسی لئے ہے کہ ہمیں درد اور ہمارے ماحول کا پوری طرح احساس ہے۔

ب) فرض کرو کہ ہم بے ہوش کرنے والی عام دوائیں (کلوروفارم یا ہالوتھین) آپ کو دیتے ہیں اور کوئی دس گھنٹوں تک آپ میں گہری نیند کی سی کیفیت پیدا کر دیتے ہیں۔ اور جب آپ بے ہوشی کی حالت سے بیدار ہوں اور ہم آپ سے دریافت کریں کہ آپ کتنے وقت تک سوتے رہے تو آپ کا جواب ہوگا " مشکل سے پانچ منٹ "۔

ج) اگر ہم ایک ایسے اندھیرے کمرے میں سو جائیں جہاں وقت بتانے والی گھڑی ہی نہ ہو تو جس وقت ہم بیدار ہونگے تو ہمیں اس کا پتہ ہی نہ ہوگا کہ ہم کتنے وقت تک سوتے رہے۔

د) ایک ایسا شخص جو چند دن تک COMA (غشی) کی حالت میں پڑے رہنے کے بعد صحت یاب ہوا ہو اس سے پوچھا جائے کہ وہ کتنے وقت تک سوتا رہا تو وہ کہے گا " میں تو بالکل سویا ہی نہیں " یہ سب کچھ غشی کے دوران شعور کے معیار کی گہرائی کا نتیجہ ہے۔

ھ) اسی طرح موت بھی سب سے زیادہ گہری غشی یا بے ہوشی کا نام ہے اس شخص کے لئے جو مر جاتا ہے اور قیامت کے دن اٹھتا ہے اس کے لئے اس دنیا میں بیتے کروڑوں برس گویا ایک سکنڈ جیسے دکھائی دینگے۔ اگر ہم اس دنیا اور روز قیامت کے درمیان واقع عرصہ کو برزخ مان لیں تو پھر مرنے والے شخص کے لئے برزخ کا یہ عرصہ نیند کی ایک مختصر جھپک جیسی معلوم ہوگی جبکہ ہم یا ہم میں سے دیگر زندہ لوگ اس عرصہ کو شمار کریں تو وہ زمینی کروڑوں برس کے برابر ہوگا۔

ٹرنڈاڈ اور ویسٹ انڈیز میں جب کبھی میں کسی متوفی شخص کے لئے ختم قرآن میں شریک ہونے مدعو کیا جاتا ہوں تو میں بعض وقت یہ عربی دعا مع ترجمہ پڑھ دیا کرتا ہو۔ یہ بہت قدیم دعا ہے جس کے اندر ترتیب وار ایسے مرحلوں کا تذکرہ ہے جس سے کہ انسان کو اس دنیا میں اپنی موت کے وقت سے لے کر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے وقت تک سابقہ پڑتا ہے۔

Marfat.com

# دُعَاءُ الرَّحْمَةِ

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا اِذَا عَرِقَ الْجَبِيْنُ وَكَثُرَ الْاَنِيْنُ وَ يَئِسَ مِنَّا الطَّبِيْبُ وَبَكٰى عَلَيْنَا الْحَبِيْبُ

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا اِذَا وَارَانَا التُّرَابُ وَوَدَّعَنَا الْاَحْبَابُ وَفَارَقَنَا النَّعِيْمُ وَقَطَعَنَا النَّسِيْمُ

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا اِذَا نُسِيَ اسْمُنَا وَانْدَكَّ قَبْرُنَا وَ بَلٰى جِسْمُنَا وَانْطَوٰى ذِكْرُنَا وَلَمْ يَزُرْنَا الزَّائِرُ وَلَمْ يَذْكُرْنَا الذَّاكِرُ۔

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا يَوْمَ بَدْءِ الْحِسَابِ وَفَتْحِ الْكِتَابِ

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا يَوْمَ تُبْدَى السَّرَائِرُ وَ تُكْشَفُ الضَّمَائِرُ وَ تُنْشَرُ الدَّوَاوِيْنُ وَ تُوْزَرُ الْمَوَازِيْنُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ مَوْلَانَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اِنْ حَاسَبْتَنَا لَا حُجَّةَ لَنَا وَاِنْ عَذَّبْتَنَا لَا طَاقَةَ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْنَ

اَلْفَاتِحَةُ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

## میت کے لئے دعائے مغفرت

اے اللہ! اس وقت ہم پر رحم فرما جب پیشانی پر پسینہ آجائے، سانس کا پھولنا تیز ہوجائے معالج ہمارے علاج سے مایوس ہوجائے اور ہمارے چاہنے والے ہم پر رونے لگیں۔

Marfat.com

اے اللہ! اس وقت ہم پر رحم فرما جب ہمیں سرد خاک کردیا جائے گا اور احباب ہمیں خدا حافظ کہہ چکیں ہونگے اور ساری نعمتیں ہم سے چھوٹ جائینگی اور باد نسیم کے جھونکے بند ہوجائیں گے۔

اے اللہ! اس وقت ہم پر رحم فرما جب ہمارے نام فراموش کردیئے جائیں گے اور ہماری قبروں کے آثار محو ہوجائیں گے، اور ہمارے جسم گل جائیں گے اور ہمارا تذکرہ ختم ہوجائے گا اور کوئی زیارت کرنے والا ہماری قبر کی زیارت کو نہ آئے گا اور کوئی ذکر کرنے والا ہمارا ذکر تک نہ کرے گا۔

اے اللہ! اس دن ہم پر رحم فرما جب ہم سے حساب لیا جائیگا اور اعمال نامہ کھولا جائیگا۔

اے اللہ! اس دن ہم پر رحم فرما جب رازہائے سربستہ کھولے جائینگے اور ضمیر کی نیتوں کا انکشاف ہوگا۔ اور جب حق و انصاف کی عدالت قائم ہوگی اور میزان پر تولا جائیگا۔ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے اپنی رحمت نازل فرما۔

اے ہمارے مولی اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے! اگر تو ہمارا حساب لے گا تو ہمارے بچنے کا کوئی حیلہ نہ ہوگا۔ اور اگر تو ہم پر عذاب فرمائے گا تو اسکی برداشت کی ہم میں طاقت نہ ہوگی بیشک تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور ہمارے سردار محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پاک پر اللہ کا درود ہو۔ الفاتحہ۔

Marfat.com

# اسلام اور مسکرات (نشہ آور اشیاء)

طبی اصطلاح میں "مسکر" سے مراد ایک ایسا مشروب یا نسخۂ ادویہ ہے جس کا استعمال دماغ میں علت پیدا کر کے مرکزی اعصابی نظام پر زہریلے اثرات مترتب کرتا ہے۔

پہلے ہم الکوہل اور دماغ پر اثر انداز ہونے والے نسخوں سے بحث کرینگے اور اس کے بعد اس کا جائزہ لینگے کہ اس بارے میں اللہ تعالی نے قرآن مقدس میں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں کیا فرمایا ہے۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ "خمر" میں الکوہل یا شراب ہی نہیں بلکہ ہر وہ نشہ آور شے شامل ہے جس کے اثرات، حواس کو گراں بار اور دھندلا کر دیں یا ڈھانک دیں۔ مثلاً میریجوانا Marijuana، ایل سی ڈی LCD، کوکین Cocaine وغیرہ۔

ہم مہلک نمبر (۱) الکوہل سے شروع کرتے ہیں جس کا قرآن پاک میں "خمر" کے نام سے ذکر فرمایا گیا ہے۔ الکوہل روئے زمین پر سب سے زیادہ خطرناک پی جانے والی چیز ہے جس کو اکثر ممالک میں بد قسمتی سے پولیس کے خوف و ہراس کے بغیر پینے کی قانونی اجازت ہے۔ الکوہل استعمال کرنے والے خود کو محفوظ خیال کرتے ہیں کیونکہ ان کا اس پہ یقین ہوتا ہے کہ وہ محفوظ اور قانوناً جائز مشروب استعمال کر رہے ہیں۔ کوکین، میریجوانا، ہیروئن اور دیگر جملہ نشہ آور اشیاء کے استعمال سے مجموعی طور پہ ہونے والی اموات سے کہیں زیادہ اموات صرف ایک الکوہل کے استعمال سے واقع ہوتی ہیں۔ ہڈیوں کو مجروح کرنے اور گھروں کو برباد کر دینے کا سب سے بڑا سبب الکوہل ہی ہوا کرتا ہے۔ الکوہل کے استعمال سے حافظہ کمزور ہو جاتا ہے، شخصی وجاہت مسخ ہو جاتی ہے اور اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ ابتداء میں الکوہل، پریشانیوں اور فکروں سے بظاہر نجات کا وسیلہ نظر آتا ہے مگر بالآخر ان تمام پریشانیوں میں کئی گنا اضافہ ہونے لگتا ہے۔ جس کے باعث بیچارہ شرابی راحت کے بجائے تباہی سے

Marfat.com

دوچار ہوجاتا ہے۔ ایک عادی شرابی اپنے دکھ درد کو اس خوش فہمی کے ساتھ فراموش کرنے کا جتن کرتا ہے کہ وہ اپنے نشہ کے قلیل وقفہ کے دوران اپنی خیالی جنت میں پہنچکر اس بوجھ سے سبکدوش ہوجاسکے گا۔ الکوہل ایک ایسا جانا پہچانا چور ہے جو خاندانوں کو دولت سے، آوارہ بچوں کو بچپن کی خوشی سے، دوشیزاؤں کو اپنی عصمت و عفت سے، تعلیم یافتہ لوگوں کو عقل سے، صنعت کاروں کو اپنی پیداوار سے اور خود شرابی کو اپنی عمر کے کئی سالوں سے محروم کردیتا ہے۔ الکوہل ایک قوی ہیکل شخص کو مجروح کرکے اسے ایک ایسے غضبناک درندے میں تبدیل کردیتا ہے جو اپنے نیلے چہرے اور سرخ خونیں آنکھوں کے ذریعہ قسمیں کھاکھا کر اپنے ماحول کو دھمکیاں دیتا اور اپنے خیالی دشمنوں کی توہین کرتا رہتا ہے۔ ایسی نچلی حرکات تو، سوروں، گیدڑوں اور گدھوں جیسے جانوروں کی کسی جنس میں برائے نام بھی نہ پائی جائیںگی۔ مخلوق میں سب سے بدصورت ایک نشہ باز ہوتا ہے جس کا مکروہ چہرہ دیکھنے والا شخص اس احساس سے شرمندگی محسوس کرتا ہے کہ اس کا تعلق بھی جانوروں کے اسی زمرہ سے ہے۔

کسی ملک میں الکوہل سے متعلق مسائل کا جائزہ لینے کے لئے وہاں فی کس پی جانے والی شراب کا اوسط معلوم کرنا مفید ثابت ہوگا۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۸۰ء کے درمیان عالمی تجارتی الکوہل کی پیداوار میں پچاس فیصد (۵۰ %) کا اضافہ ہوا ہے۔ کثرت سے الکوہل کا استعمال (زائد از ۱۵ لیٹر فی بالغ) دراصل مغربی و جنوبی یوروپ کے چند ممالک کی نمایاں خصوصیت ہے جبکہ شمالی امریکہ، بقیہ یوروپ، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں شراب نوشی کی یہ سطح مقابلتاً اونچی ہے (یعنی سالانہ دس تا پندرہ لیٹر خالص الکوہل فی بالغ) تیسری دنیا کے ممالک جیسے ٹرنڈاڈ اور ٹوباگو میں ۱۹۸۶ء میں (۲۰۲) لاکھ لیٹر ہلکی شراب (Beer) ۳۴ لاکھ لیٹر جو کی شراب (Stout) اور ۱۰۳ لاکھ لیٹر گنے کے گڑ کی شراب (Rum) تیار کی جاتی تھی جو صرف مقامی ضروریات یعنی اندازا دس لاکھ نفوس کی آبادی کی تکمیل کرتی تھی۔ (۱۹۶۸ء تا ۱۹۷۰ء) کے لئے تخمینہ

Marfat.com

آبادی سے متعلق اقوام متحدہ کے ( Demographic Yearbooks ) ہر سال شائع ہونے والے ڈیموگرافک کتابچہ میں حسب ذیل ممالک کے لئے اوسطاً فی کس خالص الکوہل کی کھپت (لیٹرس میں) سے متعلق حسب ذیل اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں۔ یوگوسلاویہ ( 107 ) جرمن ڈیموکریٹک ریپبلک ( 78 ) پولینڈ ( 7.4 ) سویڈن ( 73 ) ندرلینڈ ( 3-7 ) ترنڈاڈ و ٹوباگو ( - ) فن لینڈ ( 58 ) کیوبا ( 29 ) ترکی ( 07 )۔ لیکن ۱۹۵۰ء میں دنیا بھر میں فی کس شراب نوشی کا اوسط فن لینڈ میں اعظم ترین تھا جب کہ اس سال فن لینڈ کے پچاس لاکھ باشندوں نے ( 2500 ) ہزار لیٹر شراب پی تھی۔ یہ سب کچھ الکوہل ایکٹ کے ذریعہ دیہاتی علاقوں میں حکومت کی جانب سے الکوہل کی دوکانوں اور لائسنس یافتہ رسٹورانوں کے قیام کے لئے دی گئی اجازت کا نتیجہ تھا۔

الکوہل میں فی گرام (۷) حرارے ہوتے ہیں۔ توانائی کی اصطلاح میں ایک چائے کا چمچہ الکوہل، دو چائے کے چمچے شکر کے برابر ہوتا ہے۔ شراب ( Whisky ) کے ایک شیشہ کے پانچویں حصہ میں زائد از ( ۲۲۰۰ ) کیلو حرارے ہوتے ہیں جو آرام کے وقت ہمارے جسم کے لئے درکار توانائی کے برابر ہیں۔ لہذا اگر ہم لحمیات ( Proteins ) سبزیاں ( carbohydrates ) چربیاں ( Fats ) حیاتین ( Vitamins ) اور معدنیات ( Minerals ) پر مشتمل غذا نہ کھائیں تو ہمیں درکار توانائی کی ساری ضروریات کی تکمیل صرف تنہا الکوہل سے ہو جاتی ہے مگر اس طرح لحمیات، حیاتین اور معدنیات وغیرہ کی نہایت شدید قلت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ الکوہل نشاط انگیز ہی نہیں بلکہ وہ حرارے بھی فراہم کرتا اور تھکاوٹ کے احساس کو کم کر دیتا ہے۔ الکوہل قبل از وقت موت اور ایسے امراض کا بڑا سبب ہے جن سے بچا جاسکتا ہے۔

سرکاری دواخانوں میں بستروں پر پڑے ہوئے ہر دو مریضوں میں سے ایک مریض الکوہل کے باعث ہوئی کسی نہ کسی بیماری کا شکار ہوا کرتا ہے۔ جبکہ گلی کوچوں میں ہر پانچ افراد میں سے ایک فرد کے مسائل کا واحد سبب یہ ہے کہ یا تو وہ خود شراب نوشی کرتا ہے یا پھر کوئی اور ہی شغل کرتا ہے۔ کارخانوں میں گھروں پر

Marfat.com

اور کھیل کود ( Sport ) کے مظاہروں کے دوران واقع ہونے والے اکثر حادثات کا تعلق زیادہ تر شراب نوشی کے سبب ہوتا ہے۔

شراب نوشی سے پرہیز کرنے والوں کی اموات کی شرح ، شراب نوشی کرنے والوں کے مقابل میں ۲۵ فیصد کم ہوا کرتی ہے۔ برطانیہ میں ہر سال اندازا ( ۲۸ ) ہزار اموات کی ذمہ دار شراب نوشی ہی ہے۔

انسانی قتل و خون کے ہر چار واقعات میں سے تین، خودکشی کی ناکام کوششوں کے ہر تین واقعات میں سے دو، کامیاب خودکشی کے ہر تین واقعات میں سے ایک، محرمات سے بدکاری سمیت زنا بالجبر کے ہر دو واقعات میں سے ایک، ڈاکہ و تشدد کے ہر چار واقعات میں سے تین، خاندانی جھگڑوں اور تنازعات کے ہر دو واقعات میں سے ایک نیز بچوں کے ساتھ بد سلوکی، طلاق اور سر پر زخم آنے کے حادثات یہ سب الکوہل پینے کا ہی نتیجہ ہوا کرتے ہیں۔

الکوہل اور گیاسولین ( Alcohol & Gasoline ) کا آمیزہ مہلک ہوتا ہے۔ نشہ میں دھت ایک ڈرائیور کے ہاتھوں میں موٹر ایسی ہی ہے جیسا کہ ایک قاتل کے ہاتھوں میں ریوالور۔ نوجوانوں کی صحت کو سب سے بڑا خطرہ، ٹرافک حادثات کے باعث ہونے والی اموات میں ہے۔ تقریبا ( ۷۵ ) فیصد موٹر کار ڈرائیور حادثات سے قبل نشہ بازی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ان کی موٹروں کے حادثات اکثر رد عمل میں تاخیر، موڑنے میں سستی، اور قوت فیصلہ میں نقص کے باعث ہوا کرتے ہیں۔

دوسروں کی حفاظت کا انحصار ایک یا دو با اختیار اشخاص پر ہوتا ہے لہذا حسب ذیل پیشوں میں بہت زیادہ توجہ اور سنجیدگی درکار ہوتی ہے۔ جیسے بس چلانے والے، ہوائی جہاز کے پائلٹس، ٹیکسی ڈرائیور، ضرورت پڑنے پر سرجنس (دراصل سب ہی ڈاکٹر سب ہی اوقات میں خواہ ڈیوٹی پر ہوں کہ نہ ہوں)، آگ بجھانے والا عملہ، پولیس، بچوں کے نگران وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ صرف چند ہیں جن کا تذکرہ کیا گیا

Marfat.com

ہے۔ تجارتی ایرلائنس کی جانب سے پائلٹس کے لئے پرواز سے (۸) گھنٹے قبل شراب نوشی پر امتناع عائد ہے۔

ذیل میں ایک مختصر نوٹ کے ذریعہ یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ کہاں اور کس طرح شراب نوشی شروع ہوتی اور پھر ہمیشہ کے لئے زندگی کا لازمہ بن جاتی ہے۔

(۱) شراب نوشی کا آغاز رحم مادر میں جنین کے کسی قصور کے بغیر ہی ہوجاتا ہے۔ ماں الکوہل پیتی ہے اور پیدا ہونے سے قبل ہی بیچارہ بچہ رحم مادر ہی میں الکوہل کا پہلا ذائقہ چکھ لیتا ہے۔ ایسا بچہ الکوہل کے اثرات کے سبب (Foctal Alcohol Syndrome) جیسے مرض میں مبتلا ہوکر پیدا ہوسکتا ہے یا پھر پیدائشی نقائص لئے دنیا میں آتا ہے۔

(۲) پیدائش کے فورا بعد اگرچہ کہ دودھ میں الکوہل کی قلیل مقدار مل جاتی ہے لیکن اس کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ یہ قلیل مقدار بھی دودھ کی بو کو کچھ اس انداز سے متاثر کردیتی ہے کہ اس کو شیر خوار بچے پسند نہیں کرتے۔ وہ اکثر اوقات دودھ چوستے ہیں مگر جب اس میں الکوہل ملا ہوتا ہے تو بہت کم نگلتے ہیں۔ فطری کراہت کے باوجود شیر خوار بچہ کو مجبور کردیا جاتا ہے کہ وہ ماں کا دودھ پینے کے وقت ہی سے الکوہل کا عادی ہوجائے۔

(۳) بچہ پروان چڑھتا ہے۔ اس دوران بچہ پر بخار یا انفلوئنزا کے پہلے حملہ کے ساتھ ہی ماں باپ اسے شراب (Brandy) کا ایک خوراک دیتے ہیں۔

(۴) بچہ اسکول سے گھر آتا ہے تو ٹیلویژن پر کیا کچھ دیکھتا ہے؟

(و) وہ دیکھتا ہے کہ الکوہل کا استعمال دیگر مشروبات کے مقابل میں بہت زیادہ ہے۔

(ب) وہ دیکھتا ہے کہ نوجوانوں میں شراب نوشی شروع کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔

Marfat.com

(ج) وہ دیکھتا ہے کہ اس کے ماں باپ، اساتذہ اور بزرگ و محترم حضرات، شراب پیش کئے جانے سے قبل ہی شراب کی بوتل کو اچک کر چھین لیتے ہیں۔

(د) موٹر کاروں کی دوڑ اور فٹ بال وغیرہ جیسے اسپورٹس پروگرام کے مواقع پر وہ دیواروں پر، ناموں اور علامتوں کے ساتھ پارچوں پر اور دیدہ زیب تختوں پر الکوہل کی بڑی تشہیر کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اسپورٹس میں بہترین مظاہرہ کو وہ الکوہل کے ساتھ جوڑنا شروع کرتا ہے۔ ٹیلیویژن پر عوام کے نام پیام میں یہ خاکہ پیش کیا جاتا ہے کہ شراب نوشی کے ذریعہ انھیں مسحور کن، جنسی لحاظ سے پرکشش اور معاشرہ میں امتیازی موقف ملنے کے ساتھ ساتھ سماجی مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔

(ہ) وہ یہ دیکھتا ہے کہ ہر فلمی یا تجارتی ادارہ، الکوہل کو ہر بحران سے نجات پانے کا ایک وسیلہ بنا کر پیش کرتا ہے۔ وہ اسکا بھی مشاہدہ کرتا ہے کہ ہر فلمی ہیرو اپنی جادوئی مقبولیت پیدا کرنے کی غرض سے پردۂ سیمیں پر شراب نوشی کرتا دکھائی دیتا ہے۔

(۵) گھروں پر جب ماں باپ خود شراب نوشی کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ مہمانوں کی خدمت میں پینے کے لئے شراب پیش کرتے ہیں تو ایک بار پھر اس کا اثر بچوں پر پڑتا ہے اور ان میں دو عملی پرورش پاتی ہے۔ دو عملی کے یہ معیارات نہ صرف گھر میں بلکہ حکومت میں بھی اور انفرادی سطح پر بھی پائے جاتے ہیں۔ بعض ڈاکٹر تو بار بار پیتے ہیں اور بلا کی شراب پیتے ہیں اور مریضوں اور عوام کو اپنی نصیحت کے ذریعے شراب نوشی کے خطرات سے آگاہ کرتے ہیں۔

Marfat.com

(۶) حتیٰ کہ رمضان کے مقدس مہینہ میں جب کہ ایک چھوٹا بچہ بھی روزہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ ریڈیو پر ایسے خوبصورت اسلامی نغمے سنتا ہے جس کا اہتمام شراب کشید کرنے والی کمپنیوں کی جانب سے کیا جاتا ہے اور جس کا اعلان مسلمان ہی نشر کرتے ہیں۔ بچہ اب الکوہل کو اسلامی مذہبی نغموں کے ساتھ جوڑ دیتا ہے۔

(۷) نیز نوجوان جب اسپورٹس کلب کو جاتے ہیں تو وہاں الکوہل بافراط دستیاب ہوتا ہے اور ساتھ ہی دیواروں پر اس کی خوب تشہیر بھی کی جاتی ہے۔ جب انھیں پیاس لگتی ہے تو شراب کا ایک جام پینے کے لئے انکی ہمت افزائی کی جاتی ہے۔ ایک بالغ کی حیثیت سے وہ خود الکوہل پیتا ہے اور گاہک کو پیش بھی کرتا ہے۔

(۸) جب وہ ایک شادی کی تقریب میں جاتا ہے تو فرض کیا جائے کہ وہ مسلمان کی ایک شادی میں شریک ہونے گیا ہو تو قاضی آتا ہے اور اسلام کے نہایت سخت و پابند روایات کے مطابق وہ شادی کی رسم انجام دیتا ہے۔

جیسے ہی قاضی صاحب محفل عقد سے واپس چلے جاتے ہیں تو ماںباپ اور مہماناں شراب نوشی کرتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ شراب پینے پر اور مہمانوں کو بار بار شراب پیش کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

(۹) کسی کو شراب کا عادی بنانے میں ایسے دوستوں کا گروہ بھی بڑی قوت سے اثر انداز ہوتا ہے جو شراب نوشی کا عادی ہو۔ کارخانوں میں روز کی روز اجرت پانے والے مزدور اس دن کے کام کے بعد اپنی اجرت لے کر جب اپنے گھر لوٹتے ہیں تو اسی شام کو راستہ میں اس دن کی اجرت شراب نوشی میں خرچ کردی جاتی ہے۔

(۱۰) اور آخر کار ایک وقت آتا ہے کہ ایسے شخص کے نزدیک شراب نوشی رات میں لازمی شئے یا کسی چھوٹی فکر یا پریشانی سے نجات کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ ایک باپ یا ایک دادا بن جانے والا یہ شخص شراب کی بوتل ہی میں اپنے قدیم ساتھی کی تلاش کرتا ہے۔

ایسے مشروبات کی عادت جن میں الکوہل شامل ہو اسکے شرابی ہونے کی سند ہے۔ کسی تقریب میں شرکت سے قبل ہی وہ کافی شراب پی لیتا ہے۔ وہ گمنام

Marfat.com

شرابیوں کے گروہ میں شامل ہو جاسکتا ہے یا اگر وہ اپنے گھراور اپنی نوکری سے محروم کردیا جاتا ہے تو ایک خانہ برباد شرابی کی طرح گلی کوچوں میں بود و باش اختیار کرسکتا ہے۔

اب ہم جسم پر الکوہل کے رد عمل کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں کہ وہ کیا اثر کرتا ہے؟ الکوہل ابتداء میں مرکزی اعصابی نظام کو بے حس کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اس لئے اسکی زمرہ بندی ایک دماغی خلل پیدا کرنے والی دوا کی حیثیت سے کی جانی چاہئے۔ الکٹرونیسفالوگرام ( Electroencephalogram ) میں وہ دماغی تموج کو سست کردیتا ہے۔ کوئی یہ استدلال کرسکتا ہے کہ الکوہل تو بے حس کرنے والی نہیں بلکہ ہیجان پیدا کرنے والی شئے ہے کیونکہ کوئی شخص شراب پینے کے فورا بعد حرکت کرنے اور تیز چلنے لگتا ہے۔ میں اب یہ وضاحت کرونگا کہ یہ سب کچھ اسکے ہیجانی اثر کے باعث ہرگز نہیں بلکہ اس کی بے حسی کے اثر کے سبب سے ہے۔ الکوہل، دماغ کے مزاحمتی مراکز میں بے حسی پیدا کرتا ہے۔ بالآخر جن کو ہم نے اپنے بہترین اوصاف قرار دیا ہے ان ہی پر سب سے پہلے قابو پانے کی ضرورت ہے اور وہ کیا ہیں؟ قوت فیصلہ، سماجی حدود اور شرم و حیا، حسب ضرورت گفتگو کرنا اور ضبط نفس ہیں۔ یہ وہ اوصاف ہیں جو ایک انسان کو حیوانات اسفل سے ممتاز کرتے ہیں اور ان ہی اوصاف کو سب سے پہلے قابو میں لانا ضروری ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ وہ شخص جو شراب پیتا ہے زیادہ تر ابتدائی حرکات اختیار کرتا ہے یعنی وہ باتونی اور بک بک کرنے والا بن جاتا ہے، قوت فیصلہ کمزور ہوجاتی ہے جس کا نتیجہ موٹر کار وغیرہ کے حادثات، غیر معقول سلوک اور غلط فیصلوں کی شکل میں برآمد ہوتا ہے۔ (خدائے واحد ہی جانتا ہے کہ شراب نوشی کے زیر اثر پادشاہوں اور صدور مملکت کی جانب سے کتنے غلط فیصلے کئے جا چکے ہیں)۔ شراب، جنسی خواہش کو تحریک نہیں دیتی بلکہ خواہش پر قابو پانے میں مزاحمت کے سبب، بعض بے دل عورتوں کو غیر اخلاقی

Marfat.com

حرکات کے لئے رضا مند کرنے کا باعث بنتی ہے۔ شراب نوشی سب سے پہلے انسانوں میں موجود اعلیٰ دماغی مراکز کی کارکردگی کو متاثر کرتی ہے جن کو Neo-cortex کہتے ہیں۔ جس کے ہی زیر اختیار قوت فیصلہ اور دیگر مزاحمتی صلاحیتیں ہوتی ہیں۔ یہی سبب ہے کہ وہ بکواسی اور غیر سماجی شخص بن جاتا ہے۔ دماغ کا معاون وہ حصہ جو حسیاتی معلومات کے ساتھ ہم آہنگ ہوتا ہے اور حرکاتی اعصاب تک ترسیل کرتا ہے، انسانوں میں بہت بڑا واقع ہوا ہے۔ اور دماغ کا یہی معاون حصہ انسانوں اور حیوانات اسفل کے درمیان وسیع فرق و امتیاز پیدا کرتا ہے۔ ہماری ذہانت، شخصیت اور بات کرنے کی صلاحیت ان سب کا ایک حصہ اسی معاون دماغ کی کارکردگی سے حاصل ہوتا ہے۔ جب شراب نوشی کا سلسلہ جاری رہتا ہے تو دماغ کے گہرے اور بنیادی حصوں پر دباؤ پڑتا ہے۔ جس کا نتیجہ کلام و بصارت سے متعلق عصباتی ڈھانچہ کے نظام میں حرکاتی اعصاب کی منظم کارکردگی کے فقدان کی شکل میں برآمد ہوتا ہے۔ جب زیادہ شراب پی جاتی ہے تو مغز دماغ سے متعلقہ تنفسی و قلبی مراکز پر دباؤ پڑتا ہے اور وہ شخص غشی کی جیسی حالت سے دوچار ہوجاتا ہے۔ شراب کا مہلک خوراک 0.5 فیصد کے لگ بھگ ہے۔ شراب کے ایسے ایک یا دو جام پی لینے سے ادراک، حافظہ اور جوکسی کے احساسات متاثر ہوجاتے ہیں جبکہ ایسے تین یا چار جام پینے سے فیصلہ کرنے اور خود پر قابو رکھنے کی قوت متاثر ہوجاتی ہے۔ پانچ یا چھ جام سے نظام کی عدم کارکردگی اور سات یا آٹھ جام سے عدم توازن پیدا ہوجاتا ہے اور دس یا اس سے زیادہ جام دماغی مغز کے اصلی مراکز کو متاثر کردیتے ہیں جو غشی پیدا کرنے کا سبب ہوتا ہے۔ از روئے دنیاوی قانون خون میں الکوحل کی سطح 0.15 کی حد تک چھوٹ ہے۔ ایسے تقریباً پانچ جام شراب پینے کا انجام سمجھ میں نہ آنے والی گفتگو، دھندلی نظر اور جسمانی چال ڈھال میں لغزش کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ ہر ایک گھنٹہ کا وقفہ گزر جانے کے بعد خون کے اندر الکوحل کے ارتکاز میں 0.015 فیصد یا

Marfat.com

تقریباً ایک جام کے برابر کمی واقع ہو جاتی ہے۔

شراب کے مسلسل استعمال سے دراصل جسم کے ہر ہر عضو جیسے جگر، قلب، دماغ، لبلبہ، جنسی غدود اور حفاظتی نظام وغیرہ میں بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ شراب نوشی جو ابتدا میں فکروں سے آزاد کرتی ہے، اس کے ساتھ احساس خطا کو بھی دور کر دیتی ہے اور اس کی ناکامیوں کی توثیق کرتی ہے۔ اس کو دوسروں کی ضروریات سے کوئی سروکار ہی نہیں ہوتا۔ اس کے پراگندہ خیالات اور عقائد، اس کے خیال و سلوک کا پریشان انداز، بزرگوں کی نصیحت کا اس کی جانب سے شدومد کے ساتھ رد کیا جانا، روایتی و مذہبی اقدار سے اسکی نفرت، یہ سب کچھ شراب نوشی کے سبب بڑی نوعیت کے حسب ذیل مسائل پیدا کر دیتا ہے۔

ا) سماجی مسائل :۔ بے خانماں خاندانی زندگی یعنی ایک شرابی اپنے خاندان کے ہر فرد کو متاثر کر بیٹھتا ہے۔ تشدد، بحث و تکرار اور لڑائیوں کے سبب خاص طور پر بچے متاثر ہوتے ہیں جو گھر میں مجرمانہ اطوار سیکھنے لگتے ہیں۔

ب) جسمانی زخم :۔ نیچے گر پڑنا، آگ لگ جانا، غرقابی اور ٹرافک حادثات کے باعث ایک شخص یا تو خود زندگی بھر معذور ہو جاتا ہے یا پھر کسی دوسرے کے معذور ہونے کا سبب بنتا ہے۔

ج) بلا نوشی کا نتیجہ :۔ پر تشدد سلوک مثلاً ڈاکہ، زدوکوب، عصمت ریزی، خون ریزی اور خاندان پر ظلم کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

د) معاشی مسائل :۔ اپنے اور قوم کے لئے زرخیزی کی صلاحیت کا فقدان پیدا ہوتا ہے۔

ہ) دماغی مسائل :۔ اکثر درد سر، شراب کا حد سے زیادہ استعمال اور دست برداری کے آثار جیسے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

و) کہنہ مرض :۔ قلب، جگر، شکر، کینسر، جنسی غدود سے متعلق ہوتا ہے۔

Marfat.com

## حسب ذیل امور توجہ کے لائق ہیں

۱) کیپ ٹاون میں TOT کا نظام عام ہے۔ اس نظام کے ذریعہ کسان اپنے شوقین مزدوروں کو رقم کے بجائے شراب (Brandy) کے ایک گھونٹ کی شکل میں اجرت ادا کرتے ہیں۔

۲) جنوبی افریقہ کے کالے آدمی تنہا دس لاکھ سکے سالانہ صرف شراب نوشی پر صرف کرتے ہیں۔ جبکہ اس خطیر رقم کا استعمال اپنے ان ہزاروں بچوں کی غذائی ضرورت کے لئے کر سکتے ہیں جو ہر سال بھوک یا سوکھا وغیرہ دیگر بیماریوں کے سبب مرجایا کرتے ہیں۔

۳) نیویارک شہر میں Harlem کے باشندے اپنے علاقہ میں شراب کے غیر معمولی ذخائر جمع کرنے کی شکایت کرتے ہیں کہ یہ کالوں کے فرقہ میں شراب نوشی کی اہمیت ظاہر کرنے کی واضح علامت ہے۔

۴) جمہوریہ آئرلینڈ کے ۹۰ فیصد جوان لوگ شراب خوار واقع ہوتے ہیں۔

۵) سال ہا سال سے شراب، افراد اور قوموں کو بھی دھوکہ دینے کے لئے استعمال کی جاتی رہی ہے۔ امریکیوں نے ہندوستانی مسائل حل کرنے کے لئے انکو شرابی بنادیا۔ آسٹریلیا میں رہنے والے بھی اسی کے نقش قدم پر چلے اور انھیں شرابی بناکر قدیم مسائل کو حل کر دیا گیا۔

۶) ایک اہم خصوصیت یہ کہ گذشتہ بیس (۲۰) برسوں میں عالمی مارکٹ میں شراب کی تجارت میں اضافہ اسی قدر ہوا ہے جتنا کہ تجارتی صنعت اور بین الاقوامی تجارت کو تجارتی اداروں کی نسبتا کم تعداد نے مجتمع کیا ہے۔ یہ بھی واضح ہوگیا کہ اس تجارت پر اجارہ رکھنے والے ادارے زیادہ تر ایسے بین قومی حیثیت کے مالک کارپوریشن ہیں جس کی بناء ترقی یافتہ ممالک میں ڈالی گئی ہے لیکن وہ ترقی پذیر ممالک میں موجود

Marfat.com

پونجی کو اپنے زیر اختیار رکھے ہوئے ہیں۔

۷) جب تک نفع حاصل ہوتا رہتا ہے شراب بنانے والوں کو اسکی فکر نہیں کہ ساری قوم اس میں غرق ہوجائے۔ اسٹاک مارکیٹ میں محض اپنی فیاکٹریوں کا موقف بہتر بنانے کی غرض سے شراب پینے والوں کے دائرہ میں زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو داخل کرنے میں انھیں ذرے بھی قصور کا احساس تک نہیں ہوتا ہے۔

۸) شراب سازی کی صنعت کی تائید میں صرف یہی ایک جواز پیش کیا جاتا ہے کہ اس صنعت سے قابل لحاظ آبادی کو روزگار ملتا ہے اور اس کے ساتھ حکومت کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ ان لوگوں کا یہ خیال کہ شراب سازی کی کمپنیوں کو بند کرنے کا نتیجہ ملازمین کی تخفیف کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ ماہرین معاشیات کے نزدیک قابل قبول نہیں جن کا کہنا ہے کہ ایک صنعت سے دوسری صنعت میں محنت کشوں کی منتقلی سے قومی معیشت متاثر نہیں ہوسکتی۔ شراب سازی کی صنعت میں اضافہ ٹیکس کے سبب ملازمین کی تخفیف آخر کار ملک کی معیشت میں کسی اور جگہ ملازمین کے لئے روزگار کے زیادہ مواقع پیدا کرنے کا سبب بن سکتی ہے۔ شراب کی صنعت بند کردینے کے باعث جن چند اشخاص کو حقیقی معنی میں اپنی ملازمت سے دست بردار ہونا پڑیگا وہ تو ڈائرکٹرس اور سینیر ملازمین ہونگے۔ یہی وہ افراد ہیں جو خوب دولت جمع کرنے کے بعد اسے بیرونی ممالک کو منتقل کردیتے ہیں۔ ایسے ڈائرکٹرس انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں۔

۹) ٹرنڈاڈ اور ٹوباگو میں حادثات میں ملوث ۵۵ فیصد ڈرائیوروں کے خون میں الکوہل کی سطح 0.08 فیصد یا اس سے بڑھ کر پائی گئی۔ دواخانوں میں شریک کئے گئے ۴۷ فیصد مرد کے طبی مسائل شراب نوشی سے متعلق پائے گئے۔ اگر ملک میں شراب ہی دستیاب نہ ہو تو پھر شراب نوشی سے متعلق کوئی جرائم اور امراض بھی نہیں ہونگے اور متعدد اداروں کے دواخانوں میں اکثر بستر خالی رہینگے جنھیں ایسے

Marfat.com

دیگر سینکڑوں مریضوں کے علاج اور داخلہ کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے جو سالوں سے ایک بستر کے لئے منتظر ہیں۔

۱۰) ہم میں سے بعض کو اس بات سے سخت بیزارگی محسوس ہوتی ہے جب کہ شراب نوشی کی تشہیر اسپورٹس کھیل کود کے واقعات، جنسی علامات، کسی کی ستارنوازی اور اسلامی علامت چاند تارے کے ساتھ کی جاتی ہے جس کا مقصد شراب کشید کرنے والی صنعت کی جانب سے شراب خواروں کی نئی پود میں اضافہ کرنا ہوتا ہے۔ بہر حال سٹیلائٹ براڈکاسٹنگ اور دیگر وسیع علاقائی الکٹرانک ذرائع ابلاغ سے قومی حدود میں کی جانے والی تشہیر اور نشر و اشاعت میں اضافہ کسی ایک قوم کے دائرہ قانون سازی سے باہر ہے۔ لہذا اس سے حفظان صحت کے پہلوؤں کو بین الاقوامی نقطہ نظر سے دیکھنے کے مواقع فراہم ہوتے ہیں۔ کسی بھی باشعور ذمہ دار حکومت کے لئے یہ نہایت اہم وجوہات ہیں جو شراب کی فراہمی پر سختی سے قابو حاصل کرنے کے لئے قانون سازی کی ضرورت پیدا کرتی ہیں تاکہ شراب نوشی سے ہونے والے امراض، جرائم اور حادثات کی شرح کو گھٹایا جاسکے۔

۱۱) اگر امریکہ میں روزانہ مسافرین سے بھرا ہوا ایک جمبوجیٹ ہوائی جہاز ٹوٹ گرے تو لوگ ہوائی جہاز کے ذریعہ پرواز کرنا بند کردینگے۔ افسوس کہ شراب نوشی سے متعلق امراض، جرائم اور حادثات میں روزانہ مرنے والوں کی تعداد بھی اسی کے برابر ہے۔

۱۲) تشدد کی جڑیں ہمارے ہاتھوں میں ہیں کہ ہم ہی معاشرہ کی تعمیر کرتے ہیں۔ اور اکثر واقعات میں تشدد کا سبب ہی شراب نوشی ہے۔ تشدد میں وہ کونسا عنصر ہے جس کو گھٹایا جاسکتا ہے۔ اس کا جواب صرف شراب نوشی ہے۔ ان مسائل کا فوراً حل دریافت کرنا چاہئے کیونکہ ماضی میں ہاتھوں سے مکہ بازی کی جگہ آج زیادہ ترقی یافتہ عصری ہتھیاروں نے لے لی ہے۔

Marfat.com

۱۳) حسب ذیل چار مؤثر اعلیٰ تدابیر ہماری دسترس میں ہیں۔

ا) شراب کی تشہیر پر مکمل پابندی عائد کر دی جائے جیسا کہ بعض ممالک نے کی ہے۔

ب) یا نہیں تو شراب کی تشہیر کے لئے ٹیکس میں دی جانے والی رعایت کو برخاست کرکے سارے اشتہارات پر دس فیصد لیوی عائد کر دی جائے اور حاصل ہونے والی یہ فاضل رقم تعلیم و صحت کے مقصد کے لئے مختص کی جائے۔

ج) شراب کے ہر جام پر بہت زیادہ ٹیکس لگایا جائے تاکہ حکومت کی آمدنی میں مزید اضافہ ہو اور اس طرح شراب نوشی سے پیدا ہونے والے جرائم، حادثات اور امراض میں خاصی کمی ہو جائے۔

د) اس کے باوجود شراب نوشی کے خواہشمند افراد اپنا یہ شوق پورا کرنے کی غرض سے قریب میں چند میل فاصلہ پر واقع کسی ملک یا براعظم کا رخ کریں اور ہوش و حواس کے ساتھ واپس آئیں۔

۱۴) لیکن دیکھئے کہ حکومت خود کیا کرتی ہے، وہ حکومت جو کہ ہماری ہی منتخب کردہ ہے۔ حکومت کی جانب سے ایک محکمہ اعداد و شمار قائم کیا جاتا ہے۔ ماہرین شماریات کو ملازمت دی جاتی ہے جو شراب نوشی سے صحت پر پیدا ہونے والے مختلف خطرات کی بنیاد پر ڈالر کی قدر و قیمت پیش کر سکیں۔ حکومت کو معلوم ہونا چاہئے کہ اعداد و شمار کے مواد سے کہیں بڑھ کر انسانوں کی اہمیت ہے اور روایتی طور پر طبی یا متعدی امراض پر تحقیق کے بعد جو سفارشات پیش کی جائینگی انھیں بالائے طاق محفوظ رکھ کر اس پر مزید گرد و غبار جمانے کے سوا اور کوئی مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔

۱۵) یہ بات زیادہ زور دے کر نہیں کہی جاسکتی کہ اس لعنت کا کاروبار کرنے کا حق کسی حکومت کو حاصل نہیں، چاہے اس کی تائید میں جو بھی جواز یا حیلے پیش کئے جائیں۔ خواہ پر فریب اور چالاک انداز میں ہی ان غیر معقول بہانوں کو کیوں نہ پیش کیا جائے۔

Marfat.com

تجاویز:۔ شراب کے استعمال کے خلاف سرعت اور عزم کے ساتھ مہم چلائی جانی چاہیے۔ شراب نوشی کے تدارک کے لئے چند انسدادی تدابیر ذیل میں دی جاتی ہیں۔

۱) حکومتی ایجنسیوں، خانگی اداروں اور رضاکارانہ تنظیموں کو چاہیے کہ سب اپنی اجتماعی کوششوں سے شراب نوشی کے خلاف ایک مشترکہ مہم چلائیں۔ مسلم تنظیموں کو چاہیے کہ وہ اس سلسلہ میں پیش پیش رہ کر رہبری کریں اور دیگر غیر مسلم تنظیموں کی ہمت افزائی کریں۔

۲) کافی اور چائے کی دوکانوں اور دیگر مشروبات کی صنعت کی ترقی کھیل کود کے پروگرام کے میدان اور دیگر مراکز مثلاً مختلف اضلاع میں کمیونٹی سنٹر کا قیام وغیرہ کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے جو شراب نوشی کے متبادل ثابت ہوسکتے ہیں۔ تمباکو اور شراب پر ممانعت کے اقدامات سے ہی تجربات کا آغاز کرنا چاہیے کہ تمباکو کے لئے عمر ۱۱ سال اور شراب کے لئے عمر ۱۲ سال اہم ہوتی ہے۔ اسکولوں میں تمباکو پر ممانعت عائد کردینی چاہیے کیونکہ تمباکو ہی کے استعمال سے شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء سے رغبت کی راہیں کھل جاتی ہیں۔

۳) اوسطاً کسی شخص کے لئے شراب نوشی کی لعنت میں گرفتار ہونے کو اس طرح دشوار بنادیجئے۔

ا) شراب کے داموں میں اس قدر زیادہ اضافہ کردیا جائے کہ وہ خریدنے کی سکت سے باہر ہوجائے۔ کیونکہ شراب پینے کی سب سے اہم محرک اسکو خریدنے کی سکت ہوتی ہے۔ شراب کی قیمتوں میں جس قدر اضافہ کیا جائیگا اسی تناسب سے ٹرافک حادثات میں کمی واقع ہوگی۔

ب) صحافت، ریڈیو، کھیل کود کے موقعوں پر اور ٹی وی میں شراب کی تشہیر پر ممانعت عائد کردی جائے۔ بعض ممالک جیسے مصر اور کیوبا نے شراب ، کی عوام میں ساری تشہیر پر ممانعت کردی ہے۔

ج) شراب کی بوتلوں پر جلی حروف میں تنبیہہ آمیز لیبل چسپاں کئے جائیں کہ

Marfat.com

شراب نوشی نہایت خطرناک عادت ہے اور یہ کہ "خریدار اور تاجر ہوشیار باش"۔

۴) شراب کی تشہیر پر وصول کئے جانے والے ٹیکس میں دی گئی رعایت کو برخاست کردیا جائے بلکہ اس کے برعکس شراب کی تشہیر پر دس فیصد لیوی عائد کی جائے اور اس طرح وصول کردہ جملہ رقم تعلیم و صحت کے مد میں صرف کی جائے۔ شراب کشید کرنے والی کمپنیوں کی جانب سے اکثر ہم کو یہ دھمکی دی جاتی ہے کہ ٹیکس میں اضافہ کے باعث عملہ میں تخفیف کے ذریعہ بھاری بے روزگاری پھیل جائیگی۔ کیا ان کے اس استدلال پر آپ کو یقین آئے گا۔ ہرگز نہیں۔ شراب کی صنعت میں تخفیف سے قومی معیشت کے دیگر علاقوں میں روزگار کے مواقع زیادہ نکل آئینگے۔ کیونکہ ڈالروں کی ملک کے اندر لین دین میں مشغول رقم میں مستقل طور پر اضافہ ہوتا رہے گا۔ ہاں البتہ جو لوگ روزگار سے محروم ہونگے تو وہ کام کرنے والا بے شمار عملہ ہرگز نہیں بلکہ شراب تیار کرنے والی کمپنیوں کے ڈائرکٹرس ہونگے۔

۵) ہر نظم اور ہر فرقہ، خواہ مسلم ہو کہ غیر مسلم شراب نوشی سے دور رہنے میں اپنے چھوٹوں کے لئے ایک بہترین مثال قائم کرے۔ ڈاکٹرز اور دواساز اس خصوص میں رہنمایانہ کردار ادا کرسکتے ہیں۔

۶) ہر مسلم خاندان میں شراب کی حرمت کے بارے میں قرآن پاک کی آیات اور احادیث شریفہ کے حوالے دیگر اسلامی تعلیمات سے آگاہ کریں اور شراب نہ پینے پر زور دیں تاکہ مسلم فرقہ، دیگر فرقوں کے لئے ایک مثالی نمونہ قائم کرسکے۔ یہ کام بہت اہم ہے جس کا حصول حسب ذیل تدابیر اختیار کرنے سے ممکن ہے۔

(i) مسلم فرقہ کے معزز بزرگوں پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ وہ مسلمانوں کے حسب ذیل زمروں کو نصیحت اور انکی تائید کرسکیں۔ شراب پینے والے، فروخت کرنے والے، ذخیرہ کرنے والے، خریدنے والے، منتقل کرنے والے، تحفہ میں دینے والے اور اپنے علاقے میں شراب کی فروخت کے لئے اپنی جگہ دینے والے یہی کمیٹی ایسے مسلمانوں کو جمع کرسکتی ہے جو ٹی وی اور ریڈیو پر مسلم پروگرام پیش

Marfat.com

کرنے کی مالی طور پر اہلیت رکھتے ہوں تاکہ شراب بنانے والی کمپنیوں کی جانب سے شراب کی تشہیر کا پروگرام پیش ہی نہ کیاجا سکے۔

ب) مسلمان میرج آفسیر (قاضی صاحبان) ایسی شادیوں میں شرکت اور مراسم عقد کی تکمیل کرنے سے گریز کریں جہاں شراب پیش کی جائے۔ اسی طرح جملہ ائمہ کو بھی چاہیے کہ ایسے میزبان داعیان کے گھروں میں مولود، عقیقہ وغیرہ کی تقاریب میں شرکت نہ کریں جو عموماً شراب پینے کے عادی ہوں۔

ج) غیر مسلم شرابیوں اور نشہ آوری کے عادی افراد کا دیگر دستیاب علاجوں کے مقابل میں بہترین علاج یہ ہے کہ وہ رضاکارانہ طور پر اسلام قبول کرلیں جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے سابقہ اخلاق اور اقدار سے قطع تعلق کرلینگے اور اسلامی انداز اور نمونہ پر مشتمل ایسے نئے پابند اخلاق سے روشناس ہوجائینگے جس کی پابندی ان پر لازم ہے۔

د) متذکرہ صدر امداد و شمار کا جائزہ لینے کے بعد اگر ہم یہ تسلیم اور توثیق کرلیں کہ شراب سے متعلقہ جرائم کی ذمہ دار شراب نوشی ہی ہے تو پھر واضح طور پر حکومت کی حکمت عملی بنانے والے نیز شراب تیار کرنے والی کمپنیوں کے ڈائرکٹرز ہی کو نہ صرف جان کشی کے مجرم قرار دیا جانا چاہیے بلکہ ایسی مجرمانہ اذیت کے تعاون و ارتکاب کی پاداش میں انھیں گرفتار بھی کیا جانا چاہیے۔ یہاں اس کا تذکرہ کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ اس مقدمہ کا فیصلہ کرنے والا جج ایک ایسا شخص ہونا چاہیے جو شراب نوشی سے اجتناب کیا کرتا ہو۔

## شراب سے نپٹنے میں اسلام کا رویہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل اور آپ کے دور مبارک میں عرب قوم بلا کی شراب نوش اور نشہ کی عادی واقع ہوئی تھی جیسا کہ ان کی زبان اور شاعری سے خود اس کی ترجمانی ہوتی ہے۔ چونکہ اس لعنت میں گرفتار شخص کا

Marfat.com

علاج مشکل اور مایوس کن ہے اسی لئے اس کا تدارک بھی زیادہ اہمیت کے قابل ہے۔

اسلام میں نشہ آوری پر مکمل امتناع ایک ہی دن میں فوراً عائد نہیں کیا گیا بلکہ بتدریج اس پر عمل کیا گیا۔ جس کی شروعات لوگوں کو نفسیاتی طور پر اس کے لئے تیار کرنے کے ذریعہ کی گئیں لیکن انسان کے وضع کردہ دستور کے ذریعہ نہیں بلکہ خدا کی وحی اور مقدس آسمانی قوانین کے ذریعہ۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے سادہ زبان میں یہ واضح فرمادیا کہ شراب نوشی میں فائدہ سے زیادہ نقصان ہے۔

"یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا (۲/ ۲۱۹)

یعنی "اے محبوب، تم سے شراب اور جوے کا حکم پوچھتے ہیں تو فرماؤ کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ دنیاوی نفع بھی۔ اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔" اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے کے لئے مت آؤ۔

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (۴/ ۴۳)"

یعنی "اے ایمان والو، نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ جبتک اتنا ہوش نہ ہو کہ تم جو کہو اسے سمجھو۔"

اس آیت شریفہ کا نزول اس وقت ہوا جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے ایک بار حالت نشہ میں نماز پڑھی۔ ایک تو اس آیت کریمہ کا سنجیدہ اثر لوگوں پر ہوا نیز دن بھر میں تھوڑے تھوڑے وقفہ سے پڑھی جانے والی پانچ نمازیں بھی شراب نوشی کے تدارک میں ممد و معاون ثابت ہوئیں اور آخر کار اللہ تعالیٰ نے آیت ذیل کے ذریعہ شراب نوشی پر مکمل امتناع عائد فرمادیا۔

Marfat.com

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ" (۵/ ۹۰ ـ ۹۱)

یعنی "اے ایمان والو! شراب، جوا اور بت اور پانسے ناپاک شیطانی کام ہیں تو ان سے بچتے رہنا تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوادے شراب اور جوے میں اور تمھیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آؤ گے"

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی تو سامعین نے جواب دیا۔ ہم نے اسے ترک کردیا۔ یارب ہم نے اسے ترک کردیا۔ اور مدینہ منورہ میں ہر گھر سے شراب جب انڈیلی گئی تو گلی کوچوں میں گویا شراب کی ندیاں بہنے لگیں۔ اس سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مدینہ منورہ کے گھروں میں شراب کے کتنے ذخیرے جمع تھے جو سڑکوں پر بہنے کا سبب بنے۔

مذکورہ بالا آیات شریفہ بتدریج نازل ہوئیں اور خود رب تعالیٰ کی طرف سے بھیجی گئی تھیں اس لئے آیات نے ایسے لوگوں کو جذباتی اور شخصی طور پر متاثر کرنے میں اہم کردار ادا کیا جو اب مذہبی احکام کے پابند ہوچکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کو یہ بھی یاد دلایا کہ

"وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ" (۲/ ۱۹۵) یعنی "اور اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ پڑو۔" "وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا" (۴/ ۲۹) یعنی "اور اپنی جانوں کو قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔"

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم خود اپنے کو یا دوسروں کو ہرگز نقصان نہ پہنچاؤ۔ شراب نوشی کے سارے دروازے اس وقت بند ہوگئے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مسکرات پر لعنت فرماتا ہے۔

Marfat.com

نیز شراب تیار کرنے والا، وہ جس کے لئے شراب تیار کی گئی، شراب پینے والا، شراب فراہم کرنے والا، اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے والا، دوسروں تک اسے پہنچانے والا، اسے فروخت کرنے والا، اس کا خریدنے والا، اس کو بطور ہدیہ پیش کرنے والا اور آگے اس کے استعمال کو عام کرنے والا ان سب کے سب لوگوں پر اللہ تعالی کی لعنت ہے۔

نشہ کرنے کی سزا کوڑے لگانا ہے جس کے باعث صرف شرابی کو پُر درد، جسمانی اور نفسیاتی تکلیف پہنچائی جاتی ہے۔ چونکہ سزا، بر وقت، خوفناک اور اہانت آمیز ہوتی ہے۔ اور شرابی کو کوڑے لگانے کے فورا بعد چھوڑدیا جاتا ہے اس لئے ایسا شرابی شراب کو پھر سے ہاتھ لگانے سے قبل دوبارہ غور کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ ایک شرابی، حکومت یا معاشرہ کے لئے بارگراں نہیں ہوتا کیونکہ کوڑے لگائے جانے کے فوراً بعد اس کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور اس کو گھر جانے کی اجازت دے دی جاتی ہے۔ اس کو قید میں نہیں رکھا جاتا ہے۔ لہذا یہ صورت اس کی غذا، لباس اور تحفظ پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ اس طرح حکومت اور معاشرہ کے لئے بارگراں بننے کے بجائے وہ شرابی اپنی آپ اصلاح کرلیتا ہے اور وہ اپنے خاندان کےلئے، معاشرہ کے لئے اور حکومت کے لئے ایک مفید معاون ثابت ہوتا ہے اور اس طرح وہ قوم کی تعمیر کرنے والوں میں شامل ہوجاتا ہے۔

شراب نوشی کے عنوان پر تبصرہ ختم کرنے سے قبل میں چاہتا ہوں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے کچھ مزید ارشادات پیش کروں۔

(۱) نشہ آوری کی غرض سے کیا ہم زیادہ مقدار کے بجائے قلیل مقدار میں شراب پی سکتے ہیں؟

نہیں، ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کا ارشاد ہے۔

Marfat.com

"عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْكَرَ كَثِيْرُهٗ فَقَلِيْلُهٗ حَرَامٌ (رواہ الترمذی)"

یعنی "حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ علیہ و سلم نے فرمایا جس شے کی زیادہ مقدار سے نشہ ہوتا ہے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے" (ترمذی)

(۲) اگر موسم سرد ہو تو کیا ہم شراب پی سکتے ہیں؟۔ نہیں۔

(۳) فرض کیجیے کہ ہم شراب سے اجتناب کرتے ہیں تو مہمانوں کی ضیافت یا شادی کے موقع پر کیا ہم کو گھر میں شراب رکھنا جائز ہے؟ ہرگز نہیں۔

(۴) "عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ وَهُوَ نَبِيْذُ الْعَسَلِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)"

یعنی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے "حضرت رسول اللہ صلی اللہ و سلم سے تبع کے بارے میں دریافت کیا گیا جو شہد سے بنائی گئی شراب ہے تو آپ نے فرمایا ہر وہ شراب حرام ہے جو نشہ پیدا کرتی ہے۔"

(۵) "عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ وَّمُفَتِّرٍ (ابو داؤد)"

بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ "حضرت رسول اللہ صلی اللہ و سلم نے ہر نشہ آور شے (جیسے الکوہل) اور کیف آور شے (جیسے کوکین) سے منع فرمایا۔"

اب ہم دیگر ایسے دوائی نسخوں سے بحث کرینگے جو دماغی کیفیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ بعض لوگوں کا یہ مفروضہ ہے کہ ایک نوجوان شخص بھی ایک معقول اور ذمہ دار انداز میں ان نسخوں کو استعمال کرنا سیکھ سکتا ہے۔ بہرحال یہ مفروضہ انسانی جدید دماغ (Neo Cortex) کی اس صلاحیت کے بارے میں مبالغہ آمیز تخمینہ ہے جو آزاد خیالی بخشنے والی ادویہ سے پیدا شدہ کیمیائی تحریک پر غالب آسکے

Marfat.com

اور جو پرانے ابتدائی دماغ کے اعصابی نظام کے اندر خوشی پیدا کرنے والے مراکز میں واقع ہوتا ہے۔ اس مفروضہ کے مطابق آج کا ترقی یافتہ انسان تخلیقی حقوق کے ساتھ اپنے جسم اور دماغ پر حکومت کرنے والا بادشاہ بن گیا ہے۔ یہ بھی قبول کیا گیا تھا کہ بچوں کو یہ سکھانا چاہیئے کہ وہ ان دوائی نسخوں کے ساتھ اچھے روابط کو کسطرح فروغ دیں اور کسی مشکل صورتحال سے دوچار ہوئے بغیر کسطرح نشہ سے شوق کریں۔ یہ مفروضات ظاہر ہے کہ خام خیالی پر مبنی ہیں کہ انکی مذمت کئے بغیر ذمہ دار ماحول میں خوشی حاصل کرنے کے لئے مشروبات کے استعمال کا ہمیں مشورہ دیا جائے۔ یہ بات نا قابل یقین ہے کہ دماغی امراض کے دو ماہر پروفیسروں نے ۱۹۸۳ء میں یہ لکھا کہ کوکین کی عادت مٹر استعمال کرنے سے زیادہ نہیں۔ ایسے ہی بیانات کا نتیجہ ہے کہ بچوں کو خود اعتمادی حاصل ہوتی ہے اور ایسی بری عادتوں کو اپنانے کی راہ میں انکی حوصلہ افزائی بھی ہوتی ہے۔ شراب نوشی کی عادت سے محفوظ زندگی ایک طول طویل اور دشوار طریقہ ہے جسکے اکثر مایوس کن نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ کامیابی کی شرح ۵۰ فیصد سے زیادہ نہیں۔ ایک نشہ باز دماغ ان لاکھوں اشاروں سے نہیں نپٹ سکتا جو کسی فرد کو اسکے ماحول میں خبردار اور کارکرد بناتے ہیں۔ صرف پرانے دماغ ( LimbicSystem ) کو ڈھانکنے والے نئے دماغ ( Neo-Cortex ) کی تربیت اور مشق کے ذریعہ ایک بچے یا نوجوان کو لطف اندوزی سے فوری دست بردار ہونے پر راضی کیا جاسکتا ہے۔ تاکہ دوامی انعامات سے سرفرازی ہوسکے۔ تعلیم کا مقصد بھی تو اسی سے ہم آہنگ ہے۔ اس لعنت کے استعمال سے برآمد ہونے والے نتائج خرابی صحت سے کہیں زیادہ ہیں جو خاندانوں اور معاشرہ کی ضرر رسانی، زراعت کے طریقوں میں تبدیلی اور غیر قانونی شراب کے کاروبار میں مشغول مالی مفادات سے پیدا شدہ جرم و تشدد کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ بہرحال انسان اب زندگی کے ایسے تیز رفتار دور میں داخل ہوگیا ہے کہ جہاں طعام کے اوقات میں موقتی غذا کے طور پر ایسے مسکرات کا استعمال کیا جاتا ہے جو وبال جان اوقات کو مسرت بخش

Marfat.com

یادگار مواقع میں تبدیل کر دیں ۔ اگر مسکرات کے استعمال کو سماجی بیماریوں کا پیمانہ تصور کیا جائے تو ہمیں چاہیے کہ سماج میں ایسی بیماریوں کا سدباب کریں نہ کہ پر امن رہنے کے بہانے آئے دن دماغ پر اثر انداز ہونے والے نئے نئے نسخے ایجاد کرتے رہیں ۔ وہ بھی ایسے جو کئی پیچیدہ نسخوں پر مبنی نو سکھ دواسازوں کی جانب سے چند گم نام تجربہ خانوں میں تیار کئے گئے ہوں ۔ مسکرات اور مسکرات کے مالکوں کی یہ ایک نئے طرز کی غلامی ہے ۔ جس نے ہم میں کچھ لوگوں کو خصوصاً ہمارے بچوں کو احساس برتری کے ایک نئے مذہب سے دوچار کر دیا ہے جبکہ شعور ، وقت اور فاصلہ نے وہ ترجیح حاصل کر لی ہے جس سے امن و سکون ، اور شعور و احساسات میں وسعت اور اپنے بارے میں وسیع معلومات کے حصول کو فروغ ملتا ہے ۔ دیگر مسکرات ایک " کائناتی احساس " کے متقاضی ہوتے ہیں جسکے باعث ساری کائنات کے ساتھ خالق اعلیٰ کے ساتھ اور ساری مخلوقات کے ساتھ وحدانی وجود کی کیفیت پیدا ہوتی ہے ۔ امریکہ ، غیر قانونی مسکرات کا سب سے بڑا صارف ہے ۔ امریکہ میں ۶۰ فیصد تعلیم ثانوی کے طلبہ کی جانب سے ناجائز مسکرات کے استعمال کئے جانے کی اطلاع ہے ۔ ۱۹۸۶ء میں نیویارک میں ضبط کردہ نمونوں کے منجملہ زائد از ۸۰ فیصد میں امتحان کے بعد زیادہ تر کوکین پر مشتمل ناجائز مسکرات کے مثبت نتائج پائے گئے ۔ عام طور پر استعمال کئے جانے والے چند مسکرات کا ذیل میں تذکرہ کیا جاتا ہے ۔

مریجونا ( MARIJUANA ) کہا جاتا ہے کہ مریجونا کا لفظ پرتگالی زبان کے لفظ " Marijuango " سے ماخوذ ہے جسکے معنی ہیں نشہ آور ۔ تفریحی اغراض کے لئے (Cannabis) کو استعمال کیا جاتا ہے ۔ وقت کے احساس میں تبدیلی لائی جاتی ہے تاکہ مضمون موسیقی کی دھن سے ہم آہنگ ہو سکے اور جاز بجانے والے اور ان کے سامعین Cannabis کے استعمال کی ایک یہ وجہ ہو سکتی ہے۔ اس میں اصل کارفرما عنصر THC یعنی (Tetrahydrocannibol) ہوتا ہے۔ THC جسم کی چربی کے ذخیروں میں جمع ہو جاتی ہے جس کا اس مسکر کے آخری استعمال سے کئی

Marfat.com

ہفتوں یا مہینوں بعد بھی ان میں پتہ لگالیا جاسکتا ہے ۔ بھنگ میں کم طاقت ( "01% THC ) گانجہ میں متوسط طاقت ( 0.5% THC ) چرس میں جو حشیش بھی کہلاتی ہے زیادہ طاقت ( 5-20% THC ) اور روغن حشیش میں تو سب سے زیادہ طاقت ( "20-70% THC ) ہوتی ہے ۔ مریجونا شراب کی طرح سکون بخش خواب آور خیال کی جاتی ہے ۔ لیکن سچ پوچھئے تو "Cannabis" کو مسکر ہرگز قرار دینا نہ چاہئے کیونکہ وہ پھیپڑوں ، دماغ ، قوت مزاحمت اور تولیدی نظام کو ضرر پہنچاتا ہے ۔ مریجونا کا استعمال قلب کی شرح حرکت کو بڑی حد تک بڑھا دیتا ہے اور Conjunctiva کو شدید سرخ کردینے کا سبب بنتا ہے جو مریجوانا کے استعمال کی ایک یقینی علامت ہے۔

چونکہ مریجوانا سے شراب کی طرح جسم پر ایسی نوعیت کے اثرات مترتب ہوتے ہیں اسلئے موٹرراں افراد ( Drivers ) حادثات کا ارتکاب کرتے ہیں جو انکی قوت فیصلہ ، کارکردگی ، بریک لگانے کے لئے درکار وقت وغیرہ میں غلط اندازوں کا نتیجہ ہیں۔

اسلئے کہ جسم کی چربی میں خصوصاً جگر ، پھیپڑوں اور خصیوں میں THC کا داخلہ ہوجاتا ہے اور نسبتاً آہستہ دفع ہوتا ہے جس کے باعث ان اعضاء کو بڑا نقصان ہونے کا اندیشہ رہتا ہے ۔ جسم کی چربی میں جمع شدہ THC کا بڑا ذخیرہ کارکردگی میں خلل انداز ہوجاتا ہے جو آخری بار مسکر کے استعمال کے بعد سے مستحکم ہوتا ہے ۔ مریجوانا کا استعمال Amotivational syndrome پیدا کرنے کا سبب بن جاتا ہے جسکا اثر یہ کہ خواہش اور تحریک مفقود ہوجاتی ہے۔

LSD یہ بوجھی ، ہڈیوں کے مغز ، سڑے گیہوں کے گودے' دانوں کا بکدہ اور بعض صبح میں چمکنے والے پودوں سے ملاکر بنائی جاتی ہے ۔ اسکے ابتدائی اثر کی علامت یہ ہے کہ انسان نہایت جذباتی بن جاتا ہے اور ایک معمولی سی بات ، ایک زوردار قہقہہ یا آہ و بکا کے المیہ کا پیش خیمہ ہوجاتی ہے ۔ قوت تخیل اپنی منطق کھو بیٹھتی ہے ۔ اسکے شوقین مقدس مذہبی صورتوں ، اور بدلتے ہوئے رنگ اور کمرہ میں موجود اشیاء کی شکلوں کو دیکھنے کے دلدادہ ہوتے ہیں ۔ دوران شوق اصلی اور جعلی میں امتیاز کرنے

Marfat.com

کی صلاحیت سے محرومی کے باعث LSD استعمال کرنے والے اکثر افراد جادو میں یقین رکھتے ہیں۔ اپنے خود مذہب سے ہٹ کر LSD کے شوق کے دوران مذہبی تجربہ کا ایک مختلف احساس پیدا ہوتا ہے تاکہ چار بنیادی سوالات کے جوابات دیئے جاسکیں۔

(ا) کائنات کو چلانے والی عظیم طاقت کونسی ہے؟

(ب) حیات کی حقیقت کیا ہے؟

(ج) انسانی مقدر میں انسان کا کردار کیا ہے؟ (د) خود میرا کیا حصہ ہے؟

LSD کے اثرات دس تا سولہ گھنٹوں کے عرصہ میں بتدریج دفع ہونے لگتے ہیں۔ مسلسل استعمال سے Psychosis واقع ہوسکتا ہے۔ سب ہی Hallucinogens جسم پر تقریباً یکساں اثرات ڈالتے ہیں اسلئے اکثر گلی کوچوں میں پینے کا شوق کرنے والے مغالطہ میں LSD یا PCP یا دیگر اسی طرح آسانی سے تیار کردہ مسکرات جیسے DMT یا STD خریدتے ہیں۔

Mescaline اسکا تعلق بھی LSD سے ہوتا ہے۔ یہ شمالی امریکہ کے مقامی امریکن گرجا گھر میں ہندوستانیوں کی جانب سے انجام دی جانے والی ایک روایتی رسم ہے جس میں برادرانہ شفقت، اعلی اخلاق اور شراب سے اجتناب کی نصیحت کی جاتی ہے۔ اس مسکر کے استعمال سے پہلے تو ایک طرح کا سکون اور اطمینان نصیب ہوتا ہے جسکے بعد نظروں میں لغزش کے ساتھ مختلف خوشنما رنگین روشنیاں نمودار ہوتی ہیں پہلے ہندسی شکلیں پھر مانوس مناظر اور چہرے اور ان کے بعد غیر مانوس مناظر اور اشیاء دکھائی دیتی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اسطرح وہ اپنی اور اپنے اسلاف کی روحوں سے رابطہ پیدا کر رہے ہیں۔ یہاں قرآن مقدس (۱۷/ ۶۰) میں بیان کردہ ایک عذاب سے دوچار درخت زقوم کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ "وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْآنِ (۱۷/ ۶۰) یعنی" اور وہ درخت کہ جس پر قرآن میں لعنت ہے۔" یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ زقوم کا درخت گناہگاروں کی غذا کا کام دیگا۔

Marfat.com

"اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ" پ۲۵/ ۴۳' ۴۴) "بیشک زقوم کا درخت گنہگاروں کا خوراک ہے"۔ ممکن ہے قرآن پاک میں جس درخت کو زقوم کے نام سے یاد فرمایا گیا ہے وہ ( Mescalin ) دینے والے درخت ہی کا نمونہ ہو۔

Psilacybin میکسکو میں واقع دلدلی علاقوں میں اگنے والے پودوں سے حاصل کی جاتی ہے اب یہ سڑکوں پر ایک نفسانی شوق کے طور پر Psylocibin استعمال کی جاتی ہے۔

D.M.T جو ( Dimethyl trypatamine ) کا مخفف ہے۔ یہ اپنی ہئیت ترکیبی میں Psilocybin کی طرح مسکر ہے جس پر "The Businessman's Trip" کا لیبل لگا رہتا ہے کیونکہ وہ تین یا چار منٹ کے اندر اندر ہیجان پیدا کرتا ہے اور یہ کیفیت کوئی ایک گھنٹے میں دفع ہوتی ہے۔ ابتداء میں جنوبی افریقہ کے جزائر کارین میں پائی جانے والی پھلی کے بیج سے DMT کو تیار کیا گیا۔

P.C.P جو ( Phencycludine Hydrochloride ) کا مخفف ہے اور یہ امریکہ میں ایک مقبول مسکر ہے جو فرشتہ کے غبار ( Angeldust ) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ زیادہ تر اسکو حیوانات کی افزائش نسل اور علاج حیوانات میں بے ہوش کرنے والی دوا کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ناخوشگوار محرک، خواب آور اور سکر کی خصوصیات کا حامل ہونے کے باوجود گلی کوچوں کی مارکٹ میں اس کا وجود برقرار ہے۔ اسکے استعمال سے کئی اموات کا پتہ چلا ہے۔

Amphetamines اسکو "Speed" کہا جاتا ہے۔ یہ چھوٹی گولیوں کی شکل میں ہوتی ہے اور مرکزی اعصابی نظام پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اگر اسکا انجکشن دیا جائے تو بعد میں مسلسل کئی دن تک وہ بلا کسی ردو بدل کے پیشاب سے خارج ہوتی رہتی ہے۔ یہ دماغی اور جسمانی اصلاح میں اضافہ کا احساس پیدا کرتی ہے "Thalamus" دماغ میں گویا ایک کھٹکوں کا تختہ ہے پیامات کی آمدورفت اسی حصہ

Marfat.com

سے متعلق ہے۔ اسکے اندر واقع Hypothalamus میں خوشی اور رنج کے علاقوں کی طرح بھوک اور شکم سیری کے بھی علاقے موجود ہوتے ہیں اسکی گولیاں شکم سیری اور خوشی کے مراکز پر عمل آور ہوتے ہیں۔ Amphetamines سے ( B.P. ) خون کے دباؤ، کھانسی کی تحریک، آنتوں کے آرام اور خاص غدوددوں میں ہیجان پیدا کرنے کے عمل میں اضافہ ہوتا ہے۔ دباؤ میں معمولی کمی، تھکاوٹ کو دور کرنے، چند گھنٹوں تک بیدار رہنے، بچوں کے برتاؤ کے مسائل اور قلیل وقفہ کے لئے ذائقہ میں کمی وغیرہ کے علاج کے طور پر اسکو استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے قوت باہ میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

KHAT KHAT ۔ Khat چبانے کا طریقہ کینیا، متحدہ عرب امارت اور یمن میں پایا جاتا ہے۔ چونکہ وہ تازہ تازہ پتے اور پھول کے بونڈے ہوتے ہیں جو چبائے جاتے ہیں۔ جن علاقوں میں اسکی پیداوار ہوتی ہے وہیں اسکا رواج عام ہے۔ Khat کو گھروں میں منعقد سماجی تقاریب کاروباری گفتگو کے دوران اور عموماً دوپہر کے طعام کے بعد چبایا جاتا ہے۔ بستر پر آرام کرتے وقت تک اسکی کیف آوری ختم ہوجاتی ہے۔ بعض ٹرانسپورٹ کے ڈرائیور بھی کئی گھنٹے طویل ڈیوٹی کے دوران اپنے کو بیدار رکھنے کے لئے بھی اسکا استعمال کرتے ہیں۔ اسکے زیادہ استعمال سے جنسی خواہش کم ہوجاتی ہے۔ کام میں دلچسپی کا فقدان اور بے اعتنائی کا سلوک اسکے استعمال کے اثرات ہوتے ہیں۔

STP ۔ Scientifically Treated Petroleum کا مخفف ہے Serenity Tranquility & Peace سے بھی عبارت ہے جسکے معنی ہیں اطمینان، سکون اور امن۔

MDMA ۔ MethylenedioxyAmphetamine ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے وہ اپنے جذبات کا قریب سے جائزہ لے سکتے ہیں۔ ان کا نظریہ ہے کہ اس سے متعدد سوالات کا حل ممکن ہے جیسے وجود کے لئے کسی کا استدلال اور

Marfat.com

خالی کی تلاش وغیرہ جو وقت گزاری اور غور و فکر کے سوا کچھ نہیں جس کے امید افزا نتائج نہیں۔ بہرحال وہ اعصابی نظام کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

COCAINE ایک اور ہیجان پیدا کرنے والی چیز جو اب عام طور پر استعمال کی جانے لگی ہے اور کئی علاقوں میں جسکا استعمال تشویش کا باعث ہے وہ ہے کوکین۔ مرکز اعصاب میں ہیجان پیدا کرنے میں یہ بہت قوی اور زود اثر ہے جو پیرو اور بولیویا میں پائی جانے والی جڑی بوٹی ErythroxylonCoca سے حاصل کی جاتی ہے۔ یہ سطح سمندر سے تقریباً پانچ ہزار فیٹ اونچائی پر واقع گرم وادیوں میں اگتی ہے۔ قدیم زمانہ میں مذہبی رسوم میں وجدانی کیفیت پیدا کرنے کے محرک کے طور پر کوکا کا استعمال کیا جاتا تھا۔ ایک ماہر نفسیات فرائیڈ ( Freud ) تو کوکین کے استعمال کا بڑا شوقین تھا اور اسکو ایک جادوئی نسخہ کا نام دیتا تھا۔ خالص کوکا کولا میں کوکا کے پتوں کا ہلکا ذائقہ شامل ہوتا ہے۔ کوکین ایک دولت مند شخص کا مشروب تھا کیونکہ وہ کم یاب ہونے کے سبب گراں قیمت ہوتا تھا۔ لیکن آج دنیا بھر میں فارمیسی کے طلبہ کی جانب سے تہ خانوں اور موٹر خانوں میں تیار کیا جاتا ہے یہ مقامات اب خفیہ لیباریٹریوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ کوکین اور اسی نوعیت کے دوسرے مسکرات سے ایک نئی قسم کی غلامی عود کر آئی ہے جسکی نظیر گذشتہ دو صدیوں میں نہیں ملتی۔

شمال مغرب، جنوبی امریکہ کے دیسی باشندوں کی طرف سے انکی تھکن اور بھوک دور کرنے کی غرض سے کوکا کے پتوں کو چبایا جاتا ہے۔ پہاڑی علالت کے علاج کے لئے کوکا کے پتوں سے تیار کردہ چائے استعمال کرائی جاتی ہے کوکا میں ( 0.5to1.5 ) فیصد کوکین شامل رہتی ہے۔ کوکا کا حلوا تیار کرنے کے لئے کوکا کے پتوں کو سلفیورک ترشہ، مٹی کے تیل یا گیسولین میں بھگویا جاتا ہے۔ جس سے وہ ایک بودار حلوے کی شکل اختیار کرلیتا ہے جو کولمبیا میں "Basucos" اور بولیویا میں "Pallidas" کہلاتا ہے۔

Marfat.com

خشک کردہ حلوا ۴۰ تا ۹۰ فیصد کوکین سلفیٹ پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ حلوا جیسی شئے خشک ہونے پر ایک ہلکے بھورے رنگ کے سفوف میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ تیزابی ردعمل، کوکا حلوے کے مقامی عمل کے ساتھ ملکر منہ، ناک یا رگوں میں دئے جانے والے (I.V.) انجکشن کے استعمال میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ وہ صرف تمباکو یا Cannabis جیسی احتراق انگیز شئے کے ساتھ ملاکر بطور سگریٹ پی جاسکتی ہے۔ موقتی طور پر وہ بے حد خوش مزاجی اور مرکزی اعصابی نظام کو تحریک دیتی ہے۔ نوجوانوں کی طرف سے اسکو سگریٹ کی طرح پیا جاتا ہے جسکے خطرناک نتائج برآمد ہوتے ہیں کیونکہ وہ خالص کوکین سے کہیں زیادہ بڑی لعنت ہے۔ کوکین (Coke, snow) میں ۹۰ فیصد کوکین ہائیڈروکلورائیڈ شامل ہوتا ہے کوکا حلوا ہائیڈروکلورک ترشہ کے باہمی تعامل اور مرکب کی صفائی کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے۔ گلی کوچوں کے بازار میں اسکو شکر Amphetamine یا کیفین کے ساتھ ہلکا یا جاتا ہے۔ کوکین کو بطور سگریٹ پیا جاسکتا ہے، بطور ناس لیا جاسکتا ہے یا انجکشن کی شکل میں بدن میں لیا جاسکتا ہے جس سے قابل لحاظ حد تک خوش مزاجی کو تحریک ہوتی ہے۔ اسکی ناس لینے سے ناک کے حصہ کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ کوکین کو بطور سگریٹ پینے کی ایک نہایت طاقتور شکل " Crack " ہے۔

کوکین ہائیڈروکلورائیڈ کو الکلائیڈ میں تبدیل کرنے کے لئے ایک قلی سے تعامل دیکر اسکو ایک محلل کے ساتھ اخذ کیا جاتا ہے۔ ناک کی اندرونی جھلی میں یا خون میں یہ باسانی حل نہیں ہوجاتی اس کو تقریبا ہمیشہ شیشہ سے بنائی گئی ایک پانی کی نالی میں بطور سگریٹ پیا جاتا ہے۔

۱۹۸۳ اور ۱۹۸۷ء کے درمیان ٹرنڈاڈ اور ٹوباگو میں کوکین کی لعنتی عادت اختیار کرنے والوں کی تعداد میں (۵۰۰) فیصد کا بے تحاشہ اضافہ ہوا ہے۔ کوکین سے اسکے استعمال کرنے والے شخص میں لطف اندوزی کا احساس، اعصابی طاقت اور دماغی توانائی میں غیر معمولی اضافہ ہوجاتا ہے اور احساس برتری کے آثار اور لاشعوریت

Marfat.com

کے قرائن نظر آتے ہیں۔ جسمانی انحصار تو نہیں البتہ شدید نفسیاتی اعتماد پیدا ہوتا ہے کیونکہ ترک کرنے کے آثار یا اجتناب کرنے کا جذبہ مفقود ہو جاتا ہے۔

**افیون اور ہیروئن**۔ افیون دراصل خشخاش کے پودوں کے خام بیجوں سے اخذ کیا ہوا کچا رس ہوتا ہے۔ یہ خاص طور پر کینسر کے انتہائی درد کی صورت میں تسکین بخش یا خواب آور دوا کے طور پر دیا جاتا ہے۔ افراد (مثلاً نظام حیدرآباد) اور اقوام (مثلاً چین) بڑی طاقتوں کی جانب سے اسکا چسکا دلانے کی وجہ سے افیون کے عادی ہو گئے تھے۔

المختصر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو امتناعی ادویہ کے باب میں مصلح اعظم کہا جاسکتا ہے کیونکہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے اعلان کے ذریعہ شراب اور دیگر مسکرات پر امتناع عائد فرمادیا نیز بعض چیزیں کھانے پر بھی ممانعت فرمائی اور اسطرح بے شمار خاندانوں کو پستی، آفت اور ہلاکت سے بچادیا۔

Marfat.com

## ۷۹

# وقت TIME

اللہ تعالیٰ نے وقت کو پیدا فرمایا اور ہر فرد کے لئے وقت کا ایک خاص حصہ مختص فرمادیا تاکہ وہ لافانی آخرت کی تیاری کے لئے اس دنیا میں کچھ کر سکے۔ اس معینہ وقت کے دوران ہمیں اس بات سے آزمایا جاتا ہے کہ زندگی کی ہماہمی میں خواہ مکان پر ہو یا گلی کوچوں میں یا پھر کام کرتے وقت ہر موقع و محل پر ہم اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے سے کس قدر زیادہ وقت صرف کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہماری زندگیوں میں شروع سے آخر تک اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے چند امتحان، چند رکاوٹیں اور چند مزاحمتیں پیدا کر رکھی ہیں تاکہ زمین پر رب کی نمائندگی کے لئے ہم اپنی حقیقی قدر و صلاحیت کا یہ اندازہ و امتحان کر سکیں کہ جو کوئی کامیابی سے ہمکنار ہو وہ آخرت میں حزب اللہ (اللہ کی جماعت) میں شامل ہو جائے گا۔ "یہی لوگ اللہ سے بے حد قریب ہونگے" (ق ۵۶ / ۱۱)۔

اللہ تعالیٰ نے وقت کے مختلف معیارات بنائے ہیں۔ زمین کا وقت مثلاً ہمارے کرۂ ارض کا ایک دن ستاروں میں سے اس ستارے کے وقت سے مختلف ہوگا جو ہماری اس زمین سے کروڑوں گنا بڑا واقع ہوا ہے۔

وقت ایک بہت ہی قیمتی جنس ہے کیوں کہ ہر لمحہ ہم اسے کھوتے جاتے ہیں۔ ہماری دولت کا صرف ۲٫۵ فی صد حصہ بطور زکوٰۃ ضرورت مندوں میں تقسیم کرنا ہم پر فرض قرار دیا گیا ہے اور یہ تو کم سے کم خیرات ہوئی جسکی ادائی ہم پر لازم ہے۔ اسی طرح ہمیں چاہئے کہ روزانہ ہمیں میسر ۲۴ گھنٹوں کا ۲٫۵ فی صد وقت بھی ہم اللہ کے لئے وقف کردیں جو قریب ۳۶ منٹ کا وقت ہوتا ہے اور یہی وقت ہماری روزانہ پنج وقتہ فرض نمازوں کی ادائی کے لئے درکار جملہ وقت کے برابر ہے۔

وقت خدا کا عطا کردہ ایک لاقیمت تحفہ ہے جسے ہمیشہ عزیز رکھنا اور اس سے بھر

Marfat.com

پور استفادہ کرنا ہم پر لازم ہے کیوں کہ ہر گزرا ہوا لمحہ واپس نہ آسکتا ہے اور نہ کبھی آئے گا۔ ہر وقت جب کوئی دریافت کرتا ہے کہ اب کیا وقت ہے تو اسکا جواب مختلف ہی ملا کرتا ہے۔ یہ واضح کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ دو دنوں کے اندر اندر آنے والا کل (Tomorrow) جاکر گزشتہ کل (Yesterday) ہوجاتا ہے۔ زندگی کئی سانسوں کے ایک مجموعہ کے سوا کچھ نہیں اور انسان کی کوئی بھی سانس آخری سانس ہوسکتی ہے۔

قرآن حکیم کی سورۃ (۱۰۳) کی پہلی اور دوسری آیات زمانہ سے متعلق ہیں جس کا عموماً ترجمہ دن کا طلوع، دوپہر یا غروب کا وقت کیا جاتا ہے۔ اسکی تعبیر یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ ہماری زندگی کی دوپہر کے وقت (جبکہ ہماری آنکھیں بند ہونے کے قریب ہوں) یقیناً انسان خسارہ میں ہے۔

اگر ہم ہر (۲۴) گھنٹوں میں (۸) گھنٹے سویا کریں اور انشاء اللہ ہم (۷۰) سال تک زندہ رہیں تو اسطرح اپنی زندگی تمام میں آنکھ سے ایک پلک کھولے بغیر ہم (۲۳) برسوں تک سوتے ہی رہینگے اب باقی بچ رہے (۴۷) برسوں میں سے اگر ہم ان برسوں کی تعداد کو بھی منہا کردیں جنھیں ہم پہلے ہی گزار چکے ہیں اور اللہ کی مقرر کردہ ضروریات زندگی جیسے طعام لباس، تعلیم سفر، روزگار اور دکھ درد میں آئندہ صرف ہونے والے ہیں تو اپنے میں کمال پیدا کرنے اور روحانی بالیدگی حاصل کرنے کے مقصد سے اللہ تعالیٰ کے لئے اگر ہم اوقات مختص کرنا چاہیں تو ہمارے لئے بہت ہی کم وقت بچ رہ سکے گا۔ اس کا اندازہ لگایا گیا ہے کہ روزانہ کروڑوں مسلم انسانی گھنٹے صرف بے کار گپ شپ میں ضائع کردیئے جاتے ہیں۔ اس کے بجائے سائنسی مواد کے باہمی تبادلے کے بشمول قیمتی موضوعات پر مذاکرات و مباحثات، عالم اسلام کے لئے آج وقت کی ایک اہم ترین ضرورت ہے۔

ایک بار کسی فلسفی نے کہا تھا کہ وقت کے سوا ہم کسی چیز کے حقیقی

Marfat.com

مالک نہیں۔ حتی کہ جس کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا اس کے پاس وقت ضرور ہوا کرتا ہے۔ آئیے ہم اپنی یاد داشت کو تازہ کریں کہ وقت ہمہ پہلو مقاصد کی تکمیل کرتا ہے۔ وقت پرواز کرتا ہے، وقت آگے قدم بڑھاتا ہے، وقت سارے زخموں کو مندمل بھی کرتا ہے۔ وقت تیز رفتاری سے دوڑتا بھی ہے، وقت بات کرتا ہے، وقت بیزار بھی کرتا ہے۔ وقت اور موسم کسی کا انتظار نہیں کرتے۔ وقت کی دوڑ میں اگر آپ بھی اس کا مقابلہ کریں تو وقت ہی جیت جائے گا۔ انسان وقت کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن بالآخر وہ اپنے خود ہی کا خاتمہ کر بیٹھتا ہے۔ ایک فرض شناس اور اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے والا شخص ہمیشہ مصروف ہی رہتا ہے کیوں کہ وہ اپنے کاموں کی تکمیل میں وقت ہی کو وسیلہ بناتا ہے۔ ایک کاہل شخص تو کہتا ہے کہ اس کے پاس وقت ہی نہیں ہے۔

اوقات بدل سکتے ہیں اور اسکے ساتھ دنیا بھی بدل سکتی ہے۔ جب میرے دادا جان پیدا ہوئے تھے تو دنیا چپٹی تھی۔ میرے ابا جان نے مجھ سے کہا کہ دنیا گول ہے۔ بہر حال جب میں پیدا ہوا تو میں نے دنیا کو ٹیڑھی شکل میں پایا۔ اگر ہم اپنے کو بنی نوع انسان کے لئے مثالی نمونہ خیال کریں تو ہم ان کے لئے کم سے کم اتنا کر سکتے ہیں کہ انھیں یہ بتادیں کہ دنیا بہر حال اتنی ٹیڑھی یا پیچیدہ نہیں ہے۔ اور مسلمانوں کا ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو سیدھے راستہ یعنی صراط مستقیم پر گامزن ہے۔ دوسرے فرقوں کے لئے مثالی نمونہ بننے کے لئے ہمیں چاہیے کہ ہمیشہ اور ہر وقت سیدھے راستہ پر ہی قائم رہیں تاکہ دوسرے لوگ اسکی گواہی دیں، اس کی ستائش کریں اور اسلام قبول کریں۔

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے ہمیں ہدایت دی ہے کہ زمانہ کو برا مت کہو (بخاری جلد ۸ صفحہ ۱۴۰)۔ اب جو زندگی ناقابل لحاظ ہے وہ آخرت میں یقیناً لائق احتساب بن جائے گی۔ ہمیں چاہئے کہ بار بار وقت بر وقت محنت کرتے

Marfat.com

ہوئے ایسا میدان فراہم کریں تاکہ ایک ایک انچ کے فاصلہ پر ہر قسم کی برائیوں کا سد باب کیا جاسکے۔ ہمیں اس پر نظر رکھنی چاہئیے کہ کل کے لئے ہم نے پہلے ہی سے کیا بھیج رکھا ہے۔ " تم اپنی جانوں کے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤگے ( ق ۲/۱۱۰) "۔

ہم میں سے بہت سوں کا یہ خیال ہے کہ جب ہم مر جائینگے تو اپنی قبروں میں کروڑوں برسوں تک ہم آرام کے ساتھ پناہ گزیں رہینگے حتی کہ اللہ تعالیٰ قیامت قائم فرمائیگا اور پھر ہم سب اپنے ہاتھوں میں اپنے اپنے اعمال نامے لئے ایک لاتمناہی قطار میں شامل ہو جائینگے۔ دراصل ایسا ہرگز نہیں۔ آئیے دیکھیں کہ قرآن پاک میں اللہ عز و جل کیا فرماتا ہے۔

(ا) "گویا کہ وہ دن کی ایک ساعت کے لئے ہی ٹھہرے رہے" (ق ۱۰ / ۴۵ )

(ب) " جس دن وہ دیکھیں گے کہ گویا صرف ایک شام یا اس کے دن چڑھے تک ٹھہرے رہے" (ق ۷۹ / ۴۶ ) ادھر ہم دنیا میں آنکھیں بند کرتے ہیں اور ادھر فوراً بعد روز قیامت سے سابقہ ہوتا ہے۔ اسکی وضاحت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

وقت کا تصور، شعور کی سطح پر گردش کرتا رہتا ہے۔

۱) اگر ہم کسی تکلیف میں مبتلا ہیں اور گھڑی کی طرف دیکھتے ہیں تو ہم وقت کا ہر لمحہ مشکل سے کٹتا محسوس کرتے ہیں اس کا سبب یہ کہ ہم اپنی تکلیف اور اپنے ماحول سے باخبر ہوتے ہیں۔

۲) کئی نشہ آور اشیاء کا استعمال وقت کے احساس میں تبدیلی پیدا کر دیتا ہے۔

۳) فرض کیجئے کہ ہم بے ہوش کرنے والی کوئی عام دوا (کلوروفارم یا ہیلوتھین) دے کر آپ میں دس گھنٹوں کے لئے گہری نیند کی کیفیت پیدا کر دیں۔ پھر جب بے ہوشی کے ختم پر آپ اٹھ بیٹھیں اور ہم آپ سے پوچھیں کہ آپ کتنے

Marfat.com

وقت تک سوتے رہے تو آپ کا جواب غالباً یہی ہوگا کہ " بمشکل پانچ منٹ "

۴) ایک ایسا شخص جو چند دنوں کے لئے غشی ( COMA ) کی حالت میں رہنے کے بعد صحت مند ہو چکا ہو اس سے دریافت کیجئے کہ وہ کتنے وقت تک سوتا رہا تو وہ یہی کہے گا کہ " میں تو بالکل سویا ہی نہیں " یہ سب محض غشی کی مدت کے دوران شعور کی سطح کی گہرائی کا نتیجہ ہے۔

۵) اسی طرح موت بھی غشی کی یا لاشعوری کی سب سے گہری شکل ہے۔ وہ شخص جو مرنے کے بعد قیامت کے دن اٹھایا جائے گا اسکو بھی اس دنیا میں بیتے کروڑوں برس کا عرصہ مشکل سے ایک سکنڈ کے برابر دکھائی دے گا۔ اگر ہم اس دنیا اور روز قیامت کے درمیان واقع ہونے والے عرصہ کو برزخ قرار دیں تو پھر اس کرۂ ارض پر حالت برزخ میں بیتے کروڑوں برس بھی ایک مردہ شخص کے لئے صرف ایک معمولی جھپکی یا اونگھ جیسی محسوس ہوگی۔

Marfat.com

# صیام یعنی اسلامی روزہ کے روحانی اور طبی فوائد

روزہ ایک عالمی معمول ہے جسکی حمایت دنیا کے سب ہی مذاہب کی جانب سے کی جاتی ہے جن میں تقابلی طور پر ایک دوسرے سے کم یا زیادہ پابندیاں ہوا کرتی ہیں۔ غلط فہمی کی بنا پر اسکو محض فاقہ کشی یا پھر نفس کشی اور رہبانیت کا عمل خیال کیا جاتا ہے۔ لہذا ہماری جانب سے "صیام" کیلئے ( Fasting ) کے لفظ کا استعمال موزونیت نہیں رکھتا۔ اس مضمون میں اسکو اسلامی روزہ ( Islamic Fast ) کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔

دراصل صحت مند اور عاقل اشخاص کی جانب سے اللہ کی ایک خاص عبادت کا نام "صَوْم یا صِیَام" ہے جن میں ایک مخصوص مدت یعنی اسلامی جنتری کے نویں قمری خاص ماہ رمضان المبارک کیلئے مخصوص پابندیوں جیسے کھانے پینے اور جنسی تعلقات سے باز رہنا لازمی ہے۔ حسب ذیل زمروں کو روزہ رکھنے سے چھوٹ دی گئی ہے۔

ا) کمسن، ضعیف عمر رسیدہ اور مجنون اشخاص۔

ب) حائضہ، حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین جنھیں، ماہ رمضان کے بعد کے مہینوں میں جیسے ہی وہ اس قابل ہوں، اپنے چھوٹے ہوئے روزوں کو جلد از جلد قضا کر کے تلافی کر لینا چاہیے۔

ج) مسافروں کو بھی روزہ ملتوی کر کے بعد میں اسکی قضاء کرنے کی سہولت دیگئی ہے۔

د) ایسے اشخاص کو بھی چھوٹ ہے جو کچھ ایسے امراض کے شکار ہیں جن کا نتیجہ ( episodichypoglycoemia ) یا خون کی شکر میں انحطاط جیسے (Insulinomas ) یا

Marfat.com

بعض پیدائشی (Metabolism) کے نقائص جیسے گلوکوز ۶۔ فاسفیٹ یا فرکٹوس ۱ اینز ۶ ڈائی فاسفیٹ وغیرہ کی قلت ہوا کرتی ہے۔

**صامت الشمس** : لفظ "صیام" کے دوسرے معنی بھی ہیں جیسے "صامت الشمس" کا معنی ہے کہ سورج آسمان میں اپنی پوری بلندی پر پہنچ چکا ہے۔ صوم سے مراد زبان کا روزہ بھی ہے جیسا کہ (ق ۱۹/ ۲۷) میں ارشاد ربانی ہے۔

هٰذَا كَلَامٌ يُفَطِّرُهُ الصَّوْم یعنی "یہ وہ گفتگو ہے جو روزہ کو توڑ دیتی ہے"

اسلامی روزہ کے دوران روزہ دار پر لازم ہے کہ وہ غیر اخلاقی بات چیت، بہتان طرازی، جھوٹ اور غیبت سے بالکل احتراز کر لے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ اگر کوئی روزہ دار جھوٹے قول و فعل سے پرہیز نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اسکے بھوکے اور پیاسے رہنے کی ضرورت نہیں۔

نیز دوسری حدیث شریف میں ہے "بہت سے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں کہ انھیں روزہ سے بھوک اور پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو رات بھر عبادت میں قیام کرتے ہیں مگر انھیں بے خوابی کے سوائے کوئی فائدہ نہیں ملتا۔ صوم کے اصلی معنی ہیں "آرام لینا"۔ ہم (gastro intestinaltract) ہضمی اعضاء اور زبان کو آرام دیتے ہیں جو اسلامی روزہ کی اہم خصوصیات ہیں۔ واضح باد کہ غذا کے ایک نوالہ کیلئے منہ سے طویل آنت یعنی (colon) تک پہنچنے درکار عبوری وقت تقریبا چودہ (۱۴) گھنٹے ہیں اور یہی چودہ گھنٹوں کا وہ وقت ہے جس کے دوران ہم روزہ رکھتے ہیں اور شکم یا ہضمی نظام تک کسی محرک کو روکے رکھتے ہیں۔ روزہ کے آخری ساعتوں کے دوران خون کی شکر کے انحطاط سے جو کمزوری اور ناتوانی پیدا ہوتی ہے اسکی تلافی مختلف جسمانی اعضاء کو حاصل ہونے والے طبی فوائد کے ذریعہ کی جاتی ہے (ملاحظہ ہو باب "روزہ کے طبی پہلو")

اسلامی روزہ اور فاقہ کشی کے درمیان بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ رمضان المبارک کا

Marfat.com

مقدس مہینہ ایک امتحان سے گذرنے کیلئے ایک سالانہ تربیتی وقت ہوتا ہے جس کے دوران وہ تمام جسمانی اعضائے محسوسہ باقاعدہ اور منظم ہوجاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمیں ان تقاضوں کی متوقع تکمیل کے ساتھ عطا کئے گئے ہیں جو اللہ کے نائب ہونے کی حیثیت سے ہم پر عائد ہوتے ہیں مثلاً

ا) زبان :- زبان ایک نہایت ہی شریف عضو ہے جسے پاک صاف رکھنا چاہئے اور اسکو غیبت بہتان تراشی، تمسخر، فحش کلامی، عیاری اور دروغ گوئی کیلئے استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ درحقیقت یہ سب باتیں روزہ کے تقدس کے منافی ہیں اور ان سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے۔ وہی زبان جو برائی عام کرنے کیلئے استعمال ہوسکے بجائے اسکو نیک مقاصد کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ موخرالذکر اس نیک مقصد کو خیرات بھی کہا جاتا ہے جس میں دوگنا فائدہ ہے۔ اسطرح ہم کچھ کھوتے تو نہیں بلکہ اسلئے بہت کچھ حاصل کرتے ہیں۔ اسی زبان کے ذریعہ ہم فساد اور قتل و خون کے اسباب پیدا کرسکتے ہیں اور اسی زبان کو کام میں لاکر ہم افراد یا خاندانوں میں امن و امان پیدا کرسکتے ہیں اور ہزاروں گھروں میں رہنے والوں کی زندگیوں کو ہم خوشیوں سے ہمکنار کرسکتے ہیں۔ اسلام کے معنی ہیں امن۔ زمانۂ صیام کے دوران نادانستہ طور پر زبان سے کی گئی فضول و بدکلامی کے کفارہ کے طور پر ہم ختم رمضان المبارک پر صدقۂ فطر ادا کرتے ہیں جسکا خاندان کے ہر فرد کی جانب سے بطور خیرات دینا لازمی ہے۔ صدقۂ فطر ہر صاحب نصاب و استطاعت مسلمان پر واجب ہے۔ اگرچہ مسلمان حتی الامکان کوشاں رہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ خداترس اور پرہیزگار رہیں لیکن پھر نادانستہ اور غیر ارادی طور پر غلطیاں سرزد ہوسکتی ہیں اور صدقہ فطر جیسی خیرات کے ذریعہ رمضان المبارک میں کی گئی لسانی خطاؤں کی تلافی ہوجاتی ہے۔

(ب) ہاتھ :- اسی ایک ہاتھ کے ذریعہ ہم کسی بیوہ یا یتیم کی رقم کو ہڑپ کرسکتے ہیں اور اسی ہاتھ سے ہم ان کی دستگیری بھی کرسکتے ہیں۔ عطا و بخشش اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

صفت ہے اور مانگنا یا لینا ایک بندہ کا شیوہ ہے ۔ انسان ترقی کرنے میں اسی وقت کامیاب ہوتا ہے جبکہ پہلے وہ اس نعمت کو حاصل کرتا ہے جسکا وہ مستحق ہے اور اسکے بعد وہ اپنی حاصل کردہ نعمت کو دوسروں میں بلا فرق و امتیاز تقسیم کرتا ہے ۔ اسی ہاتھ سے ہم اپنے سے کمزور کسی شخص کو مار گرا سکتے ہیں لیکن کسی غریب شخص یا بیوی کو مار کر زیر کر دینے کا نام طاقت نہیں ۔ طاقت تو یہ ہے کہ نیچے گرے ہوئے کسی شخص کو ہم سہارا دے کر اٹھائیں بقول شاعر :

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو جب ہے کہ گرتے کو تھام لے ساقی

ج) پاؤں :- یقیناً یہی وہ پاؤں ہیں جو ہمیں شراب خانوں ، نائٹ کلبوں ، اور دھابوں تک لے جاتے ہیں لیکن یہی پاؤں ہمیں مسجد یا یتیم خانہ یا کسی کی عیادت کیلئے دواخانہ تک جانے کا ذریعہ ثابت ہوتے ہیں ۔

د) دیگر اعضاء :- اس طرح ہمارے جسم میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے بطور امانت عطا کردہ دیگر حسی اعضاء کا بھی بیجا استعمال نہیں ہونا چاہئے مثلاً آنکھیں کسی بری چیز کو نہ دیکھیں ، کان کسی گپ شپ اور ناشائستہ مذاق کی باتیں سننے سے احتراز کریں ۔ پورے جسم کو قابو میں رکھنے والے دماغ میں صرف پاکیزہ خیالات اور نیک ارادے آتے رہیں جنسی عضو کا استعمال صرف جائز و حلال شریک حیات کیلئے ہو اور وہ بھی افطار کرنے کے بعد ۔

ماہ رمضان المبارک میں سحری کیلئے ہمیں صبح صادق سے پہلے بیدار ہونا پڑتا ہے ۔ صبح صادق سے عین قبل کھانا پینا موقوف کردیں ۔ ایسے ہی افعال سے دن تمام رکے رہیں اور غروب آفتاب ہوتے ہی شام میں بلا ارادہ افطار کریں ۔ صحت و تندرستی حاصل کرنے کا یہی مقررہ وقت ہے ۔ ماہ رمضان المبارک ہمیں اپنے معاملات اور اپنے اوقات میں منظم ، مستعد ہونے کا سبق اور تربیت دیتا ہے ۔

Marfat.com

افطار اور سحر کا بلا کم و کاست اصل مقررہ وقت اور اسکا ایک ایک لمحہ ہمیں جائز و ناجائز یا حلال و حرام کے درمیان خط فاصل کھینچنے کی تعلیم دیتا ہے۔ روحانی سیڑھی کے زینے طے کر کے بلندی حاصل کرنے میں یہ نظم و باقاعدگی روح کیلئے ایک اہم زینہ ثابت ہوتی ہے۔

روزہ رکھنے سے جسمانی تندرستی حاصل کرنے، صبر و تحمل کا جذبہ اپنانے، غصہ و غضب اور بدکلامی پر قابو پانے میں مدد ملتی ہے۔ ایک روزہ دار کو ایسے اعمال سے بچنا چاہیے جو ایک دوسرے کے جذبات کو مشتعل کرتے ہوں جیسے کسی عورت پر شہوانی نظریں ڈالنا، نفسانی خواہشات کے بارے میں سوچنا اور ایسی داغی عیاشی کرنا جس سے روحانی پاکیزگی کا مقصد مجروح ہو جائے۔ یہ ایک جانی مانی حقیقت ہے کہ درندوں کو وقتاً فوقتاً بھوکا رکھنے اور پھر حسن تدبیر کے ساتھ مقررہ وقفوں سے انھیں غذا دینے کے ذریعہ ان کو قابو میں رکھا جاسکتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی اپنے اندر موجود حیوانیت پر پورے ایک ماہ تک روزہ رکھتے ہوئے قابو حاصل کر سکتا ہے۔ اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ بیجا نفسانی خواہشات پر قابو حاصل کیا جائے۔ وہی انسان سچے معنی میں نیک اخلاق میں کمال حاصل کر لیتا ہے جو اپنی خواہشات کو اپنا غلام بنا کر جیسا چاہے کرنے پر قادر ہو۔ مہینہ بھر روزانہ طویل گھنٹوں کیلئے سخت پابندیوں اور جسمانی خواہشات کی عدم تکمیل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کو کڑی آزمائش میں مبتلا فرما دیتا ہے۔ اگر ہم اس امتحان میں کامیاب ثابت ہوں تو دیگر گناہوں سے بچنے کا ہم میں مزید حوصلہ پیدا ہوتا ہے اور ہمارے دماغ کی جانب سے ہمارے تحفظ میں برے اعمال کو فوراً اسی وقت مسترد کرنے کیلئے اکثر اور بار بار اشارے ملتے ہیں۔ درحقیقت ہمیشہ ہم کو ایسے چوکس کر دینے والے اشارے ملنے چاہیے کہ نہ کوئی بری بات کی طرف نظر کریں، نہ بری بات سنیں، نہ بری بات زبان پر لائیں اور نہ برا کام کریں۔ کھانے پینے سے رکے رہنے کے علاوہ ایک

Marfat.com

پرہیزگار روزہ دار شخص کو چاہیے کہ ناپاک خواہشات کو دبائے اور برانگیختہ مناظر کا نظارہ کرنے سے، شرانگیز باتیں سننے سے، فحش کلامی اور گالی گلوچ سے اور ضرر رسانی کے خیالات سے احتراز کرے نیز ایسی صورت حال سے خود کو دوچار نہ کرے جس سے اپنے حیوان پن کا مظاہرہ ہو۔ سب سے زیادہ دشوار و مشکل روزہ تو اس طالب صادق کا ہوتا ہے جو اپنے دل و دماغ کو ماسوی اللہ کی جانب متوجہ ہونے سے محفوظ رکھے۔ بے شک اس پر عمل کرنے کے مقابل میں کھانا زیادہ آسان ہے۔ ایسا روزہ اور دستیاب ساری سہولتوں سے روزہ دار کی بےاعتنائی سے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا شعور زیادہ بیدار ہوتا ہے۔ جو تخلیق کی اصل غایت بھی ہے اور ہمارا آخری مقصد و نصب العین بھی۔ انسانی شخصیت پر روزہ کے اثرات بڑے اہم اور قطعی ہوتے ہیں۔ روزہ انسان کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ اپنے اندر پیدا ہونے والی دنیاوی اشتعال انگیزیوں کا سدباب کر سکے اور جسم و روح میں پر امن توازن پیدا کر سکے تاکہ دونوں میں پر امن بقائے باہم قائم رکھ سکیں۔

روزہ انسان کے اخلاقی اور روحانی اقدار کی نشوونما کا بہترین ذریعہ ہے۔ روزہ کا مقصد اپنے میں تحمل و تزکیہ، تقویٰ، رحمدلی، ایثار و قربانی اور انسانیت اور خدائے برتر سے محبت کے جذبات کو پروان چڑھانے میں مدد کرنا ہے۔ بہرحال روزہ کیا ہے؟ سال تمام غیر اسلامی سلوک کے سمندر میں اسلامی سرگرمیوں کے ایک طوفان کی طرح ہے۔ جیسے ہی روزوں کا موسم یعنی ماہ صیام اختتام کو پہنچتا ہے بعض مسلمان روزہ کی اس مقدس ریاضت و مشقت کی بدولت حاصل شدہ فوائد اور نیک اوصاف کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں اور بہت جلد یا کچھ بعد قبل رمضان کے ایام میں جاری بری عادات واطوار کی طرف لوٹ آتے ہیں خواہ خیالات ہوں کہ قول ہو یا فعل ہو۔ ہمیں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ ہمیں چاہیے کہ اپنے چمن میں گھاس پھوس کو اگنے کی اجازت نہ دیں تاکہ وہ کہیں پھولوں اور پھلوں کو نیست و نابود

Marfat.com

کرنے کا ذریعہ نہ ثابت ہوں۔ اسلام ایک ایسا دین ہرگز نہیں جسکی تعلیمات صرف کسی ایک ہفتہ یا پھر ایک ماہ رمضان کی حد تک ہی محدود رہیں۔

انفرادی طور پر ہوکہ اجتماعی طور پر امت مسلمہ سے متعلق ہو، اسلام کی اشاعت اور اسلامی شخصیت و کردار کی تعمیر سال کے سب ہی دنوں پر محیط ہے۔ رمضان المبارک کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تیس دن کے روزوں کے ختم پر عید کا جشن دوسرے سب ہی جشن کو پیچھے چھوڑ دے۔ اگر ختم رمضان پر ہم پہلے سے زیادہ لحیم شحیم یا موٹے تازے ہوگئے ہیں تو پھر ہمکو اپنے روزوں کا تنقیدی جائزہ لینا بہتر ہوگا کہ ہم نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی کہاں تک پیروی کی۔ اسلام میں چند عظیم ترین کارنامے ایسے ہیں جو ماہ رمضان المبارک کے دوران ہی انجام دیئے گئے ہیں مثلاً غزوۂ بدر۔ اگر اسلام سے مشرف نو مسلم دن تمام سوتے رہیں اور رات بھر تیسرے حکم تک پیٹ بھرنے میں گزاریں جیساکہ آج کل بہت سے اسلامی ممالک میں اور افطار کی دعوتوں میں رجحان پایا جاتا ہے تو ایسے لوگ غزوۂ بدر میں فتح یاب نہ ہوسکتے تھے اور ہم اب تک خدا نخواستہ مشرک باقی رہتے۔

فطر کے معنی ہیں روزہ توڑدینا یعنی افطار کرنا جسکے لئے ایک مہینہ کا خاص وقت لازمی ہے۔ ایک روزہ دار شخص کو رمضان المبارک میں ہر شام غروب آفتاب کے وقت بڑی فرحت اور مسرت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ اسکے لئے غروب آفتاب دراصل اسی دن خود اسکی کامیابی کے حصول کی عکاسی کرتا ہے۔ ہر شام ہم روحانی طور پر اپنا احتساب اور ترقی کرتے ہیں تاکہ آئندہ بہتر سے بہتر نتائج برآمد ہوں اور حتی المقدور خطاؤں کے ارتکاب سے احتراز کیا جاسکے۔ ایسی ہر چیز سے بچنا چاہیئے جو روزہ کی غرض و غایت کو متاثر کردے مثلاً افطار کے وقت ضرورت سے زیادہ کھانا نہیں چاہیئے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مختصر افطار اور مختصر سحری فرمانے

Marfat.com

کے عادی تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رات تمام جاری رہنے والی فصول دعوت افطار نہیں ہوا کرتی تھی۔ ہم میں سے اگر ہر کوئی شخص اپنے طعام میں ایک نوالہ کم کھایا کرے اور وہ نوالہ مستحق ضرورتمند کے حوالے کیا جائے تو پھر روئے زمین پر ایک بھوکا آدمی بھی موجود نہ رہے گا۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ ہم مسلمانوں کی تعداد دس کھرب سے زیادہ ہے تو پھر ہر وقت دس کھرب نوالوں پر مشتمل طعام تقسیم عام کیلئے دستیاب رہے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص کی غذا دو اشخاص کیلئے کافی ہے۔ یہ تو ایک نوالہ سے بھی زیادہ غذا ہوئی یعنی کہ نصف پلیٹ غذا ہوئی۔ واقعی اگر ہم حقیقی معنی میں یوں حصہ لیں کہ نصف پلیٹ پیش کردیں تو یہ غذا تقریبا ساری دنیا کیلئے کافی ہوجائیگی۔

اخلاقی نقطہ نظر سے روزہ کے دوران ایک روزہ دار ضرورت مندوں کے تعلق سے زیادہ ہمدردی اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اس سے انسانی تکالیف کا بہتر احساس پیدا ہوتا ہے۔ دھماکہ خیز آبادی والی آج کی اس دنیا میں جہاں دنیا کی دو تہائی آبادی خالی پیٹ سوجاتی ہے۔ جتنا جلد یہ احساس پیدا ہوگا اتنی سرعت کے ساتھ مسائل ہمدردانہ طور پر حل کئے جاسکینگے۔ رمضان کے زمانہ کے دوران ہی کوئی بھی متاثر ہوکر انفرادی یا اجتماعی طور پر اثر انداز ہونے والے بنیادی اخلاقی اقدار کی اہمیت کا جائزہ لے کر اسکی فہرست ترتیب دے سکتا ہے۔

روزہ کے ارکان میں نیت اور مفطرات (یعنی وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے) سے پرہیز کرنا ہے۔ روزہ کے ہر دن طلوع آفتاب سے قبل روزہ کی نیت کرلی جاسکتی ہے۔ پھر بھی شوافع (امام شافعیؒ کے پیرو) مالکی مذہب کی پیروی کرتے ہوئے ماہ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ سے قبل ہی شب میں پورے ایک ماہ کی نیت کرسکتے ہیں۔ مفطرات حسب ذیل ہیں۔

(ا) شعور کے ساتھ جسم میں ایسی چیز داخل کی جائے جسکا تدارک ممکن ہو جیسے

Marfat.com

غذا کا نگل جانا شروبات کا پی لینا (gum) کا چبانا اور سگریٹ نوشی کرنا۔
(ب) جنسی مباشرت
(ج) جلق یا مشت زنی کے ذریعہ منی خارج کرنا (واضح باد کہ نیند کی حالت میں ہونے والا احتلام مفطر نہیں ہے)(د) حیض و نفاس کی حالت(ہ) جنون
(و) حالت نشہ (ز)عمداً قے کرنا۔

اسلام میں قمری ماہ رمضان المبارک کے دوران روزہ رکھنا فرض ہے۔ ایک قمری مہینہ ۳۰، ۲۹ دنوں کا ہوتا ہے جسکے دوران کھانے' پینے' سگریٹ نوشی' جنسی تعلقات اور برائی کے خیال یا قول و فعل سب پر مکمل ممانعت ہوتی ہے۔ قمری مہینہ کا یہ فائدہ ہے کہ ایک ہی جغرافیائی محل و قوع پر بود و باش اختیار کرنے والی کسی شخص کی زندگی کے دوران اسکا روزہ یکے بعد دیگرے مختلف موسمی حالات سے گزریگا۔

رمضان مشتق ہے "رَمَض" سے بمعنی جلا دینا۔ اس ماہ مقدس میں چونکہ سارے گناہ جل کر محو ہوجاتے ہیں۔ دراصل یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ سب ہی ایمانداروں کو' تمام روزہ دار مسلمان مردوں اور عورتوں کو مغفرت عام سے نوازتا ہے (ق ۳۳/ ۳۵) لیکن رحمت اور بخشش کے مستحق ہونے سے قبل ہم کو اپنے بھائی بندوں کی طرف توجہ کرنا چاہیئے اور انکے ساتھ بخشش اور رحم کے ساتھ پیش آنا چاہیئے۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو انسان برادری پر رحم نہیں کرتے ان پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں فرماتا۔

ماہ رمضان المبارک میں بھلائی' نیکی اور پرہیزگاری کے جذبات سے بھرپور ماحول پیدا ہوجاتا ہے۔ جسطرح پودوں میں پھول آنے کا ایک خاص موسم ہوتا ہے اسی طرح رمضان المبارک بھی سال کا وہ موسم ہے جس میں بھلائی اور نیکی پیدا ہوتی اور پروان چڑھتی ہے۔ نیکی اور پرہیزگاری کے اس موسم بہار میں ایک فرد نہیں

Marfat.com

بلکہ لاکھوں لوگ، آپس میں مل کر نیکی کے باغ کی آبیاری کرتے ہیں۔ ماہ رمضان المبارک، تمام مسلمانوں کیلئے ایک ایسا مقررہ زمانہ ہے جسمیں سب ایک ساتھ روزہ رکھتے اور ایک ہی جیسے نتائج کی ضمانت حاصل کرتے ہیں۔ یہی وہ معیار ہے جو انفرادی عبادت کو امت مسلمہ کی اجتماعی عبادت میں تبدیل کر دیتا ہے۔ روزہ کا اجتماعی پہلو اس حقیقت کے ساتھ خود نمایاں نظر آتا ہے کہ ساری دنیا کے ایمانداروں کیلئے روزہ کا موسم اسی ایک قمری مہینہ میں واقع ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینہ کے دوران غیر معمولی طور پر رحمدلی اور سخاوت کا مظاہرہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے در اقدس سے کوئی سائل خالی ہاتھ کبھی نہیں لوٹتا تھا اور ممکنہ حد تک زیادہ سے زیادہ غلاموں کو آپ آزاد فرماتے تھے۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک اور شادمان انسان وہ ہے جس کی زندگی سے دنیا کی مجموعی قدروں میں کچھ مفید اضافہ ہوا اور جو اپنی پیدائش کے وقت کے مقابل میں دنیا کو ایک بہتر جگہ کے طور پر چھوڑ جائے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ماہ رمضان کے روزوں کو ایک عبادت کی شکل و حیثیت عطا کی گئی ہے نیز وہ تقویٰ اور پرہیزگاری کو نکھارنے کی تربیت کا ایک زمانہ ہوتا ہے۔ ساتھ ساتھ وہ ماہ رمضان المبارک کے دوران شب قدر میں قرآن پاک کی پہلی وحی کے نزول کے ذریعہ عطا کردہ نعمت الٰہی کیلئے اظہار تشکر بھی ہے۔ اور کسی عطا کردہ نعمت کا شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ احکام الٰہی کی تعمیل ہی ہے۔ ملاحظہ ہو (ق ۲/ ۱۸۳)

روزہ، ہر بالغ مسلمان مرد اور عورت پر عائد کردہ فرائض میں سب سے زیادہ بامشقت فرض ہے۔ اس روحانی ریاضت کا مقصد یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اسکی خوشنودی حاصل کرنے کے لائق ہو جائے (ق ۲/ ۱۸۳) یوں ارشاد ربانی ہے

"یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ

Marfat.com

قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (ق ۲/۱۸۳)"

"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ۔"

اسکا ترجمہ دوسروں نے اس طرح بھی کیا ہے شاید کہ تم اپنے نفس پر قابو پانا سیکھو' شاید کہ تم تقویٰ یعنی خدا ترسی اختیار کرو۔ یہاں لفظ "لعل" (بمعنی شاید کہ) قابل غور ہے۔ گویا اسکی کوئی ضمانت نہیں کہ ایک روزہ دار شخص یقین کے ساتھ تقویٰ و پرہیزگاری کا عادی ہو جائیگا یا اس میں اسقدر قوت ارادی پیدا ہو جائیگی جو اسکو بدی سے محفوظ کر دینے کیلئے کافی ہو۔ دراصل ایک روزہ دار شخص اپنے میں تقویٰ ہرگز پیدا نہ کر سکیگا اگر وہ غیبت اور بدگوئی کا سلسلہ جاری رکھے، جھوٹ بولے، دوسروں کو نقصان پہنچائے' لوگوں کو دھوکہ دے اور اپنے بھائی بندوں کے ساتھ بغض غصہ اور نفرت کے جذبات سے پیش آئے۔ کسی ظالم یا بدگو یا تاجر کیلئے کم تولنا اور ایک بخیل شخص کیلئے زکوٰۃ کی رقم تقسیم نہ کرنا آسان ہے جو دراصل خود اس کیلئے نہیں بلکہ اس غریب اور مفلس کیلئے ہے جو دن بھر فاقہ کرے۔ بھلا ایسا شخص اپنے میں تقویٰ اور پاکیزہ اوصاف کس طرح پیدا کر سکتا ہے؟ ایسے لوگ گناہوں اور جرائم کے ارتکاب کے علاوہ روزہ داری میں اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ قرآنی ارشاد ہے "اِغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْۤ اَمْرِنَا" یعنی "ہمیں بخش دے ہمارے گناہ اور جو زیادتیاں ہم نے اپنے کام میں کیں" (ق ۳/۱۴۷)۔

ہر سال ایک ماہ کیا ہم اسطرح گذاریں کہ اس میں فاقہ کرتے ہوئے پیاسے رہیں، روزہ رکھیں اور کھائیں جبکہ ہماری حالت میں کسی قسم کی تبدیلی ہی واقع نہ ہو۔ ہم میں جو دولتمند ہیں وہ دولت مند ہی رہینگے اور غریب بھی غریب ہی رہینگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرمایا ہے کہ غریبی سے ایمان مجروح ہو سکتا ہے۔ یا پھر فاقہ کشی کے دوران کوئی شخص کھانے کی چیزوں کا سرقہ کرلے تو شریعت کی رو

Marfat.com

ہے اسکو کیوں نہ سزا دی جائے۔

واضح باد کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ تم پر فرض کیا جاچکا ہے۔ یہ ایک خدائی نسخہ ہے جو کسی ڈاکٹر کے طبی نسخہ سے بالکل مختلف ہے۔ اگر کوئی شخص عارضی مادی اغراض کیلئے روزہ رکھے مثلاً ڈاکٹر کے نسخہ کے مطابق جسم کو چھریرا چھانٹ بنانے کیلئے تو پھر وہ اپنے دینی فرض کی تکمیل کرنے یا خدا کا قرب حاصل کرنے یا اسکی خوشنودی حاصل کرنے سے بہت دور رہیگا۔ قوت ارادی اور نمایاں وجاہت کو ترقی دینے کے واحد مقصد کے ساتھ جسم پر توجہ مرکوز کی جائے تو بدن کے اندر واقع چند قوتوں پر قابو حاصل کرنا اور اسطرح قوت ارادی کو پروان چڑھانا لازمی ہے۔ بھوک پیاس اور اعضاء جسمانی کی خواہشات سے ہٹ کر ہمیں چاہئے کہ زبان، دماغ اور باقی جسم پر پورا قابو رکھیں۔ اسی لئے مسلمان ماہ رمضان کو ایک رحمت کا مہینہ قرار دیتے ہیں یعنی مہربانی اور رحمدلی کا مہینہ یعنی تزکیہ نفس اور ایثار کے احیاء کا مہینہ اور غریبوں اور بھوکوں اور اکثر انسانوں کی دستگیری کرنے کا مہینہ۔ یہ مہینہ خود احتسابی کا اخلاقی اور روحانی تقاضوں کی تکمیل کا اور روحانی پیکر پر ناقدانہ نظر ڈالنے کا مہینہ ہے۔ روزہ کے ذریعہ روحانی قوت اسوقت تک حاصل نہیں کی جاسکتی جب تک کہ روزہ دار شخص اسکی اصل غرض و غایت سے پوری طرح روشناس نہ ہو اور خود اپنے خیالات، محرکات اور اعمال پر وہ قابو نہ رکھے روزہ کا سب سے زیادہ گراں قدر ثمر بیشک، تقویٰ ہی ہے۔ روزہ ایک ایسا فرض یا ایسی عبادت ہے جو ریا اور نمائش سے بالکل پاک ہے۔ زکوٰۃ اور حج سے مختلف روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو خالصتاً باطنی ہے کیونکہ جب تک روزہ دار خود اپنے روزہ کے بارے میں نہ بتائے اسکا کسی دوسرے کو علم نہیں ہوسکتا۔ روزہ کے دوران روزہ دار اپنے اندر موجود حیوانی جذبات کو دباتا ہے اور اپنے جذبات و خواہشات کا کہاں اور کس طرح اطمینان بخش استعمال ہو اس نکتہ کا اندازہ لگانے میں ملکہ پیدا

Marfat.com

کرتا ہے جنکا باری باری سے اپنے میں پیدا کردہ قوت ارادی پر انحصار ہوتا ہے جب کبھی عقل اور جذبات کے مابین مقابلہ ہو اور عقل غالب رہے تو پھر اپنی مرضی میں وہ آزاد ہوتے ہیں جو اخلاقی و روحانی ضوابط سے ہم آہنگ صورت ہے۔ دنیا بھر کے تقریباً سب ہی انسان اس آزادی کے حامل ہوتے ہیں۔ یعنی اپنی مرضی کی آزادی جسکا ہر کوئی خواہشمند ہوتا ہے۔ قوت ارادی اور شخصیت کی تعمیر ایک دشوار کام ہے اور اسی تصادم کا نتیجہ ہے۔ بہرحال ہم اگر روحانی اقدار کو اختیار کریں اور انکی سختی سے پابندی کریں تو قوت ارادی رفتہ رفتہ ہی سہی مگر یقینی طور پر فروغ پا جاتی ہے۔

کردار سازی کے وہ تین اہم اجزا کون سے ہیں جنھیں ایک ماہ کے طویل عرصہ تک روزہ رکھتے ہوئے آزمایا جاتا ہے؟ وہ ہیں ا) جسمانی خواہشات ب) دماغی خواہشات ج) مادی آرزوئیں۔

اگر ہم ان تینوں پر غالب آنے میں کامیاب ہوجائیں تو گویا ہم اپنے امتحان کے پہلے حصہ میں کامیاب ہیں اور اس سے ہمیں کیا حاصل ہوگا؟ اسکا آخری انجام یہی ہوگا کہ ہم اپنے اندر ایک نہایت ہی بہتر ایسا مسلمان خود کو محسوس کرینگے جو تقویٰ سے آراستہ ہو۔ ہم اپنے اندر ایک ایسے فرد کا وجود محسوس کرینگے جو کہیں زیادہ بہتر ہو۔ ایک ایسا فرد یا شخصیت جو اتنے طویل عرصہ سے خوابیدہ تھی اب وہی شخصیت ماہ رمضان المبارک میں بیدار ہوکر نفس پر قابو حاصل کرنے والے سردار یا مالک بن جانے کے خصوصی مقصد کی تکمیل کریگی۔ بلکہ اکثر اوقات بعض قسم کی دنیاوی آرزوؤں کا خاتمہ کردیگی۔ ایسے شخص کیلئے اب یہ بہت ہی آسان ہوجائیگا کہ کسی بھی برے محرکات پر نگاہ رکھتے ہوئے اسکے آتے ہی فورا اسکو مسترد کردے بلکہ ایسے بہت سے محرکات کا تدراک کرے جس میں کوئی خوف یا جھجک پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔

Marfat.com

خدا کی محبت، عظمت اور اطاعت کا معنیٰ یہی ہے کہ خود کو رضاکارانہ طور پر اسکی بندگی کیلئے وقف کردیا جائے۔ بالکل اسی طرح جیسے کہ حکومت، فوج، پولیس اور سول سروسز میں ملازمت دینے سے پہلے امیدواروں کو تربیت دیتی ہے یہی اسلام بھی کرتا ہے۔ اسلام بھی پہلے ان سب لوگوں کو تربیت دیتا ہے جو رضاکارانہ طور پر خود کو اللہ کی اطاعت کیلئے پیش کرتے ہیں قبل اسکے کہ ان کو خلیفۃ اللہ کی حیثیت سے زمین پر اللہ کی حکومت قائم کرنے کی اجازت دی جائے۔ جس طرح بہت سے ممالک میں ان کی حکومتوں کی جانب سے قومی فوجی خدمات (National Military Service) کا قیام لازمی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ سال میں ایک بار کامل ایک ماہ کیلئے روحانی خدمات کیلئے ماہ رمضان المبارک لازمی ہے۔ رمضان شہر اللہ یعنی اللہ کا مہینہ کہلاتا ہے۔ اسلام میں روزہ کی فرضیت سے اس حقیقت کا اظہار ہوتا ہے کہ زندگی اور آخرت میں اسکے ہمہ پہلو شاندار جسمانی اور روحانی فائدے ہیں۔ (ق ۲/ ۱۸۴) میں ارشاد ربانی ہے " وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنی اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو"۔ ایک مسلمان کو ایک مہینہ بھر ایک فوجی سپاہی کی طرح قواعد و ضوابط کا مسلسل پابند کردیا جاتا ہے اور پھر باقی گیارہ مہینوں تک یہ پابندی اٹھاکر یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک مہینہ تک حاصل کردہ تربیت اس پر کس حد تک اثر انداز ہوئی ہے اور اگر اس کے مقصد کی تکمیل میں کوئی خامی یا کوتاہی رہ گئی ہو تو آئندہ سال ماہ رمضان کے پروگرام میں اسکی اصلاح اور تلافی کی جاسکے۔ ایک یا دو دن روزہ رکھنے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بننے کے اعلیٰ مقاصد کے حصول کیلئے کافی نہیں ہے۔ (ق ۲/ ۱۸۵) میں حق تعالیٰ کی ہدایت ہے کہ " پورا مہینہ روزہ رکھو نیز گنتی پوری کرو"۔ اسطرح یہ خداداد نسخہ ہمیں دستیاب ہے۔ کسی شخص کو کمزور بنانے کے بجائے ایک اسلامی روزہ اس شخص کے پاس اور اسکے اندر موجود غیر مرئی قوت کے

Marfat.com

ذریعہ اس میں مزید طاقت پیدا کرنے کا اسکو اہل بناتا ہے۔ یہاں محرک یا پس پشت قوت وہ بنیادی حیاتیاتی ترغیب ہے جو ہر انسان کو اپنے مقصد یا روحانی منزل مقصود کی جانب اپنی ساری طاقت اور توانائی لگا دینے پر مجبور کر دیتی ہے۔ رمضان کی فضا اس ترغیبی قوت میں اضافہ کرتی ہے جسکی بدولت ہر فرد اپنی روحانی منزل مقصود تک رسائی کے سارے امکانات لئے جدوجہد کرتا ہے۔ روزوں کا زمانہ مکمل کر لینے کے بعد ہمیں حکم ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کریں کہ اس نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی اور یہ بھی کہ اسکے شکر گزار ہوں (ق ۲/ ۱۸۵)

ہم دن کے وقت ہی روزہ کیوں رکھتے ہیں اور ہماری سہولت کے لئے رات میں کیوں نہیں رکھتے ؟ ایسا اس لئے کہ انسانی شخصیت کی اسی وقت تعمیر ہوتی ہے جبکہ کسی شخص کو زیادہ سے زیادہ سماجی مسائل کا سابقہ ہو۔ لہذا اسلام خاندانی زندگی اور جماعتی زندگی پر زیادہ زور دیتا ہے جہاں جماعت سے مراد امت مسلمہ ہے۔ اسلام رہبانیت کی ہرگز حمایت نہیں کرتا جسکا مطلب راہب بن جانا یا متاہلانہ زندگی کو ترک کر دینا اور مکمل تنہائی اور تنہائی کی پابندیوں کے ساتھ جنگل بیابان کی راہ لینا ہے۔ اسلام سماج سے فرار اختیار کرنے اور خودکشی کا ارتکاب کرنے کی تائید ہرگز نہیں کرتا۔ واقعی خودکشی کو اسلام میں ایک گناہ عظیم تصور کیا جاتا ہے۔ شخصیت کی تعمیر تو ایک سماج یا ایک جماعت ہی میں ہوتی ہے۔ سماج سے انحراف کا نام دعوت یعنی اسلام کی طرف بلانا ہرگز نہیں۔ دنیا کے بغیر مذہب مکمل نہیں ہوتا۔ ہم کو چاہئے کہ جماعت کے لئے اور جماعت کے ساتھ امت کی مشترکہ فلاح و بہبود کے لئے کام کریں۔ اسلام میں انفرادی مفادات پر اجتماعی مفادات کو فوقیت حاصل ہے۔ خدا کی بندگی تو اس دنیا کی ریل پیل کے اندر سماج کے ازدحام میں ہی ادا ہوتی ہے۔ خدا نے انسانوں کو مختلف جسمانی، جذباتی، ذہنی اور روحانی صلاحیتوں کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ وہ ہم سبکو ایک دوسرے کا ضرورتمند بنا دیا ہے۔

Marfat.com

اپنے باہمی مفادات کے پذیرائی میں ہمیں ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔ (ق ۴/ ۳۲) میں ارشاد ربانی ہے " اور اسکی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی "۔

روزہ ایک ادارہ ہے جس سے ایک فرد اور وسعت میں ایک جماعت کو جسمانی اور اخلاقی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اسلامی روزہ فرد کے اس رجحان کو تقویت دیتا ہے کہ وہ قوانین کی تعمیل اور سماجی نظم کی عزت کرے۔ اسلام خود کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردینے پر زور دیتا ہے اور تعیناً حاکم کے سپرد کرنے پر زور دیتا ہے جسکا آغاز گھر کے اندر کی مثال سے ہوتا ہے۔

اسلام میں ہم کو چاہیئے کہ "میں" نہیں بلکہ جماعتی زندگی پر زور دیئے جانے کے باعث "ہم" کہیں۔ حتیٰ کہ جب ہم عبادت کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں " اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ " یعنی "نا مجھے ہی نہیں بلکہ ہم کو سیدھے راستے پر چلا۔ ایک ایک دن ہمارے باہم روزہ رکھنے کا آخری انجام ایک بہترین منظم اور منضبط تقوی شعار مسلم جماعت یعنی اس امت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جسکا ہر فرد روحانی طور پر زیادہ آراستہ ہر ایک تحمل و برداشت سے پیراستہ ہوتا کہ قرآن حکیم میں بیان کردہ مقدس اخلاقی اقدار کے مطابق عمل کرتے ہوئے زندگی گذاری جاسکے۔ جیسا کہ (قرآن ۳۴/ ۳۷) میں ارشاد ہے " تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَىٰٓ اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا " یعنی صرف ایمان راسخ اور عمل صالح ہی کی بدولت قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے جس قدر انسان اپنے باطن کو پاکیزہ اوصاف سے سنوارتا ہے اسی قدر وہ خدا سے قریب آتا اور صفات الٰہی کا مظہر بنتا ہے۔

ماہ رمضان تمام مسلمانوں کیلئے مقدس ترین مہینہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اسی مہینہ کے دوران ایک شب میں جسکو لیلۃ القدر کہا جاتا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک نازل فرمایا گیا۔ روزہ دار شخص کی خواہ انفرادی ہو کہ

Marfat.com

اجتماعی حاصل کردہ روحانی بالیدگی سے اس میں خدا سے قرب کا جوش و خروش یعنی قادر مطلق سے قریبی وابستگی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ ان مواقع پر اسکی توثیق ہوجاتی ہے کہ ہر انسان کے اندر خود ایک بہتر انسان موجود رہتا ہے اور وہ ایک اعلیٰ زندگی سے آشنا ہوتا ہے' ایسی زندگی جو کھانے اور پینے کی زندگی سے مختلف ہے' وہ زندگی جو روحانی زندگی کہلاتی ہے جسکی بدولت وہ شخص ان نئے محرکات پر بآسانی قابو پا سکے جن سے وہ اپنی روز مرہ زندگی میں دوچار ہے۔

کسی بھی یونیورسٹی میں ایک شخص کے کسی بھی موضوع پر چار سو (۴۰۰) گھنٹوں کا گہرا مطالعہ اس خاص مضمون میں ڈپلوما حاصل کرنے کے کسی کو اہل بناتا ہے۔ اسی طرح رمضان میں چار سو (۴۰۰) گھنٹوں کی راسخ عبادت یقیناً ایک باعمل مسلمان کو بلند روحانی کامیابی اور اللہ کے انعام کا مستحق و مقبول بنا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی مرد یا عورت کو اسکے نیک کاموں کے انعامات دینے سے محروم نہیں فرماتا لہذا یہ مبارک مہینہ ہمارے اعمال کے ثمرات سے بہرہ ور ہونے کا وقت ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک انسان کو اسکے ہر نیک کام کے بدلے دس تا سات سوگناہ زیادہ ثواب عطا کیا جاتا ہے" لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " روزہ مستثنیٰ ہے وہ تو خالصتاً میرے لئے ہے اور میں جتنی زیادہ چاہوں اتنی جزا دوں گا" اور اللہ ہمیشہ انھیں اس کا بھرپور ثواب دیگا یعنی لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ (ق ۳۵/ ۳۰) اسی طرح وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ (ق ۲/ ۲۷۲) یعنی اور جو مال تم دو تمہیں وہ پورا ملے گا۔ وغیرہ وغیرہ

شاید اس پر غور کرنا بڑا دلچسپ ہوگا کہ کسی کی زندگی میں ہر ایک دن کیلئے روزہ رکھنا کس لئے لازمی قرار نہیں دیا گیا؟ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسا مہینہ دیا جس میں روزہ رکھنا لازم ہے اور پھر ہمیں گیارہ مہینے کی اس مقصد سے چھوٹ دیتا ہے تاکہ سال کے باقی گیارہ مہینوں میں ہم یہ جان سکیں کہ ایا اسس باقی سال

Marfat.com

کیلئے ہم متوقع نتائج حاصل کر چکے ہیں یا نہیں ۔ گیارہ مہینوں کا یہ چھوٹ کا زمانہ ہی وہ سبب ہے کہ ہم کو اپنی زندگیوں میں ہر ایک دن روزہ کیوں نہ رکھنا چاہیے ۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر سال بھر تمام وقت اسلامی روزہ کے سارے لوازمات کے ہم مسلسل ... ہوتے اور ہم اپنی پسند کے موافق پابندیوں سے مکمل آزادی حاصل نہ ... تے اور ہماری قوت ارادی کو اس کا موقع نہ ملتا کہ وہ طاقتور شخصیت کی تعمیر کر سکے ۔ شخصیت میں اسی وقت زیادہ نکھار آتا ہے جبکہ کوئی شخص اپنی مرضی کے مطابق کوئی بھی برائی کرنے کیلئے آزاد ہو لیکن اسکے باوجود پابندیوں سے آزاد حالات میں بھی اسکو عملی جامہ نہ پہنائے جیسا کہ ماہ رمضان کے روزوں کے بعد آنے والے گیارہ مہینوں میں ہوتا ہے ۔ ماہ رمضان کے دوران یا بعد میں اللہ تعالیٰ ہمیں اسکا موقع و مہلت عنایت فرماتا ہے کہ ہم اپنے روحانی پیکر کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ کہاں نقص یا کوتاہی موجود ہے ۔ یہ دیکھیں کہ حسد' غیبت' نفرت' بخالت' کم تولنے کا رجحان، دھوکہ بازی ، فتنہ پردازی اور ہمارے کردار میں موجود غیر متوقع خیالات و اعمال میں فروگذاشت کا کوئی شائبہ تو نہیں پایا جاتا ۔ اگر ایسا ہے تو کیا ہم جاپانیوں سے سبق سیکھ سکتے ہیں ؟ جنکے پاس ہر عیب ایک خزانہ ہے اور جس میں فوری اصلاح کی ضرورت ہے ۔

جیسے جیسے آدمی شیطان کا مقابلہ کرتے ہوئے مقدس اوصاف کی طرف آگے بڑھتا ہے تو اس دوران قرآن مقدس میں نفس کے تین مرحلوں کا ذکر فرمایا گیا ہے ۔

۱) نفس امارہ " برائی پر مستعد رہنے والا " ( ق ۱۲/ ۵۳ )

۲) نفس لوامہ " خود کی سرزنش و ملامت کرنے والا " ( ق ۷۵/ ۲ )

۳) نفس مطمئنہ " پر سکون اور قابل اعتبار " ( ق ۸۹/ ۲۷ )

کسی شخص کا نفس اسکی روح کا آئینہ ہوتا ہے ۔

ہر سال ماہ مبارک میں ہم نوع انسانی کی اہم ترین سالگرہ مناتے ہیں یعنی کہ

Marfat.com

شب قدر میں قرآن پاک کے نزول کی سالگرہ طاقت و عظمت کی وہ رات جو ایک ہزار مہینوں یا زائد از تراسی (۸۳) سال کے برابر ہے۔ قرآن ہمیں سیدھے راستہ کی جانب رہنمائی کرتا ہے اور نوع انسانی کی جہالت سے علم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ اس شب میں فرشتوں کے ذریعہ اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اس رات یعنی لیلۃ القدر کو اللہ سے ہمیں کیا مانگنا چاہیے؟ یہی وہ سوال تھا جو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا تھا "کہو اے اللہ! تو بڑا معاف فرمانے والا اور بڑا رحم والا ہے معاف کر دینا تجھے بہت پسند ہے لہذا میری خطاؤں اور گناہوں کو معاف فرمادے"۔

اگر ہم نے رمضان کے امتحان میں کامیابی حاصل کرلی ہے تو صرف ایسی صورت میں ہی عیدالفطر نام کا یوم فتح منانے کے ہم سزاوار ہیں جسے عیدالصغیر یا چھوٹی عید بھی کہا جاتا ہے۔ اسکے بعد پھر اللہ تعالیٰ ہمیں دو ماہ دس دن کی مہلت عطا فرماتا ہے تاکہ ہم قربانی کی عید یعنی عیدالاضحیٰ کی ہماری تیاری کرسکیں جو عیدالکبیر اور بڑی عید بھی کہلاتی ہے۔ یہ اعلیٰ روحانی کامیابی حاصل کرنے کے پوسٹ گریجویٹ امتحان کا حصہ دوم ہے جو ماہ شوال کی پہلی تاریخ یعنی عیدالفطر کے دن ہی سے شروع ہوتا ہے۔ اسکی روشنی میں یہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ ہم نے اپنا وقت، روپیہ، فرصت، خوشی، مہارت اور دیگر توانائیوں اور نعمتوں کی قربانی دینا کہاں تک سیکھا ہے اور کس حد تک ہم اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ اس میں حصہ لینے کے لئے تیار ہیں۔ یہ اب ہمیں خدا کے نائب بننے کے اصل مقصد کی تکمیل کے قابل بنائیگا اور یہ ان مقاصد میں سے ایک ہے جس کے لئے انسان کی خلقت ہوئی ہے۔ پوسٹ گریجویٹ کے حصہ دوم کے نصاب کے نتائج کا دو ماہ دس دن بعد عیدالاضحیٰ کے دن اعلان کیا جائیگا۔

یہاں اس کا تذکرہ مناسب ہوگا کہ مسلمان سال میں کم از کم تین سالگرہ مناتا ہے۔

Marfat.com

۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد مبارک کی سالگرہ

ب) قرآن پاک کے نزول کی سالگرہ جسکا نقطہ عروج عیدالفطر ہے۔

ج) عرفات کی پہاڑی پر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری خطبہ کی سالگرہ جسکا نقطہ عروج عیدالاضحیٰ ہے اور سب کے آخر میں روایتی معانقہ (گلے ملنا) کے ذریعہ خاندان اور سماج میں یہ امن وامان پیدا کرنے کا وسیلہ ثابت ہوتا ہے۔

**روزہ کے طبی فوائد** :- آج کا دور سائنس کا دور ہے جس میں یکے بعد دیگرے نئے نئے انکشافات اور نئی نئی دریافتیں مسلسل منظر عام پر آرہی ہیں۔ موضوعاتی مذاکرات و مباحثات اور طبی جرائد و رسائل کے ذریعہ حالیہ کمپیوٹر سے لیس معلومات کا ایک سیلاب ہے کہ جیسے کسی چشمہ سے ابل رہا ہے۔

چونکہ اسلامی روزہ کا وقت صبح صادق سے غروب آفتاب تک قریب چودہ گھنٹوں پر مشتمل ہوتا ہے اسلئے ایسی صورت میں جسم کی نارمل حالت بدستور قائم رہتی ہے جو حیاتی حرکیاتی نظام ( Physiological mechanism ) سے مربوط ہونے کا نتیجہ ہے۔ انسان کے داخلی و خارجی ماحول میں رد و بدل کے باعث پیدا ہونے والے عمل و دخل کی خود بخود اصلاح ہوجاتی ہے اور باقاعدگی کی برقراری کے حسب ذیل شواہد ملتے ہیں۔

۱) حسب معمول Serum Electrolytes یا haematology میں کوئی اہم تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔

۲) جگر کے فعل سے متعلق طبی امتحانات بشمول SGOT, SGPT Alkaline Phospates , thymol Turbidity اور Cephalim cholestrod Flocculation کے طبی امتحانات نارمل ہیں۔

Serumalbumin Globulin اور مکمل Serum Proteins بھی نارمل ہیں۔

روزہ رکھنے کے دوران Serum Globulin کی سطح کی مستقل برقراری' جسمانی

Marfat.com

تقاضوں کے خلاف نقائص نہ پیدا کرنے کی ضامن ہوتی ہے۔

۳) PlasmaCholecystokinin اور Gastrin کی سطحیں حسب معمول قائم رہتی ہیں۔

۴) basal metabolic شرح نارمل ہے۔ Protein- bound Iodine بھی نارمل ہے۔

صرف اس وقت جبکہ روزہ کا وقت طویل ہوجائے تو رضاکارانہ جسمانی عمل کی طرح basal metabolic شرح میں انحطاط آتا ہے اسطرح اس عمل اور جمع ہونے والے حراروں کی موجودگی' وزن میں کوئی زیادہ کمی ہونے نہیں دیتی۔ BMR میں اتار سے نبض کی شرح میں اور خون کے دباؤ میں بھی کمی واقع ہوتی ہے اور T3 کے ارتکاز میں بھی اتار آتا ہے۔ روزہ کے دوران Serumangiotensin-converting enzyme کے عمل یعنی ACE میں کمی ہوتی ہے۔ بہرحال یہ کمی روزہ کی حالت میں T3 سطح کی حد تک واقع ہوتی ہے جو ACE کے مقابل میں خون کے دباؤ B.P. میں زیادہ اتار کا باعث ہے۔

۵) توانائی کی آمد اور صرفہ پر منحصر ہوتے ہوئے وزن غیر متاثر ہوتا ہے بلکہ ماہ رمضان کے دوران زیادہ غذا کے استعمال سے بعض مسلمانوں کے وزن میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

۶) Glomerular Filtration کی سطح بھی نارمل ہے اور پیشاب کی Specific Gravity شروع سے آخر تک مستقل برقرار رہتی ہے۔ Blood Urea Nitrogen نارمل ہوتی ہے۔

۷) خون میں شکر کا ارتکاز عام طور پر (۸۰) ملی گرام فیصد قائم رہتا ہے جو دراصل دماغ کیلئے کام آنے والی جگر کے ذریعہ تیار ہونے والی شکر کے مساوی ہے۔ جو فی منٹ تقریباً ایک سو (۱۰۰) گرامس شکر کو آکسائیڈز یعنی ($CO_2$ کاربن ڈائی اکسائیڈ)

Marfat.com

اور $H_2O$ (پانی) بناتی ہے۔ تنہا دماغ ہی فی دن جملہ حراروں کے ایک تہائی (۱/۳) تا ایک چوتھائی (۱/۴) تعداد یا پانچ سو 500 Kcal صرف کرتا ہے۔ بارہ گھنٹوں کا روزہ رکھنے کے بعد باریک نسوں کے خون میں موجود شکر کی سطح تقریباً وریدوں کے خون کے برابر ہوتی ہے۔

روزہ کے ابتدائی چند گھنٹوں میں اضافہ شدہ glucagon اور تخفیف شدہ Insoline کے اخراج کا نتیجہ جگری Gylcogenolysios اور جگری Glycogen کے ذخیرہ میں تدریجی انحطاط کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے شکر کی سطح گرتی ہے تو Insulin کے اخراج میں کمی اور glucagon میں اضافہ ہوتا ہے۔ ان دونوں الگ تھلگ ہارمونوں کے اخراج کا انداز مسلسل ہونے کے بجائے ارتعاش پذیر ہوتا ہے جبکہ انسانوں میں نبض کا وقفہ تقریباً دس منٹ کا ہوتا ہے۔ نارمل حالات کے تحت Plasma میں انحطاط غذا کے بعد روزہ کی حالت میں بہت آہستہ آہستہ واقع ہوتا ہے اور پچاس (۵۰) ملی گرامس فیصد کی سطح سے کہیں زیادہ برقرار رہتا ہے۔ پٹھوں چربی اور دماغ میں (گلوکوز) شکر کا زیادہ صرفہ ہوتا ہے۔

۸) روزہ کی حالت میں ACTH& Cortisol کا اخراج نارمل ہوتا ہے۔ انسانی plasma cortisol کے ارتکاز کے تواتر کا عروج عموماً صبح میں قریب بیدار ہونے کے وقت واقع ہوتا ہے اور پستی کی انتہاء محوخواب ہونے کے قریب واقع ہوتی ہے اور ان کا انحصار شب و روز کی نارمل مصروفیات پر ہوتا ہے۔ روزہ کی حالت میں Glucocorticoids کی تحریک سے gluconeogenesis واقع ہوتا ہے جس سے خون میں شکر کی سطح میں باقاعدگی پیدا ہوتی ہے۔ نیز نارمل glomerularfiltration کی شرح اور خون کے دباؤ کو قائم رکھتا ہے یہ سب جسم پر ہونے والے نقصان دہ اثرات جیسے antigen antibody رد عمل کا تدراک کرتے ہیں۔

۹) روزہ کی حالت میں شکم خالی اور سکڑا ہوا رہتا ہے۔ صفرا کے اخراج کی شرح

Marfat.com

پست ہوتی ہے اور صفرا کی نالی میں دباؤ بھی متناسب طور پر کم ہوتا ہے۔

**ناموافق حالات :-** بہرحال اگر اسلامی روزہ سے متعلق ناموافق حالات پائے جائیں مثلاً

لف) موسم گرما یا محنت مشقت کے باعث نکلنے والے پسینہ کی بے حد زیادتی کی وجہ سے واقع ہونے والا "dehydration"۔

ب) اگر سحری کے وقت غذا اور پانی بہت ہی قلیل مقدار میں دستیاب ہو

ج) اگر کسی سبب سے روزہ کو طوالت دی جائے تو حسب ذیل تبدیلیوں کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر غذا نارمل ہوتو چار دن تک پانی پینے سے محروم رہنے کے باوجود خون کی روانی غیر تغیر پذیر رہتی ہے۔ Palsmavolume میں کوئی کمی نہیں ہوتی اور hemoconcentration بھی واقع نہیں ہوتا۔ بعد ازاں پیشاب کا اخراج، تقریباً فی گھنٹہ ایک اونس تک گھٹ جاتا ہے۔ جسم میں موجود پانی کی جملہ مقدار، extracellular پانی کے ضائع ہوجانے کے باعث کم ہوجاتی ہے۔ اور پیشاب کی تیزابیت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

**تدریجی فاقہ کشی سے بدن پر پڑنے والے اثرات :-** روزہ کے دوران توانائی کے مقاصد سے انسان کو اپنے بدن کے رگ ریشوں پر زندہ رہنا پڑتا ہے۔ ایک ستر (۷۰) کیلو گرام وزنی انسان میں جمع شدہ کاربوہائیڈریٹس کی جملہ مقدار دو ہزار 2000K cal ہوتی ہے جو (۱۰۰) گرام جگر کے glycogen (۴۸۰) گرام پٹھوں کے glycogen سے اور extracellularfluid میں (۲۰) گرام گلوکوز سے حاصل ہوتی ہے۔ مقابلتاً (14,000 KCal) بطور جمع شدہ چربی موجود ہوتی ہے اور مابقی لحمیات ہوتے ہیں۔

روزہ کے دوران خون میں شکر کی سطح ہموار رہتی ہے جبکہ جگر میں **گلوکوز**

Marfat.com

glycogen اور neutral چربیوں سے پیدا ہوتی ہے جو چکنائی دار رگ ریشوں میں رسائی حاصل کرلیتی ہے ۔ توانائی کا اصل ذریعہ گلوکوز ہے جو جگر میں موجود glycogenolysis سے حاصل ہوتی ہے جسکے بعد ہی چربی کے ذخیرے کافی مقدار میں توانائی کا وسیلہ ثابت ہوتے ہیں ۔ اگرچہ کوئی جسمانی کام یا محنت نہ بھی کی جائے تو روزانہ قریب 2000 K cal. کی ضرورت ہوگی ۔ گوہلکا کام کرنے والے کسی شخص کیلئے تو اوسطاً ( 3000 K cal. ) درکار ہوتے ہیں ۔ حتیٰ کہ کسی کام کے بغیر بھی پانچ سو گرام glycogen کے ذریعہ جسم کو چوبیس گھنٹوں تک معمول پر برقرار رکھا جاسکتا ہے ۔ جسم میں موجود چربی اور لحمیات کے ذخیروں سے حاصل کردہ توانائی زندگی کو تقریباً ایک ماہ تک قائم رکھنے کیلئے کافی ہے ۔ چودہ گھنٹوں کے لگ بھگ اسلامی روزہ کی حالت میں لحمیات کا صرفہ ہی نہیں ہونے پاتا کیونکہ روزہ کے آغاز پر glycogen کے ذخیروں کا پہلے صرفہ ہوتا ہے ۔

دماغ کی کارکردگی کا خاص طور پر انحصار خون میں پچاس ملی گرام فی صد سے بھی زیادہ گلوکوز کی درکار سطح پر ہوتا ہے ۔ اسطرح روزہ کے دوران کسی بھی وقت plasma گلوکوز کی سطح میں ایسا توازن حاصل ہوتا ہے جو ذخیرہ کردہ Nutrients کے بہت زیادہ انحطاط کا تدراک کرنے کیلئے کافی ہو plasma گلوکوز میں بتدریج کمی ابتدائی اشارہ ہے کہ InsulinSecretion میں انحطاط پیدا ہورہا ہے ۔

روزہ کے دوران انسولین کی سطح میں کمی کے ساتھ ساتھ glucagon کی سطح میں قابل لحاظ اضافہ عمل میں آتا ہے ۔ انسولین اور glucagon دونوں میں اضافہ سے خون کے اندر جمع شدہ اور جدید مرکب گلوکوز دونوں سرایت کرجاتے ہیں ۔ انسولین میں گراوٹ سے بھی پٹھے میں گلوکوز کا اضافہ ہوتا ہے اور آزاد روغنی ترشوں کی plasma سطح میں بھی اضافہ کا باعث ہوتا ہے جس سے دماغ کیلئے گلوکوز فراہم ہوتی ہے ۔ مقابلتاً انسولین اور گلوکوز کے ارتکازات میں حالت **روزہ خصوصاً**

Marfat.com

اسلامی روزہ میں دوپہر کے وقت پٹھے بہت کم گلوکوز سے مستفید ہوتے ہیں اور غالب ترین ذریعۂ حیات آزاد روغنی ترشے ہی ہوتے ہیں، غذا جیسے افطار کے بعد جبکہ plasmainsulin اور گلوکوز میں اضافہ ہوجاتا ہے تو جگر اور پٹھے خون میں رواں زیادہ سے زیادہ گلوکوز جذب کرلیتے ہیں ۔ انسولین سے Glycogin چربی اور لحمی آمیزش کے اخراج کی تحریک ہوتی ہے ۔ افطار کے بعد پٹھوں میں منتقل شدہ فاضل گلوکوز کی کچھ مقدار Gloycolysis سے خصوصا نماز تراویح کے دوران تعامل کرتی ہے۔
اگر خون میں گلوکوز کی کثیر مقدار موجود ہے تو وہ سحری کے وقت پیشاب میں شامل ہوجاتی ہے یہ شاید اسلئے کہ ہم سحر کے وقت تیز رفتار کے ساتھ کھاتے ہیں ۔ اگر plasma گلوکوز کے گزرنے کی شرح بہت تیز تھی فرض کریں کہ پچاس ملی گرامس فی صد سے بھی کم ہوتو CNS میں اور ریڑھ کی ہڈی میں Glucoreceptors متحرک ہوتے ہیں جس سے قابل رحم اعصابی نظام کے جگر پر اثرات، چکنائی دار رگ ریشے، پٹھے اور adrenalmedulla میں ہیجان پیدا ہوتا ہے ۔

اگر فاقہ کشی کا عرصہ غیر معینہ طور پر طویل ہو جیسا کہ چودہ گھنٹوں پر مشتمل اسلامی روزہ میں واقع نہیں ہوتا جب تک کہ افطار اور سحری میں قابل نظر انداز مقدار نہ لی جائے ۔ روزہ کی حالت میں دماغ کیلئے گلوکوز ہی درکار مکمل توانائی کے ایندھن کا کام کرتی ہے ۔ مختلف تعاملات کے ذریعہ دماغ کو تقریباً پچاس فیصد توانائی کا ایندھن فراہم ہوتا ہے ۔

روزہ اور کم خوری :- یہ دیکھا گیا ہے کہ معمول سے کم غذا کھانے والے جانور اپنے ان ساتھیوں کے مقابلہ میں زیادہ طویل عرصہ تک زندہ رہتے ہیں جو بسیار خور واقع ہوتے ہیں ۔ انھیں بشمول ( Auto-Immune ) امراض بہت کم بیماری کا شکار ہونے کا اتفاق ہوتا ہے جو خود انکی طویل حیات کا ایک سبب بھی ہے ۔ انسان میں Rheumatoid arthritics کے سوزشی علامات روزہ کی حالت میں کم ہوجاتے ہیں ۔

Marfat.com

مزید برآں بعض ایسے امراض بھی ہوتے ہیں جن سے روزہ رکھنے اور حراروں کی یا پابندی سے ہونے والی وزن میں کمی کے ذریعہ صحت حاصل ہوتی ہے ایسے امراض کی مثالیں ہیں خون کے دباؤ میں اضافہ (Hypertension) ذیابطیس (Diabetes) Osteoarthritis, obesity اور Radiculopathies وغیرہ۔ سحر اور افطار کے وقت ہم کو حد سے زیادہ نہیں کھانا چاہیے اگر ہم اپنا وزن کچھ کم کرنے کے خواہشمند ہیں۔

اگر ہم میں سے ہر ایک شخص ہر کھانے میں ایک نوالہ کم کھایا کریں اور وہ نوالہ ایک ضرورتمند تک پہنچانے کا ہم یقین دلائیں تو پھر ہر کھانے پر مفت تقسیم کیلئے کوئی ایک کروڑ نوالے دستیاب رہینگے۔ یہ تصور کرتے ہوئے کہ دنیا بھر میں مسلمانوں کی دس کھرب آبادی موجود ہے۔ ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ ایک شخص کیلئے ایک پلیٹ بھر کھانا دو اشخاص کیلئے کافی ہوسکتا ہے۔ اگر واقعی ہم اپنی پلیٹ کے کھانے میں دوسرے کو حصہ دار بنائیں تو پھر روئے زمین پر کوئی ایک شخص بھی بھوکا نہیں رہیگا۔ پھر بھی بعض ممالک بدقسمتی سے فاضل غذا کی پیداوار کا ذخیرہ کرتے ہیں تاکہ ان کی معاشی حالت قائم رہ سکے۔

ایک حدیث شریف میں اس واقعہ کا ذکر بھی ملتا ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ فلاں فلاں قبیلہ اسقدر طویل عرصہ تک زندہ رہا۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے جب تک وہ خود واقعی بھوک محسوس نہ کریں اور یہ کہ قبل اسکے کہ وہ شکم سیر ہوجائیں وہ لوگ کھانا بند کردیتے ہیں۔

ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہلکی سحر اور ہلکا افطار فرمایا کرتے تھے۔ اگر رمضان کے ختم پر ہمارے وزن میں کمی کے بجائے زیادہ وزن پائیں تو پھر ہم کو چاہیے کہ خود اپنا تنقیدی جائزہ لیں۔ اس سے یہ واضح ہے کہ ہم نے اپنے سرکار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا نہ سیکھا۔

Marfat.com

نیند اور روزہ :- ( Electroencephalogrem ) دماغ کی کارکردگی کے پس منظر کو EEG کہا جاتا ہے اور اسکا Sclap electrode کے ذریعہ ریکارڈ محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ ایک بالغ میں سستانے کی غرض سے بیداری جبکہ دماغ منتشر اور آنکھیں بند ہوں تو parieto- occipital حصوں میں زیادہ نمایاں الفا موجیں ( 8-12 Hz ( cycles/ sec اور 50 micro volts پائے جاتے ہیں۔ جب وہ شخص آنکھیں کھولتا ہے تو یہ موجیں غائب ہوجاتی ہیں۔

اسلامی روزہ کی ابتدائی ساعتوں میں EEG نارمل رہتا ہے۔ پھر بھی alpha rhythm کی شرح کی تبدیلی میں خون میں گلوکوز کی پست سطح کے سبب کمی واقع ہوتی ہے۔ ایسی کیفیت روزہ کے دن شام کے آخری مرحلہ میں پیدا ہوسکتی ہے جبکہ خون میں شکر کم ہوجاتی ہے روزہ اس وصف کو فروغ دیتا اور نیند کی گہرائی کو تقویت دیتا ہے۔ نیند کے دوران جسم اور دماغ کی اصلاح کا عمل انجام پاتا ہے۔ رمضان المبارک کے دوران نیند کے دو گھنٹے زیادہ اطمینان بخش اور تازگی بخش ثابت ہوتے ہیں بمقابل نیند کے ان زیادہ گھنٹوں کے جو ان سے ہٹ کر ہوں۔

بطور تجربہ نیند سے محروم کئے جانے والے جانور چند ہی دنوں میں مرجاتے ہیں خواہ ان کے کھانے پینے اور رہنے کا کتنا ہی بہتر انتظام کیوں نہ کیا جائے۔ طویل عرصہ تک نیند کے بغیر رہنے سے نجات سے ظاہر ہے کہ مطلوبہ نیند کی مقدار کبھی بھی کھوئی ہوئی نیند کی مقدار کے برابر نہیں ہوتی۔اگر مسلسل کئی راتوں تک REM نیند سے روکا جائے تو وہ تمنائی' اشتعال انگیز' حد سے زیادہ سرگرم' نہایت جذباتی اور اپنے ہیجان پر قابو پانے کی بہت کم صلاحیت رکھنے والے ہوجاتے ہیں چونکہ عمر رسیدہ لوگوں کو بہت کم گہری نیند آتی ہے اسلئے ایسے اصحاب کیلئے خاص طور پر روزہ بڑی اہمیت رکھتا ہے جو گہری نیند میں اضافہ کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔

صحت کی برقراری کیلئے خواب دیکھنا ضروری ہوسکتا ہے۔ خوابوں والی نیند '

Marfat.com

شیرخوار بچوں میں نیند کے دورہ ( sleep cycle ) کی پچاس فیصد ہوتی ہے اور عمر کے لحاظ سے کم ہوتی جاتی ہے۔ روزہ سے یقیناً گہری نیند کی حالت میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ REM نیند کے وقفہ میں اور خوابوں والی نیند کے وقفہ میں انحطاط پیدا کرتا ہے۔

**نیند، حافظہ اور روزہ :-** انسانی دماغ میں دو سو تا تین سو کھرب اعصابی خلیے ہوتے ہیں جو کئی باہم چلیپائی نقطوں سے مربوط ہوتے ہیں انسانی دماغ کو حیوانی دماغ سے ممتاز کرنے والا neo cortex یا Association cortex ہے۔ حافظہ مسالماتی عوامل کا ایک زنجیری سلسلہ ہوتا ہے جو اعصابی خلیوں میں حیاتی کیمیائی Bio chimical - تبدیلیوں کا نتیجہ ہے۔ حافظہ کے نظام میں لمحی آمیزش کار فرما ہوتی ہے۔ انسانی دماغ کے مختصر سے حجم کے اندر نظروں، آوازوں، بو، مزے اور جذبات کی صحیح تفصیل کے ساتھ زندگی بھر کے تجربات کی یادداشت محفوظ کی جاسکتی ہے۔ دماغ کے خوردبینی ڈھانچہ میں بیرونی دنیا کا عکس آئینہ کی طرح روشن ہوتا ہے۔ دماغ کے نفیس ڈھانچہ میں تجربات مرتسم اور مخفف ہونے چاہئے قبل اس کے کہ انکا اندراج تحفظ ہو اور دوبارہ یاد کئے جاسکیں، مخفف بنانے کا عمل سالماتی عوامل کے سلسلہ کے ذریعہ انجام پاتا ہے جو بیرونی محرکات کا نتیجہ ہے۔ پتہ نہیں کہ وہ کونسا سالماتی میکانیکی نظام ہے جو مستقل اعصابی تعمیر میں مشاہداتی تجربہ کی ترجمانی کرتا ہے جسکا نتیجہ یہ کہ اعصاب میں ڈھانچہ کی تبدیلی پر کیمیائی ردعمل اثر انداز ہوتا ہے۔

یادداشت کے تحفظ میں تین نظاموں کے عوامل باہم مربوط و کارفرما ہوتے ہیں۔ ایک تو اسی لمحہ ہونے والے واقعات کا فوراً یاد رہنے والا واسطہ دوسرے وہ واقعات جو چند منٹ تا چند گھنٹے قبل وقوع پذیر ہوئے ہوں اور تیسرے ماضی کی یادداشتوں سے متعلق۔ حالیہ واقعات کی یادداشت کو بعض اعصابی امراض سے نقصان پہنچتا ہے لیکن دور کی یادداشتیں سنگین دماغی ضرر کی موجودگی کے باوجود نمایاں حدتک غیر متاثر

Marfat.com

رہتی ہیں۔

کسی دماغی چوٹ یا برقی شاک کے علاج سے بالکل پہلے کی یادداشت اکثر کھو جاتی ہے لیکن دور کی یادداشت متاثر ہونے نہیں پاتی۔

یادداشت کو مختصر کرنے یا مستحکم بنانے کیلئے چند گھنٹے درکار ہوسکتے ہیں۔

گہری نیند میں ترکیبی عوامل وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ دماغ کے لحمی سالمے نیند کے دوران دماغ میں ترکیب پاتے ہیں اور ان کا استعمال REM نیند میں دماغی عمل کو اپنی اصلی حالت پر واپس لاتا ہے۔ روزہ سے گہری نیند میں نمایاں اضافہ ہوتا ہے اور اسی سبب یادداشت کے سالموں میں ہونے والی ترکیب میں مزید سرعت پیدا کرتا ہے۔

**روزہ، مشقت اور نماز تراویح :-** سال بھر اوسطاً ایک مسلمان روزانہ اپنی پنجوقتہ فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ کچھ نوافل نمازیں بھی ادا کرتا ہے جو ایک ایسی خاموش جسمانی ورزش ہے جس میں بدن کا ایک ایک پٹھا شریک رہتا ہے۔

مختلف وضع کی ہیئتوں سے بعض پٹھے Isometric تو دیگر پٹھے Isotonically سکڑتے ہیں۔ جب پورے پٹھے کے طول میں کسی قابل لحاظ کمی کے بغیر سکڑاؤ واقع ہو تو اسکو Isometric (اسی طول کے ساتھ) سکڑاؤ کہا جاتا ہے۔ جب پٹھے کی مشابہت میں سکڑاؤ واقع ہوتا ہے تو اسکو Isotonic (اسی تناؤ کے ساتھ) سکڑاؤ کہا جاتا ہے۔

ورزش کے دوران پٹھوں میں حراروں کی ضرورتوں کو ابتدا میں پٹھوں میں glycogenolysis سے سابقہ پڑتا ہے۔

روزوں کے ماہ رمضان المبارک کے دوران رات کے وقت تراویح کے نام سے زائد نماز پڑھی جاتی ہے جو آٹھ تا بیس رکعت پر مشتمل ہوتی ہے جس کے دوران ہر چار رکعات کے ختم پر اللہ کی تسبیح پڑھی جاتی ہے۔ اسکے باوجود کہ افطار کے وقت تقریبا ڈیڑھ تا دو گھنٹے قبل جو فاضل حرارے صرف ہوتے ہیں اور اسی

Marfat.com

وقت جبکہ خون میں شکر کی سطح میں غذائی تقویت کے سبب اضافہ ہوتا ہے' تراویح جیسی زائد مشقت سے لچکدار نرمی' مطابقت اور سستانے کے رد عمل میں بہتری پیدا ہوتی ہے اور نارمل آدمیوں میں ہونے والے مشقت آمیز خودکار رد عمل میں کمی واقع ہوتی ہے اور جس کے ذریعہ تفکر اور اداسی سے راحت ملتی ہے۔

خاموش مشقت سے صحت مندی اور جذباتی شرافت میں بہتری پیدا ہوتی ہے اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔ قوت برداشت و استقامت نیز لچک اور طاقت میں سدھار پیدا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ انسان اپنے حسب معمول و عادات سکت سے کسی قدر زیادہ حاصل کرنے میں پوری طرح کوشاں رہے۔ ہر کسی کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ تعجب خیز رفتار سے چلے۔ بلکہ تین میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چہل قدمی یا روزانہ پانچ وقت کی لازمی نمازوں سے ، کسی ناپسندیدہ اثرات کے بغیر وہی جسمانی تغیرات واقع ہوتے ہیں۔ مشقت و ریاضت کے صحت مندانہ صفات سے ہٹ کر' ہلکی سی مشقت مثلاً نمازیں وغیرہ اس شخص کو تربیت دے کر اس قابل بنادیتی ہے کہ وہ کسی بھی غیر متوقع جسمانی تھکاوٹ کا مقابلہ کرنے کیلئے مستعد ہو۔ جیسے کسی بس کیلئے دوڑنا جو زیادہ محفوظ اور کارآمد ثابت ہوسکے۔ یہ ان بزرگ لوگوں کیلئے فائدہ مند ہے جو اپنی آزادی کو ایک عرصہ دراز تک برقرار رکھنے کے قابل ہوں۔ وہ لوگ جو روزہ رہنے کے ساتھ ساتھ نماز تراویح ادا کرتے ہیں۔ انکے بارے میں یہ اطلاع ہے کہ وہ خود کو زیادہ بہتر اور تندرست محسوس کرتے ہیں۔

عمر رسیدہ لوگوں میں جسمانی سرگرمی کی سطح گر جاتی ہے۔ ہڈیاں نحیف اور Osteoporotic ہوجاتی ہیں۔ جلد بھی پتلی اور جھلی دار ہوجاتی ہے۔ جسم کی اصلاح کا طریقہ کار سست ہوجاتا ہے اور غیر فعال رد عمل Immune Responses میں کمی واقع ہوتی ہے۔ عمر رسیدہ لوگوں میں انسولین کے بڑھتے ہوئے Factor I کی سطحیں جسمانی کارکردگی کے ساتھ مربوط ہوتی ہیں تمام مرکزی اعضاء کی محفوظ کارکردگی انحطاط

Marfat.com

پذیر ہوتی ہے اور عمر رسید لوگ' حادثات اور امراض کیلئے زیادہ غیر محفوظ ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ نمازیں لازمی ہیں اسلئے عبادت کے دوران بار بار دہرائے جانے والی باقاعدہ جسمانی حرکات و سکنات سے عضلاتی قوت' نسوں کی طاقت' جوڑوں میں لچکدار نرمی اور قلب کی پوشیدہ رگوں میں بہتری پیدا ہوتی ہے اس سے انھیں معیار حیات کو بلند کرنے کا حوصلہ ملتا ہے اور ایسے غیر متوقع مہموں سے انھیں نمٹنے کے قابل بناتا ہے جو ان کے پستی سے دوچار ہونے اور ان کے جسموں کو ضرر پہنچنے کا نتیجہ ثابت ہوتے ہیں۔ اس سے آزاد رہنے کے لئے ان کی قوت برداشت' خودرائی اور خود اعتمادی کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔

افطار سے عین قبل خون میں گلوکوز اور انسولین دونوں اپنی پست ترین سطح پر ہوتی ہیں جو پٹھوں کے ذریعہ بہت کم جزو بدن بنتی ہیں اور FFA سب سے اہم غالب ایندھن کا کام دیتا ہے۔ افطار سے لگ بھگ ایک گھنٹہ بعد خون میں گلوکوز اور Plasma Insulin دونوں کی مقدار میں اضافہ ہونے لگتا ہے۔ زیادہ تر گردش کرنے والی گلوکوز جگر حاصل کرلیتا ہے تاکہ glycogen کا مادہ لبریز ہوجائے اور پٹھے بھی وہی فعل کرنے لگیں۔ جب تک شکر کی زیادہ مقدار تیزی سے نہ کھالی جائے خون میں گلوکوز کی سطح اپنے ابتدائی مرحلہ تک نہیں پہنچ پاتی اور پیشاب میں کوئی شکر خارج نہیں ہوتی۔ بہرحال افطار کے بعد خون میں شکر کی مقدار جب بڑھنے لگتی ہے تاکہ ایک یا دو گھنٹے میں بلند سطح پر پہنچ جائے تو نماز تراویح کے فائدے اپنا اثر دکھاتے ہیں جبکہ بعد میں وہ خون میں شکر کے اضافہ کی رفتار سے عین مطابقت رکھتے ہیں۔
نماز تراویح کے دوران گردش کرنے والی گلوکوز Co2 یعنی کاربن ڈائی آکسائیڈ اور H20 پانی کے آکسائیڈ میں تبدیل ہوجاتی ہے۔

نماز تراویح ایک پرسکون مشقت سمجھی جاتی ہے اور اس پُرسکون مشقت کے جسم پر مترتب ہونے والے مفید اثرات حسب ذیل ہیں۔

Marfat.com

(Skeletal Muscle) لحیات کی کافی مقدار موجود رہنے کے باوجود غیر مستعمل
پٹھے میں لاغری پیدا ہوتی ہے۔ نمازوں کے دوران جسم کا ہر ایک پٹھا سکڑتا ہے
جن میں سے بعض Isotonical طور پر اور دیگر Isometrical طور پر۔ اس مشقت
سے قوت تحمل میں بہتری اور تھکاوٹ میں کمی ہوتی ہے۔ یہ عمل معذوروں کو اپنی
بچی کچی توانائیوں کا زیادہ سے زیادہ بہتر استفادہ کرنے کے قابل بناتا ہے۔

آرام لیتے وقت کسی پٹھے کے خون کا بہاؤ پست ہوتا ہے۔ جب کوئی پٹھا سکڑتا
ہے تو وہ اپنے میں موجود خلیوں پر دباؤ ڈالتا ہے اگر اس میں زیادہ سے زیادہ دس
فیصد تناؤ واقع ہو۔ سکڑاؤ کی ایسی حالتوں کے پیدا ہونے کے درمیان' خون کے بہاؤ
میں بڑا اضافہ ہوجاتا ہے۔ خون کے بہاؤ میں بعض اوقات اس مشقت کے آغاز سے
قبل ہی اضافہ ہوجاتا ہے جو اس مشقت یعنی نماز تراویح ادا کرنے کے محض خیال و
تصور کے ساتھ بھی واقع ہوتا ہے۔ بہرحال نماز تراویح سے فارغ ہونے کے بعد خون
کا دباؤ' نارمل سطحوں سے بھی کچھ نیچے تک گرجاسکتا ہے جو ایک نہایت خوش آئند
علامت ہے۔

نماز تراویح کی جیسی باقاعدہ مشقت کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ آکسیجن کا صرفہ
(Vo2 max) ہوتا ہے۔ جسطرح پابندی کے ساتھ ریاضت کرنے والے لوگ خود کو
بہتر محسوس کرتے ہیں بالکل اسی طرح پابندی کے ساتھ نماز تراویح پڑھنے والوں کا
مشاہدہ ہے کہ وہ بھی خود کو بہتر محسوس کرتے ہیں۔ باقاعدہ جسمانی مشقت سے اس
امکان کو تقویت ملتی ہے کہ ایسا شخص اپنی دست برداری کی معیاری عمر کے
گذرجانے کے بعد بھی بڑا مستعد اور ہشاش بشاش رہتا ہے۔ اسی طرح وہ سب لوگ
جو پنجوقتہ فرض نمازوں کے علاوہ نماز تراویح بھی ادا کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے مقابلہ
میں زیادہ چست اور فعال ہوتے ہیں جو مسنون نماز تراویح ادا نہیں کرتے۔

(Tendons & Connective Tissues) لاغری اور ملانے والی رگیں:-

Marfat.com

اس مشقت (نماز تراویح) کی بدولت جسمانی طاقت اور جوڑوں کی پائیداری میں بہتری پیدا ہوتی ہے اور ضرر رسانی کا خطرہ کم ہوجاتا ہے۔

(Skeleton) (ڈھانچہ):- ہڈیوں میں معدنی مادوں کا فقدان بلحاظ عمر خصوصاً ۴۰ سال کی عمر بعد واقع ہوتا ہے۔ جوان اور بوڑھی خواتین میں ہلکی مشقت و ریاضت کے ذریعہ ہڈیوں کی کثافت میں گراوٹ کا سدباب کیا جاسکتا ہے یا اسکے برعکس حالت پیدا کی جاسکتی ہے۔ سخت مشقت کے ذریعہ **زور آزمائی** کے مواقع پر ہڈی کی معدنی کثافت میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ رکوع اور سجدہ کے دوران جسمانی ڈھانچہ کے بعض حصوں کو کچھ زیادہ دباؤ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ سجدہ کرنے کے دوران کلائی سے کہنی تک کے حصے پر پڑنے والا دباؤ جبکہ بدن زمین سے اٹھایا جاتا ہے' ہاتھ کی ہڈیوں میں معدنی مادہ بڑھاتا ہے۔ مشقت و ریاضت سے osteoporosis کا بھی تدارک ہوجاتا ہے اور ہڈیوں کے ڈھانچہ کی نارمل حالت کو قائم رکھنے میں مدد ملتی ہے Osteoporosis کا اندیشہ اور نتیجتاً کولھے کی ہڈیوں میں تڑک کے واقعات ان لوگوں میں نسبتاً کم ہوتے ہیں جو پابندی کے ساتھ روزانہ پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ نماز تراویح بھی پڑھا کرتے ہیں۔

جوڑ (Joints):- مشقت و ریاضت سے جوڑوں کے اندر چکناہٹ بڑھتی ہے' حرکت کرنے کے احاطہ میں وسعت اور لچکدار نرمی پیدا ہوتی ہے۔ نماز ادا کرنے کے دوران مختلف ہیئتوں میں وزن کے تغیر سے چکناہٹ پیدا ہوتی ہے جسکے باعث جوڑوں کے خالی حصوں میں synovial fluid کے پہنچ جانے سے تحفظ پیدا ہوتا ہے۔ اسلامی نمازوں میں فعال گھٹنے کی حرکات سے vein thrombosis کا سدباب ہوجاتا ہے جسکی عمر رسیدہ لوگوں کے پاؤں میں بہت عام شکایت ہوا کرتی ہے۔

(Erhytropoietic System):- بار بار ریاضت و مشقت سے ہڈی کے مغز میں erythropoeetic کے طریقہ کار میں سرعت پیدا ہوتی ہے۔

Marfat.com

(Metabolic Effects) **ریاضت و مشقت** :- جسم کے وزن پر قابو پانے میں بہتری پیدا کرتا ہے اور اس سے جو حرارے صرف ہوئے ہیں وہ ذائقہ میں اضافہ کے متناسب نہیں ہوتے۔ افطار اور سحر کے دونوں اوقات میں متوسط غذا کی پابندی کے ساتھ ساتھ نماز تراویح کی پابندی سے وزن میں کمی مقصد کی تکمیل ہوتی ہے۔ ریاضت و مشقت کے باعث چربی اور جسم کا وزن دونوں گھٹ جاتے ہیں۔ لیکن چربی سے آزاد وزن مستقل قائم رہتا ہے یا اس میں خفیف سا اضافہ ہوسکتا ہے۔ جب کم توانائی بخش غذائیں ریاضت کے ساتھ یکجا ہوجائیں تو چربی سے آزاد وزن میں قابل لحاظ حد تک کمی واقع ہوتی ہے انکے مقابل میں جو صرف پروگرام کے مطابق غذائیں استعمال کرتے ہیں۔ لہذا وہ لوگ جو ماہ رمضان المبارک میں اپنا کچھ فاضل وزن کم کرنا چاہیں تو وہ افطار اور سحر کے وقت حد سے زیادہ نہ کھائیں اور مزید یہ کہ نماز تراویح پابندی سے پڑھیں۔

ریاضت و مشقت امراض قلب کو قریب آنے نہیں دیتی اور Carbohydrate tolerance اور ذیابطیس وغیرہ کا سدباب کرتی ہے۔ جو لوگ پابندی سے ریاضت کرتے ہیں ان میں clotting factors, B.P. وزن میں کمی اور پٹھوں اور دیگر عضلات میں انسولین کی حالت' میں مفید تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ پابندی سے روزہ رکھنے والے اور نماز تراویح پڑھنے والے مسلمانوں کے چہروں پر جھریاں نمودار نہیں ہوتی ہیں جبکہ وہ بہت عمر رسیدہ ہوتے ہیں۔

(Cardiovascular Effects) **قلب پر تراویح کے اثرات** :- ریاضت سے فائدہ بخش اثرات اصل قلبی حصہ پر بھی مترتب ہوتے ہیں۔ جیسے سگریٹ نوشی ترک کردینا' چڑچڑاپن میں کمی' قلب کو آہستہ کردینا' خون کے دباؤ میں خفیف سا انحطاط پیدا کرنا وغیرہ وغیرہ۔ کہنہ امراض شش و سینہ میں بھی ریاضت بڑی مددگار ثابت ہوتی ہے۔

Marfat.com

نفسیاتی عوامل ( Psychological Functions ):- ریاضت کے باعث مزاج، خیال و سلوک میں سدھار ہوتا ہے۔ ریاضت، معیار حیات کو بلندی عطا کرتی ہے۔ تفکرات اور مایوسی کو دفع کرتی ہے۔ خوش مزاجی پیدا کرتی ہے اور خودرائی و خود اعتمادی پیدا کرتی ہے۔ عمر رسیدہ لوگوں کے حافظہ کو قوی بناتی ہے خصوصاً قرآن مقدس کی آیات اور تسابیح کا بار بار اعادہ دماغ میں پیدا ہونے والے خیالات سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ کسی عبادت، آیت تسبیح، ذکر یا عضلاتی حرکات کے اعادہ کے ذریعہ منتشر خیالات سے راحت نصیب ہوتی ہے جس کا نتیجہ خون کے دباؤ میں کمی 02 consumption میں انحطاط اور قلب و تنفسی نظام کی شرح میں کمی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ سب کچھ نماز تراویح میں ایک ساتھ جمع ہوجاتے ہیں جو راحتی رد عمل کیلئے ایک مثالی صورت حال ہے کیونکہ اس میں نمازوں، اللہ کی تسبیح اور مناجات کے بار بار اعادہ کے ساتھ ساتھ عضلاتی کارکردگی کا بار بار اعادہ بھی جمع ہوجاتا ہے۔ نماز تراویح دماغ کو راحت و آرام بخشتی ہے۔ دماغ کی راحت کی یہ حالت جزوی طور پر encephalins beta endorphins وغیرہ کے گردش کے دوران اخراج کے باعث ہوتی ہے۔

اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس میں نماز وغیرہ عبادات میں جسمانی حرکات اور روحانی ریاضت دونوں ساتھ ساتھ جمع ہوتے ہیں۔ ایک مسلمان پر زندگی بھر عبادت کا لزوم عائد کیا جاتا ہے جو ہر چند گھنٹوں سے دوہرائی جاتی ہے اور جس سے نمازوں کے جسمانی حرکات کے دوران غور و فکر اور دھیان دینے کے ایک مشکل کام انجام دینے کی تربیت وہ شخص حاصل کرتا ہے۔ تاکہ وہ روحانی کے ساتھ ساتھ جسمانی ریاضت و مشقت کے برکات سے استفادہ کرے۔ **نماز** تو اس لحاظ سے منفرد اور بے نظیر ہیکہ جسمانی حرکات کے دوران عضلاتی تناؤ پیدا ہوتا ہے جبکہ اسکے ساتھ ساتھ دماغ میں اسکے روحانی اثرات کی بدولت دماغی تناؤ سے راحت نصیب ہوتی ہے۔

Marfat.com

# عرش تک رسول اکرم کی جسمانی معراج سائنس اور قرآن کی روشنی میں

" رَبُّ الْعَالَمِیْنَ " کے معنیٰ ہیں تمام عالموں اور تمام موجودات کا پروردگار ۔ رب ماخوذ ہے " ربوبیت " سے جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک ہے جسکا مطلب ہے " کسی بھی چیز کی ابتدا سے اسکے آخری مرحلہ تک لحہ بہ لحہ پرورش کے اسباب فراہم کرنا " ۔ یہ پرورش جسمانی بھی ہوسکتی ہے ' عقلی بھی ' اخلاقی بھی یا روحانی بھی جو اس خاص مخلوق کے لئے بہترین ثابت ہوسکے ۔ پرورش کے لئے ہرایک کی روزی ایک کتاب میں لکھی ہوئی ہے

کُلٌّ فِی کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ، (قرآن ۱۱/ ۶) ۔ وہ مشرقین اور مغربین کا رب ہے (ق ۷۰/ ۴۰) ۔ یہ سب اس لئے کہ دور افق پر موجود کہکشانوں پر انکے شمسی نظام کے تحت کئی عالم آباد ہیں جن میں سے ہر عالم کے لئے ایک مشرق اور ایک مغرب ہے ۔

## لاکھوں آباد سیارے

عالمین سے مراد ہے کئی عالم اور کئی کہکشاں ۔ اسکا ترجمہ کبھی کل موجودات بھی کیا جاتا ہے اور اسی لئے رب العٰلمین کا بعض وقت ترجمہ کیا جاتا ہے " جملہ موجودات کا پروردگار یا روزی دینے والا " ۔ کئی سال قبل یہ اندازہ لگایا گیا تھا کہ تنہا ہمارے

Marfat.com

سیاروں کے نظام پر ایسے کوئی چھ ہزار لاکھ سیارے موجود ہیں جن پر آبادی ہوسکتی ہے۔ پوری کائنات میں موجود سیاروں کی تعداد کا شمار کرنا تو ناممکن ہوگا کیونکہ ایک حالیہ سائنسی شہادت کے مطابق کائنات میں پھیلاؤ واقع ہورہا ہے۔ جیسے جیسے کائنات میں وسعت ہوگی تو زیادہ فاصلہ پر رہنے والی شئے زمین سے تقریباً نور کی رفتار سے دور حرکت کرتی جائیگی۔ اسطرح گزرنے والے ایک سکنڈ کے دوران لاکھوں سیارے وجود میں آتے ہیں جو ہماری زمین سے کھربوں گنا بڑے اور کئی کھربوں نوری برسوں کے فاصلہ پر ایک دوسرے سے دور ہوتے ہیں۔ واضح ہوکہ نور (روشنی) ۱۸۶۲۸۲ میل فی سکنڈ کی رفتار کے ساتھ فاصلہ طے کرتا ہے۔ جب کبھی ہم تاروں پر نظر ڈالتے ہیں تو گویا ہم وقت کی گہرائی میں جھانک کر دیکھتے ہیں کیونکہ ان اشیاء یا اجسام سے نور کو ہم تک پہنچنے کے لئے لاکھوں اور کروڑوں برسوں کا فاصلہ طے کرنا پڑا ہے۔

ہر سیارہ میں مختلف اقسام کے عالم ہیں جن پر مختلف ابعاد کی مختلف مخلوقات آباد ہیں۔ انسان سہ ابعادی ( Three-dimensional ) جسامت والی مخلوق ہے۔ قرآن پاک میں مختلف جسامت و ابعاد والی مخلوقات کا ذکر ہے جن میں سے بعض پوشیدہ یعنی نظر نہ آنے والی مخلوق جیسے فرشتے' ابلیس (شیطان)' روح اور آگ سے پیدا کردہ جنات ہیں اور یہ سب ہمارے تصور اور سائنسی مشاہدات کی دسترس سے باہر ہے۔

حالیہ سائنسی نتائج اور قرآن: کوئی ساٹھ سال پہلے نظر آنے والی روشنی جسکو انگریزی میں کہتے ہیں ( Optical Frequency Electro - magnatic waves ) ہی دور کی دنیا کا مطالعہ کرنے کا واحد ذریعہ تھا۔ بعد ازاں ( Radio-astronomy ) پھر اسکے فوراً بعد ( Infra - red, x - ray and gammaray ) کی دریافت کے کارناموں کے ذریعہ مزید تحقیق ممکن ہوسکی۔ حال ہی میں کششی امواج

Marfat.com

(Gravitatiolal waves) نے کائنات کے بارے میں نئی معلومات فراہم کیں جن کے ہمراہ ایک مختلف قسم کی توانائی ہمیشہ رہتی ہے۔ اور آنے والے دہے کے لئے تیار کئے جانے والے کششی تجربہ خانوں (Gravitational Laboratories) کے ذریعہ بیرونی خلاء سے وصول ہونے والے مزید کئی پیامات (Galactic Signals) کی بہتر دریافت کی جائیگی۔

ہمارا سیاروں والا نظام ایسے کئی کروڑوں نظام میں سے ایک ہے۔ دور کے سیاروں والے نظام ہر سمت میں معدوم ہوتے جارہے ہیں جیسا کہ "Doppler effect" سے پیمائش کرنے پر معلوم ہوا۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ بھی ہے فَلَآ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ (ق ۸۱/ ۱۵) یعنی "تو قسم ہے انکی (ان سیاروں کی) جو الٹے پھریں"۔ کہکشانوں یعنی سیاروں کے جھرمٹوں کے درمیان قریب ترین فاصلہ کا اندازہ تقریبا تین ہزار نوری سالوں کے برابر لگایا گیا ہے۔ کائنات میں وسعت واقع ہورہی ہے اور سیاروں کی یہ کہکشاں بے تحاشہ رفتار کے ساتھ معدوم ہوتی جارہی ہیں جیسا کہ چودہ صدی قبل قرآن مقدس میں خود بتایا گیا۔

وَالسَّمَآءَ بَنَيۡنٰهَا بِاَيۡىدٍ وَّاِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ (ق ۵۱/ ۴۷) یعنی "اور آسمانوں کو ہم نے ہاتھوں سے بنایا اور بیشک ہم وسعت دینے والے ہیں"۔ ارشاد الہیٰ ہے کہ کائنات کے دوسرے حصوں میں بھی جاندار مخلوقات آباد ہیں۔

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَثَّ فِيۡهِمَا مِنۡ دَآبَّةٍ (ق ۴۲/ ۲۹) یعنی "اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش فرمائی اور ان پر جو جاندار مخلوق پھیلائی یہ اسکی نشانیوں سے ہے" اگر یہ فرض کریں کہ وہ سب ہم سے کئی لاکھ برسوں قبل سے موجود ہیں تو پھر وہ ہم سے کہیں زیادہ ترقی یافتہ مخلوق (انسان یا دیگر) ہوگی۔

Marfat.com

میں نے معراج میں جسمانی پرواز ایک روشن حقیقت ہونے کا نظریہ پیش کیا ہے۔ ایک ایسا نظریہ جو انکار کئے جانے کا مستحق نہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے احاطۂ قدرت میں ہے۔ جس طرح طبعیات یا کیمیا کا ایک پروفیسر اپنا لیکچر دینے کے بعد ہمیں تجربہ خانہ لے جاتا ہے تاکہ اسکا مظاہرہ کیا جاسکے اور مشاہدہ کے ذریعہ اسکو ثابت کیا جاسکے۔ بلا تشبیہ و تمثیل اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے علوم سے آراستہ کرنے کے بعد آپ کو اپنے تجربہ خانہ کی سیر کرائی تاکہ آپ کے سامنے اسکا عملی مظاہرہ ہو جائے۔

**جسمانی معراج۔ ایک حقیقت** ۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج سے متعلقہ بنیادی خصوصیات کی بدولت ہمارے ذہنوں میں کوئی شک و شبہ ہی باقی نہیں رہتا کہ آپکی معراج جسمانی لحاظ سے جسم اور روح دونوں کے ساتھ نیز کامل بیداری مستعدی اور مکمل ہوش و حواس کی حالت میں یقیناً واقع ہوئی۔ باون سال کی عمر شریف میں ماہ رجب کی ستائیسویں شب معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں رجب کی ستائیسویں تاریخ کو ایک اہم سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے اور ہمارے لئے بھی نہایت اہم یادگار بھی جبکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمیں روزانہ کم از کم پانچ نمازوں کا تحفہ عطا فرمایا گیا۔

۱) اسی تاریخ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر یاد فرمایا اور وہاں موجود سیاروں کا وسیع نظارہ دکھایا اور انکے بارے میں کئی قسم کے علوم سے نوازا۔ ( پروفیسر آئنسٹائن کا نظریۂ اضافت اسکا بہترین جواب دے سکتا ہے کہ خلاء میں گذارے ہوئے صرف دو گھنٹے زمین پر کے کئی سالوں کے برابر کسطرح ہوسکتے ہیں۔ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے معراج کی شب ستائیس (۲۷) برسوں کے برابر وقت گزارا ہے مگر پھر بھی واپسی پر

Marfat.com

آپ کا بستر گرم ہی تھا)

ب) اسی تاریخ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ احکام الہیٰ سونپے گئے کہ مسلمانوں پر روزانہ کم از کم پانچ وقت نماز پڑھنا فرض ہے جو دراصل پچاس وقت کی نمازوں کی تخفیف کا نتیجہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہر نیکی کا ثواب دس گنا عطا فرماتا ہے تو پھر پانچ وقت روزانہ نمازوں کا بھی اجر پچاس گنا ہی ہوگا لیکن نماز (عبادت) بھی تو ایک نیک عمل ہے۔

(ج) اسی تاریخ اللہ تعالیٰ اور حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک اہم کلام کا تبادلہ عمل میں آیا جسکا دنیا بھر کے کروڑوں مسلمانوں کی طرف سے روزانہ کئی بار اعادہ کیا جاتا ہے جبکہ مسلمان سجدۂ ثانی کے بعد قعدہ میں بیٹھنے کے ساتھ ہی تشہد (اعلان عقیدہ) پڑھتے ہیں جسکو التحیات بھی کہتے ہیں کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اور اپنی امت کی جانب سے اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اپنی عبادتوں کا شکرانہ پیش کیا۔ روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ کھولا گیا (یعنی شق صدر کیا گیا)۔ قلب مبارک نکالا گیا، اسکو دھوکر مزید پاکیزہ کرنے کے بعد پھر اندر رکھدیا گیا۔

معراج کا سفر رات کے وقت ہوا۔ آپ یکے بعد دیگرے فرشتہ جبرئیل علیہ السلام کے ہمراہ تمام آسمانوں میں سے گزرے جہاں آپ کی ملاقات عظیم پیغمبروں سے ہوئی جنھوں نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ ساتویں آسمان میں جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو سدرۃ المنتہیٰ نام بیر کے درخت تک پہنچادیا۔ یہاں خود فرشتہ جبرئیل علیہ السلام کو آپ سے جدا ہونا پڑا کیونکہ جبرئیل اس اندیشہ سے آگے بڑھ نہ سکے کہ کہیں انکے پر جل کر خاکستر نہ ہوجائیں ہمارے آقا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے اپنا سفر جاری رکھا یہاں تک کہ قرآنی آیت ۵۳/ ۹ کے بموجب عرش الہیٰ سے آپ نے صرف دو کمانوں کے فاصلہ پر رسائی حاصل کرلی۔ اس موقع

Marfat.com

پر آپ نے بارگاہِ الٰہی میں اپنا جو نذرانہ تشکر پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کے درمیان جن کلمات کا تبادلہ عمل میں آیا وہ حسب ذیل ہیں۔

منجانب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم: "اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبَاتُ" (تمام تعریفیں اور مالی و بدنی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہے)

فرمان الٰہی: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ" (اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں ہوں)

ارشاد نبوی: اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ (ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو)

"اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)

فرمان الٰہی: "وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں)

تب سارے فرشتے وغیرہ آسمانوں سے پکار اٹھے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ (اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود بھیج)

واضح باد کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تبادلہ کئے گئے ان کلمات کو ہم سب روزانہ کئی بار نماز کے دوران تشہد میں مستقلاً اور دائماً دہرایا کرتے ہیں جو اسی معراج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمانی سفر کی یادگار ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ" یعنی نماز مومنوں کی معراج ہے۔ اور مومنین وہی ہیں جو اپنے راسخ عقیدہ کا نہ صرف اقرار کرتے ہیں بلکہ اس پر پوری طرح عمل پیرا بھی ہوا کرتے ہیں

Marfat.com

## معراج آسمانی کا واقعہ قرآن کی روشنی میں

"سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○

(قرآن ۱/۱۷)

"پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی جسکے گرد اگرد ہم نے برکت عطا کی تاکہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔"

اور اسکے بعد قرآنی سورۃ (۵۳) کی آیات نمبر ۱ تا ۱۸ واقعات کی تفصیل کیلئے پڑھئے۔ اللہ تعالیٰ خود ستارے کی قسم کھاکر ہمیں یقین دلاتا ہے کہ وہ ایک مقدس آسمانی واقعہ تھا۔

(۱) "وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی"۔ "اور تارے (محمد صلی علیہ وسلم) کی قسم جب وہ (معراج سے) اترے۔"

(۲) "مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی"۔ "تمہارا ساتھی نہ راہ حق سے بھٹکا نہ بہکا۔"

(۳) "وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی"۔ "اور وہ تو اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتا۔"

(۴) "اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی"۔ "نہیں ہے یہ مگر وحی جو انکی طرف کی جاتی ہے۔"

(۵) "عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی"۔ "انھیں زبردست قوتوں والے نے سکھایا۔"

(۶) "ذُوْ مِرَّۃٍ فَاسْتَوٰی"۔ "بڑے طاقتور نے پھر اس نے (بلندیوں کا) قصد کیا۔

Marfat.com

(۷) وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى۔ اور وہ سب سے اونچے کنارہ پر تھا۔

(۸) ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى۔ پھر وہ قریب ہوا اور قریب ہوا۔

(۹) فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى۔ یہاں تک کہ صرف دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

(۱۰) فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى۔ پس اللہ نے اپنے (محبوب) بندے کی طرف جو وحی کی۔

(۱۱) مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى۔ نہ دل نے جھٹلایا جو (چشم مصطفیٰ) نے دیکھا۔

(۱۲) اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى۔ کیا تم نے ان سے اس پر جھگڑتے ہو جو انھوں نے دیکھا۔

(۱۳) وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى۔ اور انھوں نے اسے دوبارہ بھی دیکھا۔

(۱۴) عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

(۱۵) عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى۔ اسکے پاس ہی جنت الماویٰ ہے۔

(۱۶) اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى۔ جب سدرۃ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔

(۱۷) مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى۔ چشم (مصطفیٰ) نہ پھری نہ حد سے آگے بڑھی۔

(۱۸) لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى۔ بیشک انھوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

راست سر کی آنکھوں سے مشاہدہ: "لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا" (قرآن ۱/۱۷) یعنی "تاکہ ہم انھیں اپنی نشانیاں دکھلائیں" سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اپنی نشانیاں دکھلائیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی سب سے

Marfat.com

بڑی نشانیاں دیکھیں جب کہ فرمایا" لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى"
(ق ۵۳/ ۱۸) یعنی "بیشک انھوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں"۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر وہ چیز راست اپنی سر کی آنکھوں سے دیکھا جسے اللہ تعالیٰ آپ کو دکھانا چاہتا تھا۔ آپ کی نظریں جمی رہیں آپ کی نگاہیں ادھر ادھر نہ بھٹکیں۔ جیسا کہ ارشاد باری ہو" مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى" (ق ۵۳/ ۱۷)
(یعنی چشم مصطفیٰ نہ پھری نہ حد سے آگے بڑھی)

خواب ایک مبہم اور عام تجربہ ہے۔ لوگ غیر معمولی اور عجیب و غریب خواب دیکھا کرتے ہیں اور ان خوابوں کے سچے ہونے پر ان کا یقین ہی نہیں ہوتا۔ جب کبھی ہم ایسے خواب دیکھتے ہیں تو ہم " سُبْحَانَ اللّٰه " یا اللہ کی پاکی نہیں بیان کرتے۔ یہ امر قابل غور ہے کہ قرآن ۱۷/۱ کی آیت شریف سُبْحٰنَ الَّذِیْ کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے جس سے یہ اہمیت واضح ہوجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پر ایسا انکشاف فرمانے والا تھا تو نہایت غیر معمولی اور بے حد اہم ہے۔ اور ق ۱۷/۱ "لِنُرِيَهُ مِنْ اٰيٰتِنَا" کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اسکو ایک حقیقت بنادیا کہ ہمارے آقا نے یقینا اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیوں کا مشاہدہ کیا۔
جیسا کہ ق ۵۳/ ۱۸ میں فرمایا لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى"۔ (یعنی بیشک انھوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز کا تفصیلی اور بالکل واضح طور پر مکمل شعور و احساس کی حالت میں مشاہدہ فرمایا۔ آپ کی چشمان مبارک بھٹکنے نہ پائیں۔ درحقیقت آپ نے بالکل اسی کا واقعی مشاہدہ کیا جسکا کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو واقعی مشاہدہ کروایا۔

**خواب کیوں نہیں ؟** قرآن ۵۳/ ۱۱ میں ارشاد ہے مَاكَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰى یعنی نہ دل نے جھٹلایا جو (چشم مصطفیٰ) نے دیکھا قرآن پاک کی ایک ایک آیت وحی خدا ہے۔ وحی نہ قیاس آرائی ہے نہ خواب ہے اور نہ ہی پراسرار تجربہ ہے۔

Marfat.com

وحی ایک حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس پیام کو ایک فرشتہ جبریئل علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کی عزت حاصل کرتا ہے۔ ہمارے آقا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے خواب پڑتے تھے جنکی تفصیل آپ صبح میں اپنے صحابہ کے سامنے بیان فرمایا کرتے تھے۔ لیکن آپ نے شب اسریٰ اپنی معراج کا تذکرہ ایک خواب کی حیثیت سے ہرگز نہیں فرمایا کیونکہ وہ وحی ہی تھی چنانچہ قرآن (۵۳/ ۴، ۱۰) میں ارشاد باری ہے "اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی" یعنی نہیں ہے یہ مگر وحی جو انکی طرف کی جاتی ہے نیز "فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی" یعنی "پس اللہ نے اپنے (محبوب) بندے کی طرف جو وحی کی" اسی طرح (قرآن ۱۷/ ۱) میں فرمایا "لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا" یعنی "تاکہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں"۔ (قرآنی آیات ۱۷/ ۱ اور ۵۳/ ۱ تا ۱۸) میں جو واقعات درج ہیں وہ خوابوں کی حیثیت نہیں بلکہ وحی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(۱) یہ امر غور طلب ہے کہ خواب کے لئے عربی میں " حُلْم " کا لفظ ہے جو معراج سے متعلق قرآنی آیات میں ملتا ہی نہیں اور اسی طرح نیند کے لئے عربی لفظ " نَوْم " اور خواب کے لئے عربی لفظ " مَنَام " اور نیند کے لئے عربی لفظ " رَقْد " جیسے الفاظ بھی معراج کی آیات قرآنی میں نہیں پائے جاتے۔ دراصل اللہ تعالیٰ جب ایسے کسی واقعہ کا ہم سے ذکر فرمانا چاہتا ہے جو ایک کشف یا خواب کی نوعیت کا ہو تو وہ لفظ " " اری " بمعنی دیکھنا کے بعد ہی لفظ " مَنَام " یعنی خواب (استعمال فرماتا ہے جیسا کہ قرآن (۳۷/ ۱۰۲) میں ہے "اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ" یعنی " میں نے خواب میں دیکھا یہ کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں "۔ اسی طرح قرآن (۸/ ۴۳) میں بھی ہے "اِذْ یُرِیْکَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِکَ قَلِیْلًا" یعنی " جبکہ اے محبوب! اللہ تمہارے خواب میں انھیں (کافروں) کو تھوڑا دکھاتا ہے"۔

(۱) قرآن (۱۷/ ۱) (۵۳/ ۱۰) میں عبدہ کا لفظ آیا ہے بمعنی "اسکا بندہ"۔

Marfat.com

اور عبد یعنی بندہ جسم اور روح دونوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ آیت میں اللہ تعالیٰ نے روح کا لفظ نہیں فرمایا۔ (موت کے وقت جسم اور روح ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں)۔ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ کے قرآنی الفاظ سے صاف واضح ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں نہیں بلکہ بیداری میں جسم کے ساتھ لیجایا گیا۔

(ب) بی بی ام ہانی رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ معراج کی رات جب وہ بیدار ہوئیں تو انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکے بستر پر نہیں پایا۔ تلاش کئے جانے کے باوجود آپ نہیں پائے گئے۔ اگر اسکی نوعیت کشف یا خواب یا روحانی سفر کی ہوتی تو پھر آپ کو چاہئے تھا کہ اپنے بستر پر جسمانی طور پر آسودہ ہوں۔

(ج) ہمارے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج کے سفر سے واپس ہوئے تو بعض لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! اوپر سے آپ کو زمین کیسی دکھائی دی۔ آپ نے فرمایا "دِیْنَارٌ فِیْ فُلَاتٍ وَّاسِعَۃٍ" یعنی ریت کے سمندر میں گویا ایک دینار جیسی نظر آئی۔ کس کو معلوم تھا کہ زمین گول ہے اور کائنات میں تیر رہی ہے۔ چند سال قبل خلابازوں نے خلاء میں سے زمین کو جسطرح دیکھا وہ بالکل وہی بات ہے جسکا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل مشاہدہ فرمایا تھا جبکہ زمین ایک سکہ کی طرح گول نظر آئی تھی۔

(د) قرآن (۱۷/۱) کے ترجمہ کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے جس میں رب تبارک تعالیٰ فرماتا ہے "پاکی ہے اس (اللہ) کے لئے جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی"۔ اگر یہ کشف یا خواب ہوتا یا اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی معراج ہوتی تو ان صورتوں میں براق کی خدمات کی ضرورت ہی نہ ہوتی کیونکہ جانور اور دیگر سواریاں روحوں کے لئے نہیں بلکہ جسموں کے حمل و نقل کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔

(ھ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی جسمانی سفر معراج کا انکار

Marfat.com

دراصل خود قرآن اور صاحب قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کے مترادف ہے۔ جیسا کے ارشاد باری ہے "اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی" (ق ۵۳/ ۱۲) یعنی "کیا تم ان سے اس پر جھگڑتے ہو جو انھوں نے دیکھا"

(۲) صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد حق (سچا) ہے۔ نیز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی صادق اور امین کے القاب سے یاد فرمائے جاتے تھے کیونکہ آپ ہمیشہ سچ بات فرمایا کرتے تھے۔ قرآنی آیات (۴/ ۱۱۳، ۵۳/ ۵، ۲/ ۲۲۹) کی رو سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دنیاوی مدرس نے نہیں پڑھایا بلکہ آپ کی ساری تعلیم و تربیت اللہ تعالیٰ نے بہ نفس نفیس فرمائی۔ اللہ عزوجل نے صرف ایک اپنے منتخب حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو بھی اپنے اسرار سے آشنائی نہیں بخشی (ق ۷۲/ ۲۶، ۲۷) قرآن مقدس میں کئی ایسی آیات بینات ہیں جن میں ارشاد الٰہیٰ ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھانے اور "حکمت" (ScientificKnowledge) یعنی حیات اور اسکے قوانین کا اور ساری کائنات کو جاننے پہچاننے کے علوم سکھانے کے مقصد سے مبعوث فرمایا (قرآن ۶۲/ ۲)۔

## سفر معراج کے دوران نظام کائنات سے متعلق حکیمانہ علوم کا حضور کو عطا فرمایا جانا

اگر معراج کے موقع پر نہیں تو پھر اور کہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم موجودات کے علم و حکمت سے واقفیت حاصل فرمائی؟ سب سے آخری پیغمبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر آپ کے سفر معراج کے دوران اللہ تعالیٰ نے فرشتہ جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ نازل کی گئی وحیوں میں سے غالبا چند یا سب کی سب وحیوں کو اپنے محبوب پر ظاہر فرمادیا تھا تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ثبوت کا بہ نفس نفیس مشاہدہ فرمالیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کے لئے ممکن تھا کہ سفر معراج کے

Marfat.com

دوران آپ کے لئے براق نامی تیز رفتار جسمانی سواری فراہم کرے جس کی شکل و صورت ایک جانور جیسی اور جسکا قد ایک خچر اور ایک خر کے درمیان کا ہو اور جو خلاء میں نور کی رفتار ۱۸۶۲۸۲ میل فی سکنڈ (براق کا عربی لفظ برق سے مشتق ہے بمعنی بجلی کا چمکنا) کی تیز رفتار بلکہ دیگر ایک یا دو ایسے سیاروں کی رفتار سے بھی زیادہ جہاں آباد لوگ سائنسی علوم اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ہم سے بھی بہت آگے اور نہایت ترقی یافتہ ہیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سر کی آنکھوں سے ان بے شمار مناظر' ترقی یافتہ تحقیقات اور جدید ترین طریقوں کا مشاہدہ فرمائیں جن کا ابھی کرہ ارض پر وجود ہی نہیں ۔ ان نتائج کی تائید و توثیق حسب ذیل روشن شواہد سے ہو جاتی ہے ۔

(۱) کیا وہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کمپیوٹر سے آراستہ ایسے محیر العقول اعلیٰ ترین عصری مشین کا مظاہرہ ہوا جو ( Electro-encepalograph electrro cardiograph Electro myograph ) اور دیگر آلات پر مشتمل ہو ۔ یا پھر کیا وہاں چہار رخی ( 4 dimensional ) ویڈیو کیسٹ بھی موجود تھا جسکی مدد سے ہمارے جملہ خیالات' عزائم اور اعمال کا مشاہدہ ہو سکے ۔

نوٹ ۔ ہمارے پاس موجود آج بیسویں صدی کے عصری ٹیلیویژن سیٹ میں نظر آنے والی تصاویر کے دو ہی ابعاد ( Two dimensions ) یعنی صرف طول اور عرض ہوتے ہیں ۔ گہرائی (یا بلندی) تیسرا اور وقت چوتھا رخ ( dimension ) ہیں ۔ ہمارا موجودہ ٹی۔وی سیٹ ہمارے حرکات کو تو پیش کر سکتا ہے لیکن ہمارے خیالات کو نہیں' آیات ذیل پڑھئے ۔

(ا) "اِقْرَأْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ" ۔۔۔ (ق ۱۷/ ۱۳' ۱۴ ) یعنی "قیامت کے دن تم اپنا خود اعمال نامہ پڑھو گے ۔"

(ب) "هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ" (ق ۴۵/ ۲۹ ) یعنی

Marfat.com

"ہمارا یہ نوشتہ تم پر حق بولتا ہے۔

(ج) " يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ " (ق ۲۴/ ۲۴) یعنی "جس دن ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور انکے پاؤں گواہی دینگے جو کچھ کہ وہ کرتے تھے۔"

(د) اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ " (ق ۳۶/ ۶۵) یعنی "آج ہم انکے منہ پر مہر کردینگے اور انکے ہاتھ ہم سے بات کرینگے اور ان کے پاؤں انکے کیے کی گواہی دینگے۔"

(ھ) " حَتّٰى اِذَا مَاجَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ " (ق ۴۱/ ۲۰) یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے تو ان کے کان اور انکی آنکھیں اور ان کے چمڑے سب پر ان کے کیے کی گواہی دینگے۔"

(و) " يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ "۔ " اس روز لوگ گروہ درگروہ پلٹ کر آئینگے تاکہ انھیں انکے اعمال دکھائے جائیں ۔ پس جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔"

" وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ " (ق ۹۹/ ۶ تا ۸) "اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ (بھی) اسے دیکھ لے گا "

(۲) سفر معراج کے دوران کیا ہمارے آقا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دوسرے سیارہ پر کوئی جاندار (ذی روح) مخلوق کو ملاحظہ فرمایا ؟ کیا آپ نے ایسی باعصمت دوشیزاؤں کو دیکھا جنکی خوبصورت بڑی بڑی موتیوں جیسی نشیلی آنکھیں، دلفریب نظریں اور برابر کی عمر والی ہوں اور جنکے ہاتھوں میں لذیذ مشروب سے چھلکتا ساغر ہو اور جسکا خمار عارضی نہیں بلکہ دوامی اور ابدی ہو۔

Marfat.com

(ا) "وَمِنْ آيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ"

(ق ۴۲/ ۲۹)

"اور اسکی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور جو چلنے والے اس میں پھیلائے"

(ب) "وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ۝ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ۝"

(ق ۳۷/ ۴۸ تا ۴۹)

"اور ان کے پاس ہیں جو شوہروں کے سوا دوسری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے گی۔ بڑی آنکھوں والیاں گویا وہ پوشیدہ رکھے ہوئے انڈے ہیں۔"

(ج) "كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ" (ق ۴۴/ ۵۴، ۵۲/ ۲۰)

"یونہی ہے اور ہم نے انھیں نہایت سیاہ اور روشن بڑی آنکھوں والیوں سے بیاہ دیا۔"

(د) "وَكَوَاعِبَ اَتْرَابًا" (ق ۷۸/ ۳۳) "اور جواں سال ہم عمر لڑکیاں۔"

(ہ) "بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ۝ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۝ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ" (ق ۵۶/ ۱۸، ۱۹، ۲۲، ۲۳)

(ہاتھوں میں) پیالے آفتابے اور شراب طہور سے چھلکتے جام لئے ہوئے نہ سر درد محسوس کرینگے اس سے اور نہ مدہوش ہونگے۔ اور خوبصورت آنکھوں والی حوریں۔ بچے موتیوں کی مانند جو چھپا رکھے ہوں۔"

"اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً" (ق ۵۶/ ۳۵)

"ہم نے انکی بیویوں کو حیرت انگیز طریقہ سے پیدا کیا۔"

Marfat.com

(و) "فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۝ (ق ۵۵/۵۶)

یعنی "ان میں نیچی نگاہوں والی (حوریں) ہونگی جنکو نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے۔"

(ز) " وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ" (ق ۳۸/۵۲)

یعنی "اور انکے پاس وہ بیبیاں ہیں کہ اپنے شوہر کے سوا اور کی طرف آنکھ نہیں اٹھاتیں۔"

(۳) کیا ہمارے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم شکل ( Cloned ) لوگوں کو دیکھا؟

نوٹ۔ ( Cloning ) جنسی طور پر دوبارہ تولید کی ایک شکل ہے جسکے ذریعہ بالکل ہم شکل ثانی شخص بنایا جاسکتا ہے۔

" نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ۝ (ق ۷۶/۲۸)

"ہم نے ہی انکو پیدا کیا ہے اور انکے جوڑ بند مضبوط کئے ہیں اور جب ہم چاہیں تو انکی شکلوں کو بدل کر رکھ دیں۔"

(۴) کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کی سطح پر تیرنے والے باغات کے ساتھ آبادی ( Hydroponics ) کا نظارہ فرمایا؟

"وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ" (ق ۲/۲۵)

"اور خوشخبری دے انھیں جو ایمان لائے اور نیک کام کئے کہ انکے لئے باغ ہیں جنکے نیچے نہریں رواں ہیں" ( Photosynthesis ) یعنی عکسی امتزاج سے قطع نظر کرتے ہوئے دیگر علوم میں سبز رنگ کا کیا کردار ہے؟

(ا) "عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ" (ق ۱۸/۳۱، ۷۶/۱۲)

Marfat.com

یعنی "ان کے اوپر باریک سبز ریشم کا اور اطلس کا لباس ہوگا۔"

(ب) مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ (ق ۵۵/۷۶)

"تکیہ لگائے ہوئے سبز بچھونوں اور منقش خوبصورت چاندنیوں پر ہونگے"

(۵) ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حقیقت سے کسطرح واقف ہوئے کہ ہر حیوان (جاندار) کو پانی سے پیدا فرمایا گیا؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانی جنین کی تینوں سطحیں (Entoderm Mesoderm , Ectoderum) الکٹرانک خوردبین کے ذریعہ دکھائی گئی تھیں؟ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکا کسطرح علم ہوا کہ انسانی جنین (علق ۔ (Stalk) کی طرح لٹکتا رہتا ہے ۔

(ا) وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ (ق ۲۴/۴۵) "اور اللہ نے زمین پر ہر چلنے والے کو پانی سے بنایا"

(ب) يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ (ق ۳۹/۶)

"تمھیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں بناتا ہے ایک طرح کے بعد اور طرح تین اندھیروں میں۔"

(ج) ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً

(ق ۲۳/۱۴، ۴۰/۶۷، ۲۲/۵، ۷۵/۳۸-۳۷)

"پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک (لوتھڑا) بنایا۔"

(۶) کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نشانات انگشت (Finger-printing) اور (D.N.A) جیسے دیگر نشانات دکھلائے گئے؟

"بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ (ق ۷۵/۴)

"کیوں نہیں ہم اس پر قادر ہیں کہ ہم اسکی انگلیوں کی پور پور درست کردیں۔"

(۷) کسی طبی درسگاہ میں تعلیم حاصل کئے بغیر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے یہ کسطرح جانا کہ کسی خاتون کو حاملہ ہونے کے باوجود' استقرار حمل سے تین ماہ بعد تک ایام حیض آسکتے ہیں؟

وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُھُنَّ ثَلٰثَۃُ اَشْھُرٍ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ (ق ۶۵/۴)

"اور تمہاری (مطلقہ) عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہوچکی ہوں اگر تمہیں شبہ ہوتو انکی عدت تین ماہ ہے اور اسی طرح انکی بھی جنھیں ابھی حیض آیا ہی نہیں"

ہمارے سرکار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسطرح یہ معلوم ہوگیا کہ استقرار حمل کے بعد چار ماہ مکمل ہوتے ہی رحم مادر میں جنین ایک انسانی شکل اختیار کرنے لگتا ہے جبکہ جنین میں روح پھونکی جاتی ہے اور تب ہی سے وہ انسان کہلاتا ہے؟

(تم میں سے ہر ایک تخلیق کے لئے شکم مادر میں چالیس دن رہتا ہے پھر اسی قدر مدت میں اسکا ڈھانچہ تیار ہوتا ہے پھر چالیس دنوں میں وہ گوشت کا ایک انسانی لوتھڑا ہوتا ہے تب کہیں ایک فرشتہ اس کے پاس بھیجا جاتا ہے جسکو چار باتیں لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے یعنی اسکا کردار' اسکا رزق' اسکا عرصۂ حیات اور یہ کہ اسکی زندگی مصیبت میں گزریگی یا راحت میں پھر فرشتہ اس میں روح پھونکتا ہے (بحوالہ بخاری شریف جلد چہارم صفحہ ۲۹۰)

(۸) (ا) کرہ ارض اپنے محور کے گرد خط استوار پر (۱۰۷۲) میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گردش کرتی ہے (ٹرنڈاڈ میں بھی لگ بھگ یہی حالت پائی جاتی ہے)۔ (گویا ہم ایک جیٹ طیارہ کی رفتار سے دوگنی رفتار سے مستقلاً گھوم رہے ہیں پھر بھی ہم اسکو محسوس نہیں کرتے) زمین کو اپنے محور کے گرد ایک گردش مکمل کرنے کے لئے ایک دن درکار ہوتا ہے۔ اور ایک سال وہ عرصہ ہوتا ہے جسکے دوران زمین ایک بیضوی مدار پر (۶۶۶۷۲) میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سورج کے اطراف اپنی گردش مکمل کرتی ہے۔ اگر بیرونی خلاء سے مشاہدہ کیا جائے تو اپنے خود محور پر (۱۰۴۷) میل

Marfat.com

فی گھنٹہ اور سورج کے گرد (۶۶۶۲۰) فی گھنٹہ کی رفتار سے گردش کرنے والی زمین، خلاء میں گویا تیرتی یا بہتی دکھائی دیتی ہے۔ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکا علم کس طرح ہوا ہوگا کہ تمام آسمانی اجسام (سیارے وغیرہ) اپنی مداری گردش کے دوران تیرتے یا بہتے رہتے ہیں اور یہ کہ آفتاب و ماہتاب اپنے مقررہ کردہ راستوں پر رواں دواں ہیں۔

(ا) " وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ" (ق ۲۱/ ۳۳)

یعنی "اور وہی ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند بنائے ہر ایک ایک گھیرے میں تیر رہا ہے۔"

(اا) " اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ" (ق ۵۵/ ۵)

یعنی "سورج اور چاند حساب کے پابند ہیں۔"

بیرونی خلاء سے مشاہدہ کرنے پر بادل اور زمین دونوں ایک ساتھ حرکت کرتے نظر آتے ہیں۔ کیا اس کو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی ملاحظہ فرمایا ہے؟

ب) "وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ" (ق ۲۷/ ۸۸)

"اور دیکھے گا پہاڑوں کو خیال کریگا کے وہ جمے ہوئے ہیں اور وہ بادلوں کی چال چلتے ہونگے۔

ج) کیا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفر معراج کے دوان اڑن ہتھیاروں (Missiles) جیسے لاکھوں ٹوٹنے والے ستاروں (شہاب ثاقب) کا نظارہ فرمایا تھا؟ یہ جاننے کے لئے پڑھئے۔

(ا) وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا

Marfat.com

لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ (ق ۶۷/ ۵)

"اور بیشک ہم نے قریبی آسمان کو چراغوں سے آراستہ کردیا ہے اور انھیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ بنادیا ہے۔ اور ہم نے ان کے لئے دہکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

(۲) " وَاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا "

(ق ۷۲/ ۸)

"اور (سنو) ہم نے ٹٹولنا چاہا آسمان کو تو ہم نے اس کو سخت پہروں اور شہابوں سے بھرا پایا۔"

(۹) کیا وہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسا کوئی مظاہرہ پیش کیا گیا کہ کسطرح زمین اور دیگر سیارے پہلے کسی وقت گیس کی حالت میں تھے اور سب ایک ساتھ جڑی حالت میں رہنے کے بعد ہر ایک خود اپنے سے جدا ہوگیا۔ ؟

(ا) ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ (ق ۴۱/ ۱۱)

"پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا"

(ب) اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ (ق ۲۱/ ۳۰)

"کیا کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمانوں اور زمین بند تھے تو ہم نے انھیں کھولا اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی تو کیا وہ ایمان نہ لائینگے"۔

(۱۰) کیا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو براق کی سواری پر سمندروں کے ذریعہ مٹی کے خاتمہ و تحلیل کا مشاہدہ کروایا گیا؟

" اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا (ق ۱۳/ ۴۱، ۲۱/ ۴۴)

"کیا انھیں نہیں سوجھتا کہ ہم ہر طرف سے انکی آبادی گھٹاتے آرہے ہیں"۔

(۱۱) کیا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کے نچلے طبقہ میں کچھ

Marfat.com

لوگوں کو جوش کھاتے ہوئے گرم پانی کے ساتھ درخت زقوم کی ڈنڈیاں کھاتے ملاحظہ فرمایا؟ (واضح باد کہ شمالی امریکہ میں بسے ہندوستانیوں کی جانب سے LSD کی جیسی ایک طاقتور شراب اسی زقوم کے پودوں سے کشید کی جاتی ہے)

"اَذٰلِکَ خَیْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِیْنَ ۝"

"تو یہ مہمانی بھلی یا زقوم (تھوہر) کا درخت۔ یا بیشک ہم نے اسے ظالموں کی جانچ بنائی ہے"۔ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْٓ اَصْلِ الْجَحِیْمِ ۝ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ ۔ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَیْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِیْمٍ ۝ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِالَى الْجَحِیْمِ ۝"

(ق ۳۷/۶۲ تا ۶۸، ۵۶/۵۲ تا ۵۴، ۴۴/۴۳ تا ۴۵)

"بے شک وہ ایک درخت ہے کہ جہنم کی جڑ میں نکلتا ہے۔ اسکا شگوفہ جیسے دیوں کے سر۔ پھر بیشک وہ اس میں سے کھائینگے پھرا سی سے پیٹ بھریں گے۔ پھر بیشک ان کے لئے اس پر کھولتے پانی کی ملونی ہے۔ پھر انکی بازگشت ضرور بھڑکتی آگ کی طرف ہے۔"

نوٹ۔ قرآنی آیات ۴۴/ ۴۳ تا ۴۵ اور ۵۶/ ۵۲ تا ۵۴ میں بھی اسی کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔

(۱۲) ہمارے آقا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکا علم کسطرح ہوا کہ سمندر کی تہہ میں اسقدر تاریکی ہے کہ اگر تم اپنا ہاتھ بھی پھیلاؤ تو وہ نظر نہیں آسکتا؟

ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَا (ق ۲۴/ ۴۰)

یعنی "ایک پر ایک اندھیرے ہیں جب اپنا ہاتھ نکالے تو سوجھائی دینا معلوم نہ ہو۔"

(۱۳) کیا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دکھایا گیا کہ کسطرح انسان راست ہلکے طوفان بادو باراں کی حالت پیدا کر سکتا ہے؟

"وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا"

Marfat.com

(ق ۸۱/۲۱)

یعنی "اور سلیمان کے لئے تیز ہوا مسخر کردی کہ اسکے حکم سے چلتی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت دے رکھی ہے۔"

(۱۴) کیا کیمیائی مادوں کی ( dextro&lacvo ) حالتوں کے بارے میں نیز Electrone اور Proton کی باہم مخالف سمت میں گردش سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے؟

"اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰہِ وَھُمْ دٰخِرُوْنَ" (ق ۴۸/۱۶)

یعنی "اور کیا انھوں نے یہ دیکھا کہ جو چیز اللہ نے بنائی ہے اسکی پرچھائیاں داہنے اور بائیں جھکتی ہیں اور اللہ کو سجدہ کرتی ہیں اور وہ اسکے حضور ذلیل ہیں۔"

(۱۵) اگر فرشتے اور روح کو نور کی ۱۸۶۳۸۲ میل فی سکنڈ رفتار سے اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی منتخبہ جگہ تک جانا ہو جو پچاس ہزار نوری سال کی مسافت پر ہو تو پھر ضرور ایک ایسا سیارہ موجود ہے جو زمین سے تقریبا ( ۲۹۳،۳۰ ) کھرب میل کی مسافت پر ہے۔

"مِنَ اللّٰہِ ذِی الْمَعَارِجِ ○ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ" (ق ۳/۷۰ تا ۴)

"یہ اللہ کی طرف سے جو عروج کے زینوں کا مالک ہے۔ فرشتے اور روح (جبرئیل) عروج کرتے ہیں اللہ کی بارگاہ میں۔ یہ عذاب اس روز ہوگا جسکی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔

(۱۶) کروڑوں کہکشانوں کے منجملہ کیا کوئی ایک ایسا بھی سیارہ ہوسکتا ہے جہاں ہماری جملہ سرگرمیوں کا مستقل ریکارڈ اور ذخیرہ جمع ہو؟ اگر یہ ہمارے حساب کتاب سے ایک ہزار سال ہوں اور یہ فرض کرلیا جائے کہ ہماری سرگرمیوں کو

Marfat.com

۱۸۶۲۸۲ میل فی سکنڈ کے حساب سے منتقل کیا جاتا ہے تو پھر یہ سیارہ ہم سے تقریبا (۵۸۶۴) پدم۔ Trillon میل دور ہوگا۔ "یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (ق ۳۲/۵)

زمین سے نوری سالوں کی مسافت کے حساب سے موجود چند ستاروں کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) مبسوط Mebsuta ۹۴۰

(۲) مرفق Mirfak ۱۱۱۰

(۳) ریگل Rigel ۱۱۴۰۰

(۴) بلاٹرکس Bellatrix ۱۴۰۰

(۵) منطقہ Mintaka ۱۴۰۰

(۶) النیلام Alnilam ۱۴۰۰

(۷) النطق Alnitak ۱۴۰۰

(۸) صائف Saiph ۱۴۰۰

(۹) بٹلگیز Betelguese ۱۴۰۰

(۱۰) نیرالسیف NairalSaif ۱۴۰۰

(۱۱) سہیل المحلف SuhailalMuhlif ۱۵۰۰

(۱۲) نیس Nace ۲۰۰۰

(۱۳) میسا Meissa ۲۲۰۰

(۱۴) وزن Wezen ۲۶۰۰

(۱۵) الانز AlAnz ۲۸۰۰

(۱۶) شولا Shaula ۳۵۰۰

Marfat.com

(۱۷) آسمانی راہیں: ( COSMICSTRINGS ) کیا ہم نے کبھی اس بات پر تعجب بھی کیا ہے کہ تارے اور کہکشاں خلاء میں مناسبت سے دور دور پھیلے رہنے کے بجائے زیادہ تر آپس میں قریب قریب جھنڈ کی شکل میں واقع ہوتے ہیں ؟ تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ کوئی (۱۵۰) کھرب سال قبل جبکہ کائنات کا آغاز الکٹرانوں' پروٹانوں' فوٹانوں وغیرہ سے مرکب ایک دہکتا ہوا ٹھوس آتشی کرہ کی شکل میں ہوا۔ ایک عظیم واقعہ کے بعد ہی " آسمانی راستوں " ( cosmicstrings ) کا نظریہ وجود میں آیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ فیتے نومولود کائنات کی بدولت تخلیق پائے ہیں جو یقینی طور پر ٹھوس ہیں کہ ایک انچ فیتہ کا وزن ایک کروڑ کھرب ٹن کے برابر ہے۔ وہ روشنی کی رفتار سے حرکت کرتے ہیں جو پانچ پدم ( Trillion ) میل فی سال ہے اور اپنے اطراف خلاء اور روشنی پیدا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ وہ غضبناک برقی مقناطیسی خصوصیات کے حامل اعلیٰ درجہ کے موصل برق وحرارت ہوتے ہیں اور مسلسل معلق رہا کرتے ہیں۔ فلکیاتی آلات کے میدان میں اعلیٰ تکنیکی ترقی کی بدولت ماہرین فلکیات اور سائنسداں انکی موجودگی کی عنقریب توثیق کرنے کے قابل ہوجائینگے

ان کی موجودگی کی توثیق سے مادہ کی ابتدائی ہئیت نیز تخلیق کائنات کے مراحل پر مزید روشنی پڑتی ہے کیا سفر معراج میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آسمانی راستے دکھلائے گئے تھے ؟ارشاد ربانی ہے۔

"وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُكِ" (ق ۵۱/۷) "آرائش والے آسمان کی قسم"

(۱۸) کیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسائی اس لوح محفوظ تک بھی ہوئی جو ایک ایسا محفوظ کمپیوٹر ہے کہ جس میں کائنات کے آغاز سے ختم تک ہونے والی ہر بات لکھی ہوئی ہے ؟۔ دنیا کے ختم ہونے کے مختلف اسباب کا علم آپ کو کیسے ہوا؟ یہ جاننے کے لئے براہ کرم دوسرے مضمون کا مطالعہ کیجئے جو زندگی' زمین

Marfat.com

اور کائنات کس طرح ختم ہوگی اس عنوان سے لکھا گیا ہے۔ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی معراج کے ثبوت اور تائید میں اوپر جو کچھ دلائل پیش کیے جا چکے ہیں، ایسے کسی بھی مسلمان کے لئے ناقابل قبول نہیں جو عقل سلیم کا حامل ہو اور خلاء نوردی میں حالیہ سائنسی ترقی سے تھوڑی بہت واقفیت رکھتا ہو۔

Marfat.com

# دنیا کا خاتمہ کس طرح ہوگا

کئی صدیوں سے ہماری کائنات کے فنا ہوجانے کے ممکنہ طریقوں کے بارے میں بہت سی قیاس آرائیاں پیش کی جاچکی ہیں۔ چونکہ اس موضوع پر مجھے خود دلچسپی ہے اسلئے میں نے علوم فلکیات و ارضیات پر کچھ تحقیق کی ہے۔ بہرحال اپنی تحقیق کے دوران میں نے دیکھا کہ اس سلسلہ میں نہایت معتبر اور مستند حوالوں میں سے ایک حوالہ قرآن پاک ہے۔ میں اب اپنی تحقیق سے ماخوذ دلچسپ نتائج سے قاری کو واقف کراؤنگا۔ اگر ہم نظریۂ اجرام فلکی کی قرآنی آیات سے مطابقت کریں تو کچھ چونکا دینے والی مماثلتیں سامنے آئینگی۔ قرآن پاک میں بیان کردہ واقعات کی کثرت سے اتفاقی مطابقت کی کوئی بھی شکل خارج از بحث ہوجاتی ہے۔ فی الوقت سائنس سارے جوابات فراہم کرنے کے موقف میں نہیں۔ بہرکیف جدید انکشافات پیش کئے جارہے ہیں اور بہت سے اسرار منکشف ہورہے ہیں آئیے ہم اس کا تفصیلی جائزہ لیں کہ کسطرح حیات، تہذیب، زمین، سیارے اور سارے عالم کی فنا کے امکانات تھے یا ہونگے۔

(ا) "اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَهْلَکْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ" (ق ۳۶/۳۱)
یعنی کیا انھوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں ہلاک فرمائیں کہ وہ اب انکی طرف پلٹنے والے نہیں۔"

(ب) "اَوَلَمْ یَهْدِ لَهُمْ کَمْ اَهْلَکْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُوْنِ" (ق ۳۲/۲۶)
یعنی "اور کیا انھیں اس پر ہدایت نہ ہوی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں ہلاک کردیں۔"

(ج) "خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّکَ" (ق ۱۱/ ۱۰۷)

Marfat.com

یعنی " وہ اس میں رہینگے جب تک آسمان و زمین رہیں گے مگر جتنا کہ تمہارے رب نے چاہا۔" زمین اور کائنات بھی ختم ہو جائینگے۔

(د) قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ (ق ۳/ ۱۳۷)

یعنی "تم سے پہلے کچھ طریقے برتاؤ میں آچکے ہیں"۔

(ھ) ثُمَّ قَضٰى اَجَلًا وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ (ق ۶/ ۲)

یعنی "پھر ایک میعاد کا حکم رکھا اور ایک مقررہ وعدہ اسکے یہاں ہے"۔

زمین پر ہونے والے مصائب و آفات متوقع ہوسکتے ہیں۔ یعنی دنیا کی آبادی میں بے تحاشہ اضافہ، اوزون کا فقدان، فضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ ( $CO_2$ ) کی بہتات، جنگلات کا ختم ہو جانا، اجتماعی ویرانی کے مختلف ذرائع جیسے جوہری، حرارتی جوہری، کیمیائی یا حیاتیاتی مہلک ہتھیاروں کے تباہ کن اثرات۔ مزید برآں طبعی اور غیر طبعی عوامل کے ذریعہ شہر کے شہر اور گروہ کے گروہ برباد ہو جائینگے۔

"فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَّ مِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا" (ق ۲۹/ ۴۰)

یعنی "تو ان میں ہم نے کسی پر پتھراؤ بھیجا اور ان میں کسی کو چنگھاڑ نے آلیا اور ان میں کسی کو زمین میں دھنسادیا اور ان میں کسی کو ڈبو دیا"۔

قرآن حکیم اللہ کا کلام ہے جو صرف زمین یا صرف ہمارے لئے ہی نہیں بلکہ ساری کائنات کے لئے ہے۔ یہ ممکن ہیکہ دیگر سیاروں پر زندگی کا بلکہ خود سیاروں کا ہم سے مختلف طریقوں سے خاتمہ عمل میں آئیگا غالباً اس وجہ سے کہ انکے اطراف مختلف مظاہر قدرت موجود ہیں۔

میں نے ان ممکنہ یا متوقع طریقوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے جنکے ذریعہ ہماری زمین اور دیگر ستارے اور سیارے فنا ہوسکتے ہیں۔

**آفتاب**۔ تقریباً پچاس کھرب برس پہلے آفتاب اور نو ستاروں پر مشتمل اسکا

Marfat.com

خاندان وجود میں آیا جبکہ گیس اور گرد کا ابتدائی بادل جمع ہوا تھا۔ آفتاب سے فاصلے اور انکی جسامت کے لحاظ سے سیاروں کی کیمیائی ترکیب میں فرق پایا جاتا ہے۔ اس بارے میں دو نظریات پیش کیے گئے ہیں۔

ا ) ( Uniformitarian Theory ) نظریہ یکسانیت جسکے تحت گیس اور گرد کے بادلوں کے ارتکاز کے سبب آفتاب اور سیارے پیدا ہوئے۔

ب ) ( Catastrophic Theory ) حادثاتی نظریہ۔ جسکے تحت آفتاب کا وجود سیاروں سے قبل ہوا اور سیاروں کا مادہ آفتاب یا دوسرے سیارے سے بیک وقت ہوا جسکا پھر کبھی اعادہ ہرگز نہ ہوگا۔

آفتاب زمین سے تقریباً ایک سو گنا بڑا ہے جسکا قطر قریب چودہ لاکھ کیلو میٹر ہے۔ اسکی سطح پر کے نہایت قوی مقناطیسی اشکال، آفتاب کے نقطے جیسے دکھائی دیتے ہیں۔ شمسی نظام پرآشوب گیس کے ایک کرہ کی شکل میں محیط ہے جسکو شمسی ہوا ( "Solar wied" ) کہتے ہیں اور جو سورج سے دس لاکھ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے خارج ہوتی ہے جو شمسی طبعی شعاعوں کے سیلان کو، بالا بنفشی اشعاع اور لاشعاعی اشعاع کو متاثر کرسکتی ہے اور حیاتیاتی خلیوں پر ان سب کے خطرناک نتائج ہوتے ہیں۔

شاید کہ آنے والے کئی کھرب سالوں کے دوران سورج پھیل سکتا ہے، رنگ میں وہ سرخ ظاہر ہوسکتا ہے اور اسکی سطح، کرۂ ارض سے اسقدر قریب آسکتی ہے جس کے سبب زندگی کے جملہ آثار فنا ہوجائیں گے۔ درجہ حرارت میں چند ڈگری کا اضافہ پانی کی خاصی مقدار کو بھاپ بنا سکتا ہے جو کرۂ ارض کے اطراف ایک موٹے غلاف کی شکل اختیار کرلے گا۔ اور اسی کے باعث ستارے اتنی آسانی سے نظر نہ آسکینگے۔ اگر سورج، زمین تک مزید قریب آجائے تو زمین کی طاقتور کشش ثقل، چاند کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں توڑدے گی اور سمندروں میں پانی جوش کھانے لگے

Marfat.com

گا جیسا کہ قرآن (۸۱/۶) میں فرمایا۔
"وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ" یعنی "اور جب سمندر سلگائے جائیں"۔
آگ سے دہکتا ایک عظیم سرخ کرہ بن جانے کے بعد سورج میں ایک ایسا بڑا دھماکہ رونما ہوسکتا ہے جس کے ذرات اور اجزاء، خلاء میں اڑ کر منتشر ہوجائیں گے۔
اسکے برخلاف دوسرے کسی بھی ستارے کی طرح آفتاب اپنی بے پناہ قوت کشش (جو اسکے مادہ کو اسکے مرکز کی جانب کھینچتی ہے) اور اسکے مرکز سے نکلنے والی نیوکلیر حرارتی توانائی (جو مادہ کو باہر ڈھکیلتی ہے) کے مابین ایک مسلسل توازن کا عمل برقرار رکھتا ہے۔ ستارے کے عرصۂ حیات کے زیادہ سے زیادہ حصہ میں ان قوتوں کے مابین توازن برابر قائم رہتا ہے۔ جب مرکزی ایندھن برخاست ہوجائے تو ستارہ ٹوٹنے لگتا ہے اور سکڑ کر لپیٹ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک سفید معمولی ذرہ میں تبدیل ہوجاتا ہے۔

جیسا کہ قرآن (۸۱/۱) میں ارشاد ہے "اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ"۔ یعنی "جب دھوپ لپیٹی جائے" ایک بہت بڑا ستارہ، سورج، چاند اور زمین یا ان تینوں سے اس طرح ٹکرا سکتا ہے کہ یہ سب اجسام اچانک جڑ کر ایک علیحدہ مدار فلکی کی شکل اختیار کرلیں گے۔ جیسا کہ قرآن (۸۱/۲) میں ارشاد ہے "وَاِذَا النُّجُوْمُ انْکَدَرَتْ"۔ یعنی "جب تارے جھڑ پڑیں" اگر کوئی ایک ستارہ، چاند پر ضرب لگا کر سورج سے دور اسکو کھینچ لے جائے تو پھر اسکے بعد چاند، سورج کی روشنی کو منعکس کرنا موقوف کرکے تاریک بن جائیگا جیسا کہ قرآن (۷۵/۷، ۸، ۹) میں ارشاد ہے "فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ"
یعنی "پھر جس دن آنکھ چوندھیائے گی اور چاند میں گہن پڑجائیگا اور سورج اور چاند ملادئے جائینگے۔"

## چاند کی مداری حرکت

چاند کی مداری حرکت۔ چاند کا قطر (۲۱۶۰) میل ہے جسکا کوئی فضائی

Marfat.com

حصار نہیں ہے۔ تمام دیگر سیاروں کی طرح چاند بھی زیر تسخیر ہے اسلئے ہمارے لئے مفید کارآمد ہے جیسا کہ قرآن (۱۴/ ۳۳) میں ارشاد ہے "وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ" یعنی "اور تمہارے لئے سورج اور چاند مسخر کئے۔"

چاند میں خام مادی اجسام ہوسکتے ہیں جبکہ زمین، اعلیٰ صلاحیت اور ٹکنالوجی کے ذخیروں سے زرخیز ایک سرچشمہ ہے۔

اسکا امکان ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں چاند، زمین کی جانب تصادم کی راہ پر تھا۔ کسی ستارے کی ایک عظیم مقناطیسی طاقت نے غالبا چاند کو اس راستہ سے ہٹادیا ہوگا۔ جب کبھی چاند، زمین کے قریب پہنچا ہوگا تو اس سے سینکڑوں فیٹ بلند تموج کی موٹی پرت پیدا ہوئی ہوگی۔ جب چاند، اپنے سے پچاس گنا بڑی زمین سے مس ہوا ہوگا تو چاند اس سے جدا ہوتا ہوا نظر آیا ہوگا جیسا کہ قرآن (۵۴/ ۱) میں ارشاد ہے

"اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ" یعنی "قیامت پاس آئی اور چاند شق ہوگیا"

اور اس طرح قرآن (۵۴/ ۱۰، ۱۱، ۱۲) میں ارشاد ہے

"فَدَعَا رَبَّهُ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝ فَفَتَحْنَا اَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝ وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلٰى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ" یعنی "تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوں تو میری مدد فرما تو ہم نے آسمان کے دروازے زور کے بہتے پانی سے کھول دئے اور زمین چشمے کرکے بہادی تو دونوں پانی مل گئے اس مقدار پر جو مقدر تھی۔"

**کرہ ارض** ۔ زمین کی ساخت ۲۰ تا ۳۰ میل موٹی پرت والے بیرونی منطقہ سے محیط ہے جسکو Crust یعنی خول کہا جاتا ہے اور جو پتھروں اور چٹانوں جیسے ٹھوس پہاڑوں پر مشتمل ہے۔ اس خول کے نیچے دوسرا منطقہ ہے جسکو Mantle یعنی پردہ کہا جاتا ہے اور جو لوہے اور میگنشیم سے مرکب وزنی پہاڑیوں پر مشتمل ہے جو

Marfat.com

تقریبا چار سو میل گہرا واقع ہے۔ ( Mantle ) کے نیچے اندرونی ( Core ) یعنی گودہ ایسے لوہے پر مشتمل ہوتا ہے جو تقریبا (۱۸۰۰) میل کے اوپری حصہ میں پگھلی ہوئی حالت میں ہوتا ہے اور زمین کے مرکز سے کوئی (۷۰۰) میل کے اندرونی حصہ میں جامد حالت میں ہوتا ہے کوئی ( 330 degreeskelvin ) والے زمین کے مرکزی گودہ کا درجۂ حرارت، سورج کی سطح حرارت سے بھی بڑا ہوتا ہے اور جو کوئی ( 330 Pascals ) سے بھی زیادہ ہے۔

تقریبا پچاس کھرب برس پہلے، نومولود سورج کے گرد گھومنے والی گرد کے ذخیرہ سے بنی ہوئی زمین نے غالبا چھوٹے چھوٹے مادی اجزا کے الحاق کے بعد موجودہ جسامت اختیار کی۔ اپنی پیدائش کے وقت زمین غالباً ایک متجانس اور نسبتاً سرد جسم کی صورت میں تھی۔ تاب کاری کے سبب زمین گرم ہونے لگی اور کوئی دس کھرب سالوں یا اس سے بھی کم عرصہ میں غالباً اسکا درجہ حرارت اس نقطہ اشتعال پر پہنچ گیا جو لوہے کو پگھلا دے۔ پگھلے ہوئے لوہے کے قطرات زمین کے مرکز کی طرف اتر کر مجتمع ہونے لگے اور ہلکا مادہ، بیرونی پرتوں کی شکل میں تیرنے لگا جو براعظموں کی شکل اختیار کر گیا۔ تبخیر کا عمل سمندروں کو وجود میں لانے اور ابتدائی فضا پیدا کرنے کا ذریعہ ثابت ہوا۔ اسطرح زمین ایک ایسے مختلف سیارے کی شکل میں تبدیل ہوگئی جو آہنی گودہ، ایک میگنیشم سلیکیٹ کی پرت، آکسیجن ( O ) سیلیکا ( Si )، الومونیم ( Al )، کیلشیم ( Ca )، سوڈیم ( Na ) سے مالا مال خول، اور تابناک عناصر جیسے واضع کیمیائی منطقوں پر مشتمل ہے۔

ہم اور بساط کائنات کی ہر شئے عظیم قوت کشش ( Great Attractor ) نامی منزل کی جانب رواں دواں ہے۔ یہ عظیم قوت کشش ممکن ہے (۲۲۰۰۰۰) نوری سالوں والے قطر کے حلقہ کی کشش ثقل کی حرکت کا نتیجہ ہو۔

Marfat.com

زمین پر ذیل کے حادثات سے کوئی بھی اثر انداز ہو سکتا ہے۔

(۱) زمین کسی بھی ستارہ، سیارہ، دم دار ستارہ، ستارہ نما جسم یا سخت شہاب ثاقب سے ٹکرا سکتی ہے۔ شہابی پتھر ( Meteorite ) دراصل ان ستارہ نما اجسام کے چھوٹے ٹکڑے ہوتے ہیں جنکا زمین کی فضا میں داخلہ نہ ہو سکا ہو۔ اس کا تخمینہ کیا گیا ہے کہ ہر روز زمین کی فضا میں (۵۰،) لاکھ شہابی پتھر داخل ہوا کرتے ہیں لیکن ان میں سے ایک یا دو ہی جلے بغیر زمین تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ شہاب ثاقب کی گرد و غبار زمین پر تقریبا مسلسل گرا کرتی ہے۔

(۲) دو ستارے آپس میں ایک عظیم قوت کے ساتھ متصادم ہو سکتے ہیں اور ان سے فضا میں اڑنے والے اجزا ہم پر ایسی گرم بارش کی طرح برس سکتے ہیں جس سے سمندر کا پانی ابلنے لگے اور زندگی کے آثار نیست و نابود ہو جائیں۔

"إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ . وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انتَثَرَتْ . وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ" (ق ۸۲/ ۱ تا ۳)

یعنی "جب آسمان پھٹ پڑے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب سمندر بہادئے جائیں"۔

(۳) ہو سکتا ہے کہ ہماری زمین، دو متصادم ستاروں کے درمیان چپک کر چپٹی بن جائے۔

"وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ . وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ" (ق ۸۴/ ۳ و ۴)

"اور جب زمین دراز کی جائے اور جو کچھ اس میں ہے ڈال دے اور خالی ہو جائے"

(۴) کوئی بڑے جسم والا ستارہ کسی سیارے کو اسکے مدار کے باہر ضرب لگائے اور وہ ستارہ ہماری زمین کو ضرب لگائے یا وہ ستارہ خود زمین پر ضرب لگادے۔

(ا) "يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا" ( ۷۳/ ۱۴ )

یعنی "جس دن زمین اور پہاڑ تھرتھرائیں گے اور پہاڑ ریتے کا بہتا ہوا ٹیلا ہو جائینگے"۔

(ب) "إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ۝ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا . فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنبَثًّا" (ق ۵۶/ ۴ تا ۶)

Marfat.com

"جب زمین تھرتھرا کر کانپے گی اور پہاڑ چورا ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائینگے۔ تو وہ ہو جائینگے جیسے روزن کی دھوپ میں غبار کے پھیلے ہوئے ذرے۔"

(ج) "یَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا وَّتَسِیْرُ الْجِبَالُ سَیْرًا (ق ۵۲/ ۹، ۱۰)"

"جس دن آسمان ہلنے لگیں گے اور پہاڑ چلنے لگیں گے"

(د) "فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ○ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ○ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ (ق ۷۷/ ۸ تا ۱۰)"

"پھر جب تارے محو کر دئے جائینگے اور جب آسمان میں رخنے پڑیں گے اور جب پہاڑ غبار کر کے اڑا دئے جائینگے۔"

(ہ) "کَلَّا اِذَا دُکَّتِ الْاَرْضُ دَکًّا دَکًّا (ق ۸۹/ ۲۱)"

"ہاں ہاں جب زمین ٹکرا کر پاش پاش کر دی جائیگی"

(و) "اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا (ق ۹۹/ ۱، ۲)"

"جب زمین تھرتھرا دی جائے جیسا اس کا تھرتھرانا ٹھیرا ہے اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے۔"

(ز) "وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْقَارِعَةُ. یَوْمَ یَکُوْنُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ. وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ (ق ۱۰۱/ ۳ تا ۵)"

"اور تو نے کیا جانا کہ کیا ہے۔ جس دن آدمی ہونگے جیسے پھیلے پتنگے اور پہاڑ ہونگے جیسے دھنکی اون"

(ح) "فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ○ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُکَّتَا دَکَّةً وَّاحِدَةً ○ فَیَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ (ق ۶۹/ ۱۳ تا ۱۵)"

"پھر جب ایک دم صور پھونک دیا جائے اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر دفعتاً چورا کر دئے جائیں تو وہ دن ہے کہ ہو پڑے گی وہ بات ہونے والی"

(۵) زمین ایک سیاہ سوراخ میں سما جا سکتی ہے۔ یہ سیاہ سوراخ ایک ستارہ ہے جو

Marfat.com

کبھی بڑا تھا لیکن وہ پھیلنے لگا اور ایک نہایت مرتکز مادہ کی شکل میں ڈھیر ہوکر سرد پڑگیا۔ ایسے جسم کے جاذبہ کشش کا میدان اتنا کچھ قوی ہوتا ہے کہ وہ نور کی شعاعوں کو اپنی طرف کھینچتی بلکہ اپنے میں جذب کرلیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آسمانوں میں ظاہر سیاہ علاقوں کے مثل دکھائی دیتے ہیں۔ اگر ایک سیاہ سوراخ زمین تک جا پہنچے تو وہ اس قدر عظیم قوت جاذبہ کے ساتھ زمین میں سرایت کرجاتا ہے کہ زمین چٹنی بنکر ریزہ ریزہ ہوجائے۔

(۶) ہر ایک لاکھ برس یا اس کی لگ بھگ مدت میں ایک دم دار ستارہ زمین سے ٹکرایا کرتا ہے۔ اس پر یقین ہے کہ ۱۹۰۸ء میں ایک دمدار ستارہ سائبیریا میں گر پڑا تھا

(ا) زمین سے ٹکرانے والے ایک پہاڑ کی جسامت والا دمدار ستارہ یا شہاب ثاقب اتنی گرد و غبار پھینکتا ہے جو کئی مہینوں تک سورج کی روشنی کی آمد میں حائل ہوجاتی ہے اور اسطرح ( Photosynthesis ) کا عمل موقوف ہوجاتا ہے جو حیات کے خلیوں میں نشوونما کے عمل کیلئے لازی ہے۔ اور اسکا انجام ایک قلیل عرصہ میں ساری ذی روح مخلوقات مردہ ہوجانے کی صورت میں ظاہر ہوسکتا ہے۔

(ب) تصادم کے باعث بھیانک جنگل کی آگ لگ سکتی ہے۔

(ج) فضا میں دہشت انگیز احتراق ( Shock-heating ) کے سبب نائٹرس آکسائیڈس ( NitrousOxides ) پیدا ہوتے ہیں جو بعد میں نائٹرک ایسڈ اور ترشئی بارش کے طاقتور محلول بناتے ہیں۔

(د) تصادم، سطح سمندر کو گھٹانے کے ساتھ ساتھ ایک طویل آتش فشانی تحریک کا نقطۂ آغاز ثابت ہوتا ہے۔

**آتش فشاں پہاڑ۔** آتش فشانی گیسوں میں کاربن ڈائی آکسائیڈ، سلفر ڈائی آکسائیڈ، ہائیڈروجن سلفائیڈ، ہائیڈروجن کلورائیڈ، ہائیڈروجن فلورائیڈ، کاربن مانو آکسائیڈ اور آبی بخارات شامل ہوتے ہیں۔ آتش فشاں پہاڑ، ہوا کے کرہ اول

Marfat.com

(نشیبی فضا کا ۱۰ تا ۱۵ کیلو میٹر حصہ) اور ہوا کے کرۂ بالائی (۱۰ تا ۱۵ کیلو میٹر اوپر) میں ان گیسوں کو خارج کرتے ہیں۔ بتاریخ ۲۱/ اگست ۱۹۸۶ء مغربی افریقہ کیمیران میں واقع لیک نیاوس (Lake Nyos) نامی ایک آتش فشاں پہاڑ کے دہانے کی جھیل سے بھاری گیس کے اخراج کے باعث (۱۷۰۰) نفوس ہلاک ہو گئے۔

پگھلے ہوئے لاوے کی سرخ چمک دمک کے ساتھ پیدا ہونے والی بجلی آسمان کو روشن کر دیتی ہے۔ بجلی پیدا ہونے کا سبب آتش فشانی راکھ کے بادلوں میں بھاری برق کا موجود ہونا ہے گھومنے والے ٹکڑوں کا باہم ٹکراؤ انھیں برقیانے کا باعث ہوتا ہے۔

"اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰی ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ۔ لَّا ظَلِیْلٍ وَّلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ۔ اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ (ق ۷۷/ ۳۰ تا ۳۲)"

یعنی "چلو اس دھوئیں کے سایہ کی طرف جسکی تین شاخیں ہوں۔ نہ سایہ دے، نہ لپٹ سے بچائے۔ بے شک دوزخ چنگاریاں اڑاتی ہے"۔ آتش فشانی مادوں کے اخراج میں سب سے تباہ کن چیزیں، راکھ کا گرنا، بھاپ کے بگولے، اور انکے اثر سے ہونے والے دھماکے ہیں۔ راکھ کے گرنے کا عمل ایک آہستہ عمل ہے جس میں راکھ کے چھتوں اور درختوں پر گرنے کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جبکہ چھت اور درخت گر کر ڈھیر ہو جائیں۔ آتش فشاں پہاڑ سے بھاپ کے بگولوں کے اخراج کا عمل ہوا میں ہزاروں فیٹ بلندی تک دباؤ ڈالتا اور (۷۰۰) درجہ سنٹی گریڈ کی حد تک حرارت پیدا کرتا ہے۔ قوت جاذبہ زمین کے سبب یہ گرم بگولے جو کچھ ٹھوس مادوں سے بھی مرکب ہوتے ہیں، نیچے زمین پر گر سکتے ہیں اور پہاڑوں کی جانب بڑھتے ہوئے انھیں آگے ڈھکیلتے اور راہ میں آنے والی ہر چیز کو جلا کر خاکستر کر دیتے ہیں۔ انھیں موت کے بادل (Death Cloud) کہا جاتا ہے اور دراصل لاوا نہیں بلکہ یہی وہ سبب ہے جو بربادی اور تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔

Marfat.com

**کشش زمین کی مقناطیسیت میں تبدیلی**:۔ قطب شمالی سے قطب جنوبی تک پوری زمین ایک مقناطیس ہے۔ اسکا مقناطیسی میدان، زندہ خلیوں کیلئے ایک انسدادی ڈھال کا کام انجام دیتا ہے اسطرح کہ بیرونی فضاء میں واقع ایسی کاسماتی شعاعوں اور دیگر زیادہ توانائی والے ذرات کو دفع کرتا ہے جو زندگی کو فنا کرسکتے ہیں یا تغیر پیدا کرسکتے ہیں۔ تقریباً پچاس فیصد پہاڑوں کے تجزیہ سے پتہ چلا ہے کہ ان میں پائی جانے والی مقناطیسیت، زمین کے موجودہ مقناطیسی میدان کے مقابل ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ طبقات الارض کے عرصۂ حیات کے دوران اس میدان میں خاصی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔

گذشتہ چالیس (۴۰) لاکھ برسوں کے دوران نو مرتبہ یا اسکے قریب زمین کا مقناطیسی میدان مکمل طور پر متغیر ہوگیا ہے ایسے تغیرات ہر پانچ یا دس لاکھ برسوں میں ایک بار واقع ہوا کرتے ہیں۔ قریب دس ہزار سالوں کی مدت کے اندر، شمالی اور جنوبی قطبؑ مقامات کا اسطرح باہم تبادلہ کرتے ہیں کہ قطب شمالی جاکر قطب جنوبی بن جاتا ہے یا اسکے برعکس اگر زمین گھڑی کے کانٹوں کی سمت ( Clockwise ) میں حرکت کررہی ہے تو وہ رک جاسکتی ہے اور پھر گھڑی کے کانٹوں کے مخالف سمت ( Anti Clockwise ) میں حرکت کرسکتی ہے۔ اس دور تغیر کے عین نقطہ وسط پر زمین کے مقناطیسی میدان کا بالکل وجود نہ ہوگا جسکے باعث زندگی کے سارے آثار کا خاتمہ ہوجائیگا۔ اگر آثار حیات کا خاتمہ نہ ہوگا تو کاسماتی شعاعیں اور بھاری توانائی والے ذرات کا بیرونی خلاء سے اشعاع ہمارے نشوونما پانے والے اعضاء پر اثر انداز ہونگے جس کا نتیجہ عالمی بنجرپن کی صورت میں ظاہر ہوگا اور ایک وقت ایسا آئیگا کہ زمین پر زندہ آخری شخص طبعی یا غیر طبعی اسباب موت سے مرجائیگا۔ زمین جو پہلے گھڑی کے کانٹوں کی سمت میں حرکت کررہی تھی اب گھڑی کے کانٹوں کی مخالف سمت میں حرکت کرنے لگے گی اور ایسے وقت سورج، مشرق کے بجائے اب مغرب سے

Marfat.com

طلوع ہوگا۔

''لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا (حدیث بخاری)''

یعنی''وقت قائم نہ ہوگا یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔''

بہرحال اس نظریہ کے خلاف ایک یہ بھی قوی استدلال ہے کہ زمین بالکل پہلے کی طرح اپنے محور کے گرد ہی گھومتے رہیگی اور اپنی گردش کی سمت نہیں بدلیگی۔ البتہ دس ہزار یا اتنے ہی برسوں کے دوران صرف زمین کے مقناطیسی میدان کی قطبی طاقت رفتہ رفتہ برعکس ہوجائیگی جسکے بعد ایک قطب نما شمال کے بجائے جنوب کی سمت کی نشاندھی کریگا۔ سورج پہلے کی طرح مشرق سے طلوع ہوگا اور ساتھ ساتھ زمین اپنے اصلی محور کے اطراف اسی طرح گردش کرتی رہیگی۔

## ایک دھماکو خیز ستارہ سوپر نووا (Supernova)

۔ سوپر نووا نامی ایک دھماکو خیز ستارہ مہلک کائناتی اشعاع کے ساتھ زمین پر شعاع ریز ہوسکتا ہے۔

بعض سائنسدانوں کا اس میں یقین ہے کہ اسی طریقہ عمل سے جسیم فضائی جانور (Dinosaurs) دفع ہوگئے۔ (Supernova) میں ایک ایسے قوی ہیکل ستارہ کا دھماکہ واقع ہوتا ہے جو سورج سے بھی کوئی بارہ گناہ یا اس سے بھی زیادہ جسامت کا حامل ہوتا ہے۔ ستارہ کے ان دھماکوں سے توانائی کے ذرے پیدا ہوتے ہیں جنھیں کائناتی شعاعیں (CosmicRays) کے نام سے جانا جاتا ہے اور جن کے باعث ارضی نظام جسمانیات میں تغیرات وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ ان کے سبب بچوں میں برص (Lenkemia) پیدا ہوسکتا ہے اور عمر رسیدہ لوگوں کی طرح انکے بال بھی سفید ہوسکتے اور گرنے لگتے ہیں۔

''فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبَا ۖ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا (ق ۷۳/ ۱۷، ۱۸)''

Marfat.com

یعنی "پھر کیسے بچوگے اگر کفر کرو اس دن جو بچوں کو بوڑھا کردے ۔ آسمان اسکے صدمہ سے پھٹ جائیگا ۔ اللہ کا وعدہ ہوکر رہنے والا ہے"۔ سوپر نووا ستارے دن کے وقت نظر آسکتے ہیں اور راتوں میں آسمانوں کو منور کرسکتے ہیں ۔ اسکی ایک مثال بتاریخ ۴/ جولائی ۱۰۵۴ کو نظر آیا Crab Nebular ہے جو آسمان پر نئے چاند سے نہایت قریب دکھائی دیا تھا ۔

اگرچہ کہ بعض سائنسدانوں کا راسخ خیال ہے کہ جسیم فضائی جانور ( Dinosaurs ) کے خاتمہ کا اصل سبب (۶۵۰) لاکھ برس پہلے ہی کسی عظیم دم دار ستارے یا کسی چھوٹے سیارے کے زمین سے تصادم کے نتیجہ پر کسی قریبی سوپر نووا سے خارج شدہ کاساتی شعاعیں ہی تھیں ۔ ہر شئے لاشعاعوں ( X-Rays ) ماورا بنفشی شعاعوں ( Ultra Violet Rays ) اور کاساتی شعاعوں سے فنا ہوجاسکتی تھی ۔

## حربی اسلحہ ۔

کیمیائی اسلحہ ، مردوں ، عورتوں اور بچوں کو فنا کردیتے ہیں لیکن عمارتوں اور سامان کو باقی چھوڑ دیتے ہیں ان اسلحہ سے ہونے والے زخم ، گولی کے زخموں سے زیادہ بھاری ہوتے ہیں ۔ مقامی خراش پیدا کرنے والی اشیاء یا چند بجوں سے نکالی گئی گیس کا اثر صرف جلد اور عصباتی جھلیوں پر ہوتا ہے ۔ کلورین اور فاسجین ( Phosgene ) سے مرضِ شش ( Broncho Pnemonia ) لاحق ہوتا ہے ۔ ہائیڈروجن سائنائیڈ اور مہلک ( Organophosphorous ) کے مرکبات خواہ قلیل مقدار ہی میں کیوں نہ ہوں اعصابی نظام کو متاثر کرکے فالج بلکہ موت کا سبب بن جاتے ہیں ۔

کیمیائی اسلحہ سے کہیں زیادہ طاقتور جوہری ہتھیاروں کی جنگ ہے ۔ ایک طاقتور جوہری دھماکہ پانی میں ہائیڈروجن کے جوہروں کے زنجیری رد عمل کا ایسا نقطہ آغاز ہوسکتا ہے جس سے پوری زمین تباہی کے دہانے پر پہنچ جائے ۔

Marfat.com

"اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۔ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۔ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۔
(ق ۵۶/ ۴ تا ۶)"

یعنی "جب زمین تھرتھرا کر کانپے گی ۔ اور پہاڑ چورا ہوکر ریزہ ریزہ ہوجائینگے تو ہوجائینگے جیسے روزن کی دھوپ میں غبار کے باریک ذرے پھیلے ہوئے ۔"

بہرحال بعض سائنسدان کہتے ہیں کہ جوہری رد عمل کیلئے پانی ایک ڈھال کا کام کرتا ہے اسلئے ایسا ہونے کے مواقع بعید از امکان ہیں ۔

یہ تابناک بادل ، ہوا کی سمت کے لحاظ سے دنیا کے دیگر حصوں میں پہنچ جاسکتا ہے ۔ ایک تابناک بادل پوری زمین کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے نیز ہمارے نشوونما پانے والے اعضا پر کثیر تعداد میں مردوں اور عورتوں کی تولیدی صلاحیت پر اثر انداز ہوسکتا ہے اور زمین پر زندہ آخری شخص بالآخر مرجائیگا ۔ مزید برآں جوہری تابناک ذرات کے گرنے کے دوران پائے جانے والے دیرپا زندگی کے حامل جوہری ہمروپ خصوصاً اسٹرانشیم ۔ ۹۰ اور کیلشیم ۔ ۱۳۷ سے مرض برص اور ہڈی وغیرہ کا کینسر لاحق ہوسکتا ہے ۔

جوہری دھماکوں سے پیدا ہونے والی آتش زنی کے دوران خارج ہونے والا دھواں ، سورج کی روشنی کو بند کردیگا جس سے زمین سرد ہوجائیگی اور فصلیں ناکام ہوجائینگی ۔ نیز مابعد جنگ زندہ رہنے والوں کیلئے قحط سالی کا خطرہ لاحق ہوجائیگا ۔ کسی جوہری جنگ میں قحط سالی اور فاقہ کشی سے مرنے والوں کی تعداد جنگ کے فریق اقوام کے مقابل غیر جانبدار ممالک میں زیادہ ہوگی جو انکے جوہری دھماکوں کی راست زد میں آنے کے باعث ہوگا ۔ دھویں کے مرغولے چھ میل یا اس سے بھی زیادہ بلندی تک جا پہنچینگے ۔ جوہری جنگ سے انسانوں کو لاحق عظیم اندیشے کہ نہ دھماکو ارتعاش ہوگا ، نہ حرارتی پھیلاؤ ہوگا نہ راست شعاع افشانی ہوگی اور نہ ہی تاب کاری بلکہ وہ ایک مکمل فاقہ کشی کی حالت ہوگی ۔

Marfat.com

جدید جوہری اسلحہ میں مسلسل ترقی مثلاً جوہری توانائی سے آلودہ لاشعاعی لیزر جو نجومی جنگ کے پروگرام کا ایک حصہ ہے، ممکن ہے کہ ماحولیات کو ایسے مہلک اثرات سے دوچار کردے جن سے ابھی تک واقفیت ہی حاصل نہیں۔

یہ بھی ممکن ہے کہ کسی بھی مطلوبہ شہر میں زیر زمین ایک ایسے طاقتور جوہری بم کے ذریعہ زلزلے پیدا کئے جاسکیں جسکی دھماکو خیز طاقتوں کو مطلوبہ شہر کی جانب مرکوز کردیا جائے۔ فرانس کی جانب سے بحراوقیانوس میں ایک زیر زمین جوہری تجربہ کئے جانے کے ایک دن بعد ہی اگادیر ( Agadir ) میں ایک ہلاکت خیز زلزلہ واقع ہوا تھا۔ اسکے بعد سے بڑی عالمی طاقتوں کی جانب سے ایسے کئی درجن تجربات کئے جاچکے ہیں جن کے پیچھے خدا ہی جانے کہ کیا مقاصد کارفرما ہیں۔

عصر حاضر میں زیر زمین جوہری دھماکے فی الوقت تجرباتی اور کمزور سہی، مستقبل میں حادثاتی اور طاقتور ثابت ہوسکتے ہیں جس کے باعث اس کا قوی امکان ہے کہ زمین میں دو یا اس سے زیادہ جگہ شگاف پیدا ہوں جسکے بعد زمین کے مرکز کے قریب جمع سارا پگھلا ہوا دھاتی مادہ ابل کر سمندر اور زمین کی سطح پر نمودار ہوجائے اور اسطرح جوش کھائے ہوئے پانی کا سیلاب زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔ اس جوش کھاتے پانی کے اندر زندگی کے سارے آثار مکمل طور پر فنا ہوجائینگے اس حقیقت کے باوجود کہ شگاف پیدا ہوجانے سے زمین کی گردش موقوف ہوجائے اور نہایت ہلاکت خیز نتائج برآمد ہوں۔

"اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا. وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا (ق ۹۹/۱ ۲)"
یعنی "جب زمین تھرتھرادی جائے جیسا کہ اسکا تھرتھرانا ٹھیرا ہے اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے۔"

"یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ. تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ (ق ۷۹/۶، ۷)"
یعنی "جس دن تھرتھرانے والی تھرتھرائے گی اسکے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی۔"

Marfat.com

٭ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ (ق ۸۱ / ۶)
یعنی"اور جب سمندر سلگائے جائینگے"۔

یہ متوقع ہے کہ زمین میں جب ایک زیرِ زمین جوہری دھماکہ سے شگافیں پیدا ہوں تو لوگ چکر ( Vertigo ) محسوس کرینگے اور حاملہ عورتیں اپنے حمل کے اسقاط اور دیگر شکایات سے دوچار ہوجائینگی۔

"یٰاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌO یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ(ق ۲۲ / ۱، ۲)"

یعنی"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ بیشک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے۔ جس دن اسے دیکھوگے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائیگی۔ اور ہر گابھنی اپنا گابھ ڈال دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور وہ نشہ میں نہ ہونگے مگر یہ کہ وہ اللہ کی کڑی مار ہوگی"۔

## ایروسولس ( AEROSOLS ) اور اوزون ( OZONE ) کی چھتر چھایا:-

فضاء میں اوزون کے مستحکم ارتکاز کا انحصار، اوزون کے بننے اور ختم ہونے کے عمل کے درمیان توازن پر ہوتا ہے۔ جب بالائی شعاعیں ( Ultra violet Light ) آکسیجن کے کسی سالمہ پر پڑتی ہیں تو اوزون پیدا ہوتی ہے۔ قدرت میں یہ سست رفتار طریقہ عمل ہے جو ۳ تا ۴ سال پر مشتمل دوبارہ وجود میں آنے کیلئے درکار نصف وقت ہے۔ نچلی فضا میں اوزون اس وقت پیدا ہوتی ہے جب موٹر گاڑیوں، پاور پلانٹ اور دیگر ذرائع سے خارج شدہ نائٹروجن اور ہائیڈرو کاربن کے آکسائیڈز کا سورج کی روشنی اور بھاپ کی موجودگی میں باہمی اتصال ہوتا ہے۔ بالائی شعاعوں کو اوزون مستعدی کے ساتھ جذب کرلیتی ہے او ( O2 ) تا ( O ) تحلیل ہوجاتی ہے۔

( Stratosphere ) یعنی بالائی پرتی کرہ فضا میں واقع وہ درمیانی پرت ہوتی ہے جو سطح

Marfat.com

زمین سے تقریباً دس میل بلندی پر شروع ہوتی ہے اور قریب تیس میل کی بلندی تک پھیلی رہتی ہے۔ بالائی پرتی کرہ میں اوزون کی موجودگی ہم کو نیز جانوروں اور درختوں کو سورج کی بالائی بنفشی شعاعوں ( Sun'sUltraviolet Rays ) سے محفوظ رکھنے کیلئے مفید ہے اور اسی طرح اس سے نچلی یا ابتدائی پرت یعنی اندرونی کرہ ( troposphere )میں موجود اوزون اس کہر نما دھویں ( Smog ) کا اصل جز ہوتی ہے جو درختوں، پودوں اور جانوروں کو ضرر پہنچاتی ہے۔ اوزون اپنے احاطہ میں موجود ہر شئے پر اثر انداز ہوتی ہے جن میں پھیپڑے اور آنکھوں کی رگیں بھی شامل ہیں۔ اوزون اور کاربن مانو آکسائیڈ سے اندرونی کرہ کی آلودگی، تشویش کا ایک سبب ہے۔

بالائی پرتی کرہ میں موجود اوزون، سانس میں لی جائے تو نقصان دہ ہے لیکن کوئی بھی وہاں موجود نہیں ہے جو اسے اپنی سانس میں لے۔ اس منطقہ میں سورج کی شعاعوں سے پیدا ہونے والے اوزون کے سالمے، زمین کے اطراف ایک حفاظتی پرت بنالیتے ہیں اور سورج سے آنے والی زیادہ سے زیادہ بالا بنفشی شعاعوں ( Ultraviolet Light ) کو اپنے میں جذب کرلیتے ہیں اسطرح زمین تک انھیں پہنچنے سے روک دیتے ہیں۔ انسانوں کی جانب سے فضاء میں خارج کی جانے والی کلورین اور برومین کے جوہر اوزون کو معدوم کرکے اس پرت کو باریک بنادیتے ہیں۔ کلورین کی قلیل مقدار اوزون کی بہت بڑی مقدار کو بڑی تیزی سے ختم کردیتی ہے۔ قطب شمالی سے زیادہ قطب جنوبی اوزون سے خالی ہے جسکو "اوزون کا روزن" ( Ozone hole ) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ضرر رساں بالا بنفشی شعاعیں اس سوراخ سے گذرتے ہوئے، DNA سالموں کو توڑدے سکتی ہیں اس سے سمی و متعدی امراض، جلدی سرطان ( Cancers ) اور موتیا بند میں مبتلا ہونے کے واقعات میں اضافہ ہوسکتا ہے نیز سمندری زندگی اور فصلوں کو بھی نقصان ہوسکتا ہے۔ حساس زراعتی فصلیں جیسے سویا بیج تو اسوقت بآسانی تباہ ہوجاتی ہیں جبکہ بالائی فضا اوزون سے خالی

Marfat.com

ہوجانے کے سبب بالا بنفشی شعاعوں میں اضافہ ہونے لگتا ہے۔

سی۔ایف۔سی یعنی (Chloroflurocarbons) تو سطح زمین پر تقریبا غیر موثر ہیں جس سے انھیں بالائی فضا تک کسی تغیر کے بغیر رسائی کا موقع ملتا ہے۔ ایروسول کا چھڑکاؤ کرنے والے پیپوں میں محرک کے طور پر، کف پیدا کرنے کے طور پر، فریزروں اور ایرکنڈیشنگ مشینوں میں مبرد کے طور پر، الکٹرانک صنعت میں محلل کے طور پر اور آئے دن لاکھوں دمہ کے مریضوں کی جانب سے مستعملہ Inhalers میں استعمال کئے جانے والے CFC سے سورج کی روشنی میں کلورین کا آزادانہ اخراج عمل میں آتا ہے۔ آزادانہ خارج ہونے والی یہ کلورین زمین سے کوئی (۱۵) پندرہ میل بلندی پر موجود اوزون کی پرت کو غائب کردیتی ہے۔ ایروسولس میں CFC کا جز (۲۵) فیصد ہوتا ہے جبکہ طبی ایروسول Inhalers کا صرف (0.5) فیصد ہوتا ہے۔ اگر ہر سال (Flurocarbons) کو بڑھنے کا موقع دیا جائے تو صدی کے ختم تک ہوسکتا ہے کہ اوزون کی قابل لحاظ مقدار معدوم ہوجائے اور ایسی صورت حال نسل انسانی سمیت ہر جاندار کو فنا کرنے کیلئے کافی ہے۔ ماحولیات کے اندر کئی لاکھ ٹن CFC تو پہلے ہی داخل کئے جاچکے ہیں۔ اگرچہ کہ ۱۹۷۸ء میں امریکہ نے ایروسول کے مرکبات جیسے deodorants اور بالوں کیلئے خضاب وغیرہ میں CFC کے استعمال پر امتناع عائد کردیا تھا، پھر بھی فضا میں جو کچھ پہلے ہی سے موجود ہے وہ آنے والے تقریبا ایک سو سالوں تک اوزون کے سالموں کے ساتھ ضرور تعامل کرتا رہیگا۔ کیونکہ یہ واقعہ ہے کہ قریب ایک سو سال سمت CFC کی نصف زندگی باقی ہے جو ماہرین ماحولیات کیلئے شدید تشویش کا باعث ہے۔

Ozone hole کا نقصان پیدا کرنے کی ذمہ دار اس کلورین کو قرار دیا جاتا ہے جو نہ صرف ہائیڈروکاربنس سے بلکہ دیگر کیمیائی مرکبات جیسے کاربن ٹٹرا کلورائیڈ، میتھائیل کلوروفارم اور آگ بجھانے والے آلات سے خارج شدہ برومین پر مشتمل

Marfat.com

ذرات سے حاصل کی جاتی ہے۔ فضاء میں پرواز کرنے والے سوپر سانک ہوائی جہازوں کے انجنوں سے خارج ہونے والے نائٹروجن کے آکسائیڈز بھی اوزون سے تعامل کرتے ہیں۔ پلاسٹک صنعت میں اور فصلوں کی حفاظت میں استعمال کردہ برومائیڈ، کھاد کے طور پر مستعملہ نائٹریٹس نیز پانی اور موریوں کی آلودگی کی صفائی کیلئے مستعملہ کلورین بھی اوزون کی پرت کے وجود کیلئے خطرہ ہیں۔ اوزون کی پرت کو دفع کرنے میں برومین اسقدر زیادہ موثر ہوتی ہے کہ اگر دشمن کے علاقہ کی بالائی فضاء کو برومین سے آلودہ کردیا جائے تو برومین فصلوں کو تباہ و تاراج کردے سکتی ہے۔ آتش فشانی سمیت فطرتی واردات، گیارہ سالہ شمسی چکر اور اسکے قریبی مقامات بھی بالائی فضا میں موجود اوزون کی مقدار کو گھٹا سکتے ہیں۔

**ترشئی بارش** ۔ پاور پلانٹ اور موٹر کار سے خارج شدہ آلودگیاں اور دخانی ذخیرے، گندک اور نائٹروجن کے مرکبات پر مشتمل ہوتے ہیں جن میں نائٹروجن آکسائیڈ اور سلفر ڈائی آکسائیڈ بھی شامل ہیں اور یہی اس مواد کے کلیدی اجزا ہیں جن سے ترشہ بنتا ہے اور جو ترشئی بارش کا سبب ہوتے ہیں۔ اس قسم کی ہوائی آلودگی، جنگلوں کو تباہ کرسکتی ہے۔ زمین کی مٹی اور جھیلیں غیر معمولی طور پر ترشئی ہوتی جارہی ہیں جس کے سبب سبزی اور مچھلی کھانے والی آبادی گھٹنے لگتی ہے۔ جب کوئلہ یا پٹرولیم جیسے معدنی ایندھن جلتے ہیں تو ان سے کاربن کے ذرات اور سلفر ڈائی آکسائیڈ خارج ہوتے ہیں۔ درختوں کے پتے جلانے سے، جیسا کہ منطقہ حارہ میں عام رواج ہے، دھواں اور بہت سی گیسیں جیسے کاربن ڈائی آکسائیڈ، کاربن مانو آکسائیڈ، ہائیڈروکاربن، نائٹرس آکسائیڈ اور نائٹروجن ڈائی آکسائیڈ کا اخراج عمل میں آتا ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ کوئلہ اور پٹرول جیسے معدنی ایندھن جلانے کا نتیجہ ( Smog ) مادہ، ترشے کا ارتکاز اور بالائی فضاء میں ضرر رساں بالا بنفشی شعاعوں کو جذب کرنے والی اوزون کی پرت کے فقدان کی صورت میں رونما ہوتا ہے۔ زیر اشعاع آجانے

Marfat.com

والی سبز خانے کی گیسیں (Greenhousegases) خصوصاً کاربن ڈائی آکسائیڈ ($Co_2$) اور میتھین کے ارتکاز کے باعث زمین گرم بھی ہوجاتی ہے۔ اس پر مزید یہ کہ ہوا میں اعلیٰ درجۂ حرارت کی وجہ سے ہوا میں موجود نائٹروجن آکسیجن سے مرکب ہوکر نائٹرس آکسائیڈ پیدا کرتی ہے اور فضاء میں پانی سے تعامل کے ذریعہ وہ سلفیورک ترشہ ($H_2So_4$) اور نائٹرک ترشہ ($HNO_3$) پیدا کرتے ہیں۔ کاربن کے ذرات دراصل دھویں (خالص کاربن) اور پیچیدہ نامیاتی سالموں دونوں سے مرکب ہوتے ہیں۔ کاربن اور سلفیٹ کے ذرات دونوں دکھائی دینے کی حالت میں کمی کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ وہ اس سطح پر بھی پہنچ سکتے ہیں جس کے باعث آکسیجن کی قلت سے انسانوں کی موت واقع ہوتی ہو۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ۔ يَغْشَى النَّاسَ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ
(ق ۴۴/۱۰،۱۱)

یعنیٰ تو تم اس دن کے منتظر رہو جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائیگا کہ لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ ہے دردناک عذاب"

## آلودگی پیدا کرنے والے دیگر ذرائع:۔

ڈی۔ڈی۔ٹی (D.D.T) اور اس سے متعلق کیمیائی مرکبات پودوں میں (Photosynthesis) (عکسی ترکیب) کے عمل میں رکاوٹ پیدا کردیتے ہیں اور اسکا امکانی انجام آکسیجن کے فقدان کے سبب انسانوں کا دم گھٹ کر موت سے دوچار ہوجانا ہے۔ Dioxine پر مشتمل Agent Orange کا استعمال ویٹ نام میں حمل اور تولد میں نقائص کا موجب ثابت ہوا۔ یہ بھی باور کیا جاتا ہے کہ دھونیوں اور وبائی امراض سے بچنے کی دواؤں کے استعمال سے بچے میں برص کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ایک متوسط درجہ کے مزدور کو جن آلودگیوں سے سابقہ پڑتا ہے وہ ہیں۔ لعابوں سے فارملڈی ہائیڈ (Formaldehyde) صفائی کرنے کے عوامل میں بنزین (Benzene) محلولات میں کا

Marfat.com

ٹولین ( Toluene ) نقول تیار کرنے والی مشینوں میں کی اوزون غیر موصل چیزوں سے اسبطاس کے ریشے، مختلف کیڑے اور جراثیم، روغن دانوں کے ذریعہ درآمد گردو غبار اور سڑن، دیگر حشرات الارض، تمباکو کا دھواں اور پھینکے گئے صنعتی ناکار فضلہ میں موجود سمی مادہ۔ بطور ایندھن قدرتی وسائل شق لکڑی جیسی روایتی اشیاء کے جلانے سے جن مادوں کا اخراج عمل میں آتا ہے اس سے کہیں زیادہ زہریلے اثرات کے حامل وہ مادے ہوتے ہیں جو کیمیائی تعاملات میں جلائے گئے ریشوں سے خارج ہوتے ہیں۔ جلائے جانے پر پی۔یو۔سی ( PUC ) اور دیگر وبائی محرکات والی اشیاء سے بڑی تیزی سے ہائیڈروجن کلورائیڈ کی کثیر مقدار خارج ہوتی ہے جو ایک ایسا نہایت شدید زہریلا محرک ہے کہ جس سے اچھی طرح محفوظ آگ کا مقابلہ کرنے والوں کو بھی موت لاحق ہوسکتی ہے۔ میوریاٹک ترشہ ( MureaticAcid ) کے دھویں میں ہائیڈروجن کلورائیڈ شامل ہوتا ہے۔ بہرحال لوگوں کو عام طور پر بنزین کا زیادہ تر خطرہ، سگریٹ نوشی اور موٹروں سے اور ایک صارف کی جانب سے اسباب خانہ میں پائے جانے والے گھریلو محلولات اور لیس دار رنگوں ( Paints ) سے خارج ہونے والے مادوں سے ہوتا ہے۔ ساری ہوا دروازوں کے ذریعہ اندر داخل ہوتی ہے۔ اور اندر اڑکر آنے والے نامیاتی مرکبات کا اکثر بے ترتیب دروازوں کے ذریعہ داخلہ عمل میں آتا ہے ہم اپنا (۸۰) فیصد وقت گھروں میں دروازے اندر بند کئے ہوئے گزارا کرتے ہیں۔ ایر کنڈیشنڈ دفاتر کی فرسودہ عمارتوں میں موجود امراض کے اسباب ،ایک نقص دار ہیٹر ( heater ) سے خارج ہونے والی کاربن مانو آکسائیڈ اور اندرونی ہوا میں گیس کے چولھوں سے نکلنے والی نائٹروجن ڈائی آکسائیڈ سے تنفسی امراض پیدا ہوسکتے ہیں۔

ریڈان ( Radon ) ایک بے رنگ اور بے بو گیس ہے جو تقریبا سب ہی پہاڑوں، زمینوں خصوصا سنگ خارا میں پائی جاتی ہے۔ ریڈان فنا ہوکر مستقلاً سیسہ

Marfat.com

کے ہمروپ میں تبدیل ہونے کے دوران ، الفا ( Alpha ) ذرات پر مشتمل اعلیٰ توانائی خارج کرتی ہے جو تندرست شش کیلئے مضر رساں ہوتی ہے ۔ گھروں میں ریڈان کا داخلہ تعمیری اشیاء اور نشیبی پانی کے ذریعہ ہوتا ہے لیکن اسکا اصل ذریعہ مٹی کی گیس ہے ۔ یورانیم کی کانوں میں کام کرنے والوں کو راڈان سے سابقہ پڑتا ہے جس سے وہ شش کے سرطان میں مبتلا ہوجاتے ہیں ۔

لاکھوں برسوں سے مسلسل ہم کو کرۂ ارض نیز سورج کی نور افشانی سے وقوع پذیر ہونے والے جوہری تجربہ کے اشعاع کا سامنا ہے ۔ کوئی دس فیصد شعاع فشانی تو طبی مقاصد کیلئے کی جانے والی تشخیص و تدابیر سے ہوتی ہے جبکہ ایک فیصد اشعاع کا اطلاق جوہری ذرات کے اثرات ، پیشہ ورانہ وابستگی اور جوہری مراکز سے خارج ہونے والے مادوں پر ہوتا ہے ۔ جوہری تجربوں سے نکلنے والی شعاعیں مثلاً لاشعاعیں ( X-rays ) گاما شعاعیں ( Gamma rays ) اور الفا بیٹا ذرات ( Alpha and beta particles ) میں سے الکٹرانس ( Electrons ) کو جدا کرکے جوہری تجزیہ کیلئے کافی توانائی حاصل کی جاسکتی ہے جبکہ شعاع افشانی کی دیگر صورتیں جیسے حرارت ، نور ، ریڈیائی موجیں اور مائکرو امواج میں ایسی توانائی کا فقدان ہوتا ہے اور اسی لئے انکو جوہری تجزیہ کے ناقابل اشعاع یعنی ( Non-ionising Radiation ) کہا جاتا ہے ۔

لاشعاعیں اور گاما شعاعیں برقیائی مقناطیسی اشعاع کی شکلیں ہیں جو الفا و بیٹا ذرات کے مقابل میں زیادہ اندر داخل ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں ۔ الفا شعاعوں کا اخراج راڈان سے نیز جوہری قوت کے پلانٹس میں مستعملہ پلوٹونیم ( Plutonium ) سے ہوا کرتا ہے ۔ الفا شعاعوں کے اجزاء سست رفتار اور وزنی ہوتے ہیں جو اگرچہ کہ لاشعاعوں کے مقابل میں اندر داخل ہونے کی صلاحیت کم رکھتے ہیں مگر متاثرہ خلیوں تک جوہری تجزیاتی توانائی کی بڑی مقداریں منتقل کرتے ہیں ۔ اگرچہ کہ ایسے متاثرہ خلیوں میں سے زیادہ تر تو فنا ہوجاتے ہیں لیکن چند باقی رہ جانے والے خلیوں میں

Marfat.com

کروموسومل بے قاعدگیاں ( Chromosomal Abnormalities ) اور طویل مدتی عواقب جیسے سرطان ( Cancer ) رونما ہوتے ہیں۔ مزید برآں برقیائی مقناطیسی اشعاع جوکہ قدرتی یا انسانی صنعت کے ذریعہ عمل میں آسکتا ہے اور جس میں تیز رفتار کم طول کی موجیں یعنی ( Short wave s length high-frequency waves ) جیسے لاشعاعیں یا گاما شعاعیں، نیز زیادہ طول کی سست رفتار موجیں یعنی ( Lognwave lenghlow frequency waves ) جیسے ماورا بنفشی یا زیریں میں سرخ مائکرو موجیں ( Micro waves ) وغیرہ ہوتی ہیں ان سب سے انسانی جسم پر دیگر مہلک اثرات بھی مترتب ہوسکتے ہیں۔

## سبز ماحول کی گیسیں ( GreenhouseGases ):

سورج کی روشنی فضا میں سے گزرتے ہوئے زمین کی سطح تک پہنچتی ہے۔ زمین سے حرارتی شعاعوں کا اخراج ہوتا ہے جن میں سے کچھ تو بچ نکلتی ہیں لیکن کاربن ڈائی آکسائیڈ اور دیگر گیسیں باقی حرارت سے تعامل کرکے زمین کو گرم بنادیتی ہیں۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ اصل میں زمینی ایندھن جیسے کوئلہ اور پٹرول کے جلانے سے نیز منطقی بارش سے جنگلات کے خاتمہ سے پیدا ہوتی ہے خواہ گرے ہوئے درخت جلیں کہ نہ جلیں۔ پودے، زمین کے درجۂ حرارت کو سہولت بخش سطح پر برقرار رکھنے کے عمل میں جاندار عوامل کا کردار ادا کرتے ہیں۔

موجود صدی کے دوران فضاء کے اندر کاربن ڈائی آکسائیڈ ( Co2 ) میں ۲۸۰ تا ۳۵۰ فی دس لاکھ حصوں کی کمی اور درجہ حرارت میں ( 0.5 ) درجہ سنٹی گریڈ اضافہ کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔ درجہ حرارت میں اس اضافہ کے اصل ذمہ دار کاربن ڈائی آکسائیڈ ( Co2 ) اور میتھین ( Methane ) ہیں۔ ماحول کو سبز بنانے پر اثر انداز ہونے میں کاربن ڈائی آکسائیڈ ( Co2 ) نے تقریبا پچاس فیصد حصہ ادا کیا ہے جبکہ

Marfat.com

میتھین نے ۲۰ فیصد سی یف سی ( CFC ) اور نائٹرس آکسائیڈ نے ۵ فیصد حصہ لیا ہے۔ حرارت کو اپنی گرفت میں لینے کے عمل میں کاربن ڈائی آکسائیڈ ( Co2 ) سے میتھین بیس گناہ زیادہ موثر ہوتی ہے۔

درخت اور جانور کاربن ڈائی آکسائیڈ اور میتھین کی سطحوں کو برقرار رکھتے ہیں جو زمین کے درجۂ حرارت کو بڑھانے والی سبز ماحولیاتی گیسوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ اور میتھین، زمین سے پھینکی جانے والی حرارت کو اپنی گرفت میں لیتے ہیں اور یہ عمل ہمارے سیارہ کو گرم کر دیتا ہے عالمی درجہ ہائے حرارت میں پہلے ہی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ جس کے باعث سمندر وسعت حاصل کر سکتے ہیں اور شمالی و جنوبی قطب پر موجود برف پگھل سکتا ہے۔ سطح سمندر میں اضافہ ہوگا اور موسموں کے منطقوں میں تغیر واقع ہوگا جسکے باعث قوی مصیبت آپڑیگی۔ موجوں کے مسلسل تھپیڑے مارنے سے، سطح سمندر میں ہر سنٹی میٹر اضافہ کے ساتھ ساتھ بیرونی کنارے پر ایک میٹر ریت کا تودہ کٹ جائیگا۔

"اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا (ق ۱۳/ ۴۱، ۲۱/ ۴۴)"

یعنی کیا انھیں نہیں سوجھتا کہ ہم ہر طرف سے ان کی آبادی گھٹاتے آرہے ہیں۔"

اکیسویں صدی کے وسط تک کاربن ڈائی آکسائیڈ کی موجودہ سطح معدنی ایندھن کے جلنے اور منطقوں میں بارش سے بنے جنگلات کے ختم ہوجانے کے باعث، دوگنی ہوجائیگی۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ اور میتھین کا اخراج نہ صرف حیاتیاتی وسائل سے بلکہ زیر آب ابلنے والے چشموں سے اور ریت کے فرش پر سورج کی روشنی پڑنے سے عمل میں آتا ہے۔ درجہ حرارت میں اضافہ کو روکنے میں ہم سے پہلے ہی بہت تاخیر ہوچکی ہے جو آئندہ بیس تا تیس سالوں میں تخمیناً ( 1.5 ) تا ( 4.5 ) ڈگری سنٹی گریڈ ہونے کی توقع ہے۔ اگر کرۂ ارض کا گرم ہونا ۲۰۳۰ء میں موقوف بھی ہوجائے تو اسکے بعد ایک سو سالوں تک سمندر کی سطح میں اضافہ جاری رہے گا۔

Marfat.com

دیو پیکر جرثومے ( MonsterMicrobes ) اور دو نسلے جانور ( HybridAnimals ) کیمیائی اور جراثیمی جنگ و جدل ( C&B.W ) پر بہت کچھ توجہ اور تحقیق کی جارہی ہے۔ جراثیمی اسلحہ کا تو صدیوں سے وجود قائم ہے زائد از دو ہزار سال قبل یونانیوں اور رومیوں نے پینے کے پانی کو زہر آلود بنانے کی غرض سے سڑنے گلنے والی انسانی لاشوں کا استعمال کیا تھا۔ دوسری عالمگیر جنگ میں جاپانیوں نے چیچک، پھوڑے پھنسیاں اور طاعون جیسے امراض پھیلانے کے تجربات کیلئے قیدیونکو تختہ مشق بنایا تھا۔ سائنسداں تو سنجیدگی سے فکر کر رہے ہیں کہ زرد بخار ( Yellowfever ) کورین بخار ( KoreanHemorrlagidfever ) ڈنگو بخار ( Dengofever ) اور دیگر امراض کے زہریلے عناصر ( Viruses ) سے نیز پھوڑے پھنسیوں، طاعون، سمیت غذا اور جانوروں کے کاٹنے کے زہر اور طفیلی عضو وغیرہ کے جراثیم سے قوم کو کسطرح محفوظ رکھیں۔ ١٩٦٥ء میں انجام دئے گئے اپولو چاند کارنامہ ( ApolloMoonMission ) سے پہلے سائنسدانوں کا خیال تھا کہ ممکن ہے کہ خلاباز اپنے سیارہ زمین کو واپسی پر اپنے ساتھ کچھ نامعلوم اور مہلک اعضاء لے آئینگے جو ساری انسانیت کو ایک خطرناک وبائی مرض میں لپیٹ لینگے۔ حتی کہ خلابازوں کو انکی واپسی کے بعد تین ہفتوں تک قرنطینیہ میں علیحدہ رکھا گیا تھا۔

بہرحال اب ایک نیا خطرہ لاحق ہوگیا ہے اور وہ ہے شعبۂ توالد و تناسل میں عمل دخل۔ جس میں ایک عضو کی ساخت سے حاصل کردہ D.N.A. کی دوسرے عضو کی ساخت کے D.N.A. کے ساتھ آمیزش کی جاتی ہے اسطرح دو نسلی جسمانی ساخت تیار کی جاتی ہے جسکا اس سے قبل کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ کئی سالوں قبل آکسفورڈ میں انھوں نے ایک چوہے کے خلیہ کو ایک انسانی خلیہ سے جوڑدیا تھا اور حاصل شدہ نتیجہ میں نصف چوہے کی اور نصف انسان کے اوصاف پائے گئے۔

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا

Marfat.com

بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ (ق ۲۷/ ۸۲)"

یعنی "اور جب بات ان پر آپڑے گی ہم زمین سے انکے لئے ایک چوپایہ نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا اسلئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہ لاتے تھے"۔

"مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَیْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِیْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ (ق ۵/ ۶۰)"

یعنی "وہ جس پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غضب فرمایا اور ان میں سے بندر اور سور اور شیطان کا پجاری کردے"۔

عامتہ الناس کی جانب سے اعتراضات کئے جانے کے باوجود توالد و تناسل کے طریقہ میں عمل دخل کرنے کے تجربات کا سلسلہ ابھی جاری ہے جن میں سے چند انسانیت کیلئے مفید لیکن دوسرے نقصان دہ ہیں۔

"فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ کُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِیْنَ (ق ۷/ ۱۶۶)"

یعنی "پھر جب انھوں نے ممانعت کے حکم سے سرکشی کی ہم نے ان سے فرمایا ہو جاؤ دتکارے ہوئے بندر۔"

اسی طرح ایک حدیث شریف میں ارشاد نبوی ہے کہ ایک ایسا وقت آپڑے گا کہ زمین دھنسنے لگے گی اور آدمی دیو نما اور بدشکل لوگوں میں تبدیل ہونگے اور یہ ان ہی لوگوں میں ہوگا جو تقدیر پر ایمان نہ رکھینگے۔

**عظیم دھماکہ خیز حالت کا بالعکس پلٹ جانا**: یہ باور کیا جاتا ہے کہ کوئی (۱۵۰) کھرب برس پہلے ایک عظیم دھماکہ کے ساتھ کائنات کا آغاز ہوا تھا جس کو "Big Bang" سے تعبیر کیا جاتا ہے اسی دھماکہ کی بے پناہ قوت آج بھی کارفرما ہے جسکے سبب کائنات ابھی مزید پھیلتی جارہی ہے۔

"وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰهَا بِاَیْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ (ق ۵۱/ ۴۷)" یعنی "اور آسمان کو ہم نے ہاتھوں

Marfat.com

سے بنایا اور بیشک ہم وسعت دینے والے ہیں۔"

بہت دور واقع کہکشاں بہت تیز رفتار حرکت کے ساتھ زمین سے مزید دور ہوتی جارہی ہیں۔

یہ عالم ابتداء میں الکٹرونوں اور پروٹانوں ( Electrons& Protons ) جیسے اجزا پر مشتمل ایک دہکتا ہوا آتشی کرہ تھا۔ زمین سمیت پورا عالم ایک وقت دخانی شکل میں تھا۔

"ثُمَّ اسْتَوٰىٓ اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ( ق ۴۱/۱۱ )"

یعنی "پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی سے یا ناخوشی سے دونوں نے عرض کی ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے۔"

جب عالم میں وسعت ہوئی تو قوت جاذبہ نے زیادہ ٹھوس مادی حصوں کو اکٹھا کر کے تاروں اور کہکشانوں میں تبدیل کر دیا۔

"اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ( ق ۲۱/۳۰ )"

یعنی "کیا کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمان اور زمین بند تھے تو ہم نے انھیں کھولا"

کائنات میں سرایت کردہ کمزور مائکرو موج کی شعاع افشانی تو بعد کی تابانی ہے اور دور موجود اجسام سے خارج ہونے والی سرخ اشعاع میں تبدیلی سے اس حقیقت کی توثیق ہوتی ہے کہ دنیا کے پھیلنے کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔ اس وسعت کا سبب اس وقت آزاد شدہ توانائی بھی ہو سکتی ہے جب مادہ اور غیر مادہ میں باہمی اتصال ہوا اور ایک دوسرے نے اپنی شناخت کو فنا کر دیا۔ ایک سرخ تبدیلی، مبصر سے پرے حرکت کی نشاندہی کرتی ہے۔ کائنات کی توسیع یکساں ہے۔ سرخ اشعاع میں تبدیلی کو جب ( Doppler ) کے اثر کے ذریعہ ناپا گیا تو اس سے اسکی موجود رفتار ہی کی نہیں بلکہ

Marfat.com

لاکھوں سال پہلے اسکی رفتار کی اسوقت نشاندہی کی گئی جبکہ روشنی کہکشاں سے جدا ہوئی تھی۔ جیسے جیسے عالم پھیلتا جارہا ہے تو بہت زیادہ فاصلہ پر واقع اجسام زمین سے تقریبا نور کی رفتار سے مزید بعید ہوتے چلے جارہے ہیں حرکت سے مراد دور پھیلنا اور اسی لئے وہ انکی روشنی کو سرخ کردیتی ہے اور ان میں کے اکثر کو سرخ منطقہ کے نچلے حصہ میں پہنچادیتے ہیں۔

کاسناتی شعاع افشانی جو "Big Bang" کی درخشانی سے قبل کمزور تھی وہ تخلیق کے بعد کوئی ایک سو لاکھ سال قبل نکل آئیں اور زمین Microwaves کی طرح پہنچیں۔ دور واقع کہکشاں سب ہی اسمات میں کم ہورہے ہیں عالم وسعت پارہا ہے اور کہکشاں کو دور ڈھکیل دیا جارہا ہے۔ کیا عالم کے پھیلاؤ کا سلسلہ جاری رہے گا یا قوت جاذبہ زمین کسی بھی وقت اس پھیلاؤ کو روک دیگا بلکہ اسکا رخ مخالف سمت میں پھیر بھی دے جسکے باعث کاسنات دوبارہ ڈھیر ہوکر اپنی ابتدائی کثافت پر عود کر آئے اور اسطرح "Big Bang" کو ہی الٹ کر رکھ دے۔

"اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ (ق ۸۴/۱ ، ۸۴/۱) یعنی جب آسمان شق ہو"

"یَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا (ق ۵۲/۹) "یعنی" جس دن آسمان جیسے ہلنے لگے گا۔"

"وَاِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتْ (ق ۸۱/۱۱) "یعنی" اور جب آسمان جگہ سے کھینچ لایا جائے"

"یَوْمَ تَکُوْنُ السَّمَآءُ کَالْمُهْلِ (ق ۷۰/۸) "یعنی" جس دن آسمان گلی چاندی جیسا ہوگا"

"خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّکَ (ق ۱۱/ ۱۰۷ ، ۱۰۸)"

یعنی "وہ اس میں رہینگے جب تک آسمان و زمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا۔"

"مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ یَخِصِّمُوْنَ (ق ۳۶/ ۴۹)"

یعنی "راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی کہ انھیں آلے گی جب وہ دنیا کے جھگڑے میں پھنسے ہونگے۔"

Marfat.com

"وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ (ق ۲۷/ ۸۷)"
یعنی "اور جس دن صور پھونکا جائیگا تو جتنے آسمانوں میں اور جتنے زمین میں ہیں وہ سب گھبرائے جائینگے"۔

"يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ، كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ (ق ۲۱/ ۱۰۴)"
یعنی "جس دن ہم آسمان کو لپیٹیں گے جیسے سجل فرشتہ نامہ اعمال کو لپیٹتا ہے۔ ہم نے جیسے پہلے اسے بنایا تھا ویسے ہی پھر کر دینگے"

ایسے کئی Big Bangs اور ایسے ہی کئی الٹ پلٹ وقوع پذیر ہوتے رہینگے کیونکہ اللہ تعالیٰ تخلیق کا طریقہ شروع بھی فرماتا ہے اور اسکا اعادہ بھی فرماتا رہتا ہے

"اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (ق ۳۰/ ۱۱)"
"اللہ اول بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا پھر اسکی طرف پھروگے"
(ق ۱۰/ ۴، ۱۰/ ۳۴، اور ۲۹/ ۱۹) میں بھی اسکا ذکر ہے۔

سابقہ صفحات پر دی گئی تشریحات میں ایک حدیث شریف (صحیح مسلم جلد ۴) کا حوالہ دیا گیا تھا۔ "قیامت کی گھڑی نہیں آئیگی جب تک کہ تم اسکی دس علامات نہ دیکھ لیں۔ ۱) دخان ۲) دجال ۳) درندہ جانور ۴) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ۵) حضرت عیسٰی بن مریم علیہ السلام کا اترنا ۶) یاجوج ماجوج ۷) زمین کا مشرق میں دھنسنا ۸) زمین کا مغرب میں دھنسنا ۹) زمین کا عرب میں دھنسنا ۱۰) سب سے آخر میں ایک آگ آئیگی جو یمن کی جانب سے آگے بڑھیگی اور لوگوں کو حشر کی جگہ ڈھکیل لے جائیگی۔

Marfat.com

# موت کا سامنا کرنے
# کیا آپ تیار ہیں ؟

ہم میں سے اکثر لوگ اس بات سے آشنا نہیں کہ کسی مہمان کی آمد پر اس کے ساتھ کس طرح پیش آناچاہیئے۔ ہم یہ نہیں جانتے کہ اسکی خاطر مدارات کس طرح کرنی چاہیئے۔ یہ سب اس لئے کہ استقبال کے وقت مہمان سے کیسی گفتگو کرنی چاہیئے اس بارے میں ہم کو زیادہ معلومات نہیں۔ میں تو ہمارے سب سے آخری مہمان کی بات کررہا ہوں جس کو ملک الموت یا فرشتہ اجل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ بے چارہ تو صرف ایک فرشتہ ہے جسکو محض احکام کی تعمیل کرنی پڑتی ہے اور یہی بس اس کا کام ہے۔

(کرکٹ کی اصطلاح میں) موت کے فرشتہ کی آمد کے ساتھ ہی ہمارا کھیل برخاست ہوجاتا ہے۔ ہم کو بولڈ آوٹ کردیا جاتا ہے یعنی ہم شکست سے دوچار ہوجاتے ہیں جسکے خلاف کوئی اپیل بھی نہیں کی جاسکتی۔ پھر ہمیں پویلین کی طرف واپس ہونا پڑتا ہے اور زمین ہی ہمارے لئے پویلین ہوا کرتی ہے۔ ہم میں سے بعض لوگوں نے اپنے روحانی میدان میں چوکے اور چھکے لگائے ہونگے تو بعض کو صرف صفر پر آوٹ ہوکر میدان چھوڑنا پڑا ہوگا۔ لہٰذا بعد کے نتائج مختلف لوگوں کے لئے مختلف ہونگے۔ فرشتہ ہم سے یہ دریافت نہیں کرے گا کہ ہمارا کس ملک سے تعلق ہے بلکہ وہ ہم سے یہی پوچھے گا کہ ہم نے کھیل کس انداز میں کھیلا تھا۔ ہمسفر کی حیثیت سے وہ یہ بھی پوچھ سکتا ہے کہ ہم نے نیکیوں کی شکل میں کیا سرمایہ پہلے ہی سے بھیج رکھا ہے چنانچہ

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (۵۹/۱۸)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر کوئی یہ دیکھے کہ کل کیلئے آگے کیا بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تمہارے کاموں کی خبر ہے"

اسطرح جب امپائر (فیصل حقیقی) اپنا فیصلہ سنائے تو پھر ہم کیا کریں گے؟

Marfat.com

# (طریقہ کار)

ہم کو فوراً اپنی شہادت کا اعلان کرنا چاہیے یعنی "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ"۔ ایسا کرنا ہم میں سب کے لئے نہیں تو بہت سوں کے لئے نہایت آسان ہے کیونکہ طبی نقطۂ نظر سے ہماری زبان پر وہی الفاظ ہوا کرتے ہیں جن سے ماں کی گود میں ہمارے کان سب سے پہلے آشنا ہوئے تھے۔ ہم اپنے والدین کے شکر گذار ہیں کہ ہمارے پیدا ہوتے ہی انھوں نے ہمارے داہنے کان میں اذان کی اور بائیں کان میں اقامت کی صدا سنائی۔ یہ کلمۂ شہادت ہی ہے جو سب سے پہلے سنائی دیا اسی وجہ سے وہ آخری وقت یعنی خاتمہ تک یاد رہا کرتا ہے۔

کلمہ شہادت سنانے کے بعد ہمیں چاہیے کہ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ" کے الفاظ کے ذریعہ ہم مہمان کا استقبال کریں اور یہ بھی کوئی مشکل کام نہیں ہے کیونکہ بحیثیت مسلمان ہمارے گھر آنے والے ہر مہمان سے ہم یوں ہی مخاطب ہونے کے عادی ہیں۔ موت کے وقت ہم کو پریشان یا خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ خوف زدہ ہونے سے موت ٹل تو نہیں سکتی۔ ملک الموت ضرور ہمیں آلے گا چاہے ہم اس سے بچنے کے لئے کہیں بھی چھپے رہیں حتیٰ کہ بلند و مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ ہوں (ملاحظہ ہو ق ۴ / ۸۷)۔ ہم میں اکثر اصحاب کئی مواقع پر قرآن پاک کے ہر ختم شریف پر یوں تسکین بخش دعائیہ الفاظ ادا کرتے ہیں۔ "اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ" یعنی "اے اللہ! میری قبر میں میری وحشت کو محبت سے بدل دے"۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ سے استقبال کرنے کے بعد ہمیں مہمان کے ساتھ نہایت پر سکون اور اطمینان بخش طریقہ سے پیش آنا چاہیے اور اسکا سامنا بڑے اعتماد کے ساتھ کرنا چاہیے۔ ایسا کرنے کے لئے ہمیں اس بات کو یقینی بنانا ہوگا کہ ہماری نیکیوں کا پلہ بھاری رہے اور یہ کہ زمین پر پیش آئے سارے امتحانات

Marfat.com

میں بحیثیت مجموعی ہمیں پچاس (۵۰) فی صد سے بھی زیادہ نمبرات حاصل ہوں۔

موت، قدرت کا کوئی منفی مظاہرہ نہیں ہے۔ وہ تو ایک مثبت حقیقت ہے کہ موت کی بھی تخلیق کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موت کو ایک مقصد سے پیدا فرمایا ہے چنانچہ (قرآن ۶۷ / ۲) میں ارشاد ربانی ہے "وہ جس نے موت اور زندگی کو پیدا فرمایا تاکہ تمہاری آزمائش ہو کہ تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے" اسی طرح (ق ۱۸۵/ ۳) میں ہے "ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے" اس دنیا میں اچھا ہو یا برا جو بھی عمل کرنے کی خواہش ہوتی ہے اسکا موت کے ذریعہ مکمل خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری تقدیر میں موت لکھ دی ہے (ق ۵۶ / ۶۰)۔ بہر حال کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر مر نہیں سکتا کیوں کہ اسکا مقررہ وقت لکھا ہوا ہے (ق ۳ / ۱۴۵) مزید برآں کوئی یہ نہیں جانتا کہ وہ کب اور کہاں مرنے والا ہے (ق ۲۰ / ۱۵، ۳۱ / ۳۴)۔ اگر ہم یہ جانتے ہوتے کہ ہم لندن میں مرنے والے ہیں تو ہم لندن کو ہرگز نہ جاتے۔

موت کے وقت دو بہترین ساتھی ایک دوسرے سے جدا ہوجاتے ہیں۔ ہماری روح تو موت کے فرشتہ کے ساتھ روانہ ہوجائے گی، غالباً ایسے سیارہ کی جانب جو زمین سے قریب (۲۹۳،۳۰۰) میل کے فاصلہ پر ہو۔ نور کی رفتار یعنی (۱۸۶۲۸۲) میل فی سکنڈ یا اس سے بھی زیادہ سرعت سے روح کوچ کرجائے۔ اللہ جو بلندیوں کا رب ہے، ملائکہ اور جبرئیل اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں اس ایک دن کے عرصہ میں جس کی مقدار یہاں کے پچاس ہزار برس کے برابر ہوگی (ق ۷۰ / ۳،۴)

بد قسمتی سے ہم میں بعض لوگوں کو اس پر یقین نہیں آتا کہ جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو پھر دوبارہ ہم کو کس طرح زندہ اٹھایا جائے گا۔ (ق ۵ / ۱۳، ۲۳ / ۸۲، ۳۷ / ۱۶، ۵۶ / ۴۷) اس کے باوجود ہم مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مرنے کے بعد ہم یقیناً اٹھائے جائیں گے

Marfat.com

( ق ۶ / ۳۶ ، ۲۲ / ۷ ) پھر ہم سب کو قیامت کے دن اکٹھا فرمایا جائے گا۔ جس کے بارے میں کوئی شک نہیں ( ق ۴۵ / ۲۶ ) بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ نہیں بدلتا ( ق ۳ / ۹ )۔

ہم میں سے بہت سوں کا یہ خیال ہے کہ جب ہم مر جائیں گے تو ہم اپنی قبروں میں کروڑوں برسوں تک آرام کے ساتھ پناہ گزیں رہیں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت قائم فرمائے گا اور پھر ہم سب اپنے ہاتھوں میں اپنے اپنے اعمال نامے لئے ایک لامتناہی قطار میں شامل ہوجائیں گے۔ دراصل ایسا ہرگز نہیں۔ آیئے دیکھیں کہ قرآن پاک میں اللہ عز و جل کیا فرماتا ہے۔

ا) "گویا کہ وہ دن کی ایک ساعت کے لئے ہی ٹھہرے رہے" (ق ۱۰ / ۴۵)

ب) "جس دن وہ دیکھیں گے کہ گویا صرف ایک شام یا اسکے دن چڑھے تک ٹھہرے رہے" ( ق ۷۹ / ۴۶ ) بالکل اسی طرح جیسا کہ ہم اپنی نیند سے بیدار ہوں اور یہ نہ جانیں کہ کتنے گھنٹوں تک سوتے رہے۔ اسی طرح ہم اس دنیا میں اپنی آنکھیں بند کرنے کے فوراً بعد آخرت میں ہم آنکھیں کھولیں گے تو ہمیں یہ عرصہ ایک ساعت یا اس سے بھی کم نظر آئے گا۔ دنیا میں زندگی بھر ہم نے جس خد و خال کی شخصیت بنانے کی کوشش کی تھی، مرنے کے بعد ہم کو ہو بہو اسی شخصیت کے ساتھ اٹھایا جائے گا ( ق ۷۶ / ۲۸ )۔ ہمارے دیکھنے کے لئے آنکھیں، سننے کے لئے کان اور جسم کے دیگر اعضاء ہوں گے۔ لہذا ہماری زندگی اب ایک مختلف سیارے پر ایک مختلف میدان میں جاری رہے گی جو ایک قلیل وقفہ کے لئے ہوگی اور اسی کو زمینی موت کہا جاتا ہے۔ کرۂ ارض پر مرنے والے کے لئے یہ مرور وقت بظاہر ایسا دکھائی دیتا ہے کہ وہ قریب ایک ساعت کی ہلکی اونگھ تھی۔

جب تک ہم کرۂ ارض پر رہیں اللہ تعالیٰ کا دیدار نہ کرسکیں گے لیکن اب جبکہ ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے تو ہم راست بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوں گے

Marfat.com

(ق ۵۰، / ۲۲، ۲۳)۔ حضور محمد صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا " یقیناً تم خود اپنی آنکھوں سے اپنے رب کا دیدار کرینگے " واضح باد کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ چند لوگوں سے نہ ہی بات کرے گا اور نہ انھیں ستھرا کرے گا (ق ۲ / ۱۷۴)۔ نیز اللہ تبارک نہ ان سے بات کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا (ق ۳ / ۷۷)۔

براہ کرم یہ جائزہ لیجیئے کہ کہیں ہم میں سے کسی کا شمار مذکورہ بالا دو زمروں سے کسی ایک میں تو نہیں ہے۔

دوبارہ اٹھائے گئے ہر شخص کے ساتھ ایک ڈرائیور (موت کا فرشتہ) اور ایک گواہ ہوگا۔ اس کا شخصی وڈیو کیسٹ چہار رخی ہوگا جسکا چوتھا رخ وقت ہوگا (ق ۹۰/۱۸)۔ ہم میں سے وہ لوگ جنھوں نے بہت سی نیکیاں کمائی ہیں ان کا عمل نامہ انکے داہنے ہاتھ میں ہوگا (ق ۹۰/۱۸) لبعض ہمارے بد نصیب بھائی اس کو اپنے بائیں ہاتھ میں لئے ہونگے (ق ۹۰/۱۹) قیامت کے دن ہم کو اللہ تعالیٰ سے فیصلہ کا مطالبہ کرنے کی ضرورت نہ ہوگی کیوں کہ ہم خود اپنے جج ہونگے (ق ۷۵/۱۴)۔ جب ہم اپنے ہی وڈیو کیسٹ پر نگاہ ڈالیں گے تو ہم خدا سے رحم کی درخواست کریں گے

بہت سے لوگ اپنے رب سے اصلی ملاقات کے قائل ہی نہیں (ق ۳۰/۸)۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ انتباہ دیئے جانے کے باوجود کہ

(ا) خدا سے باخبر رہو اور یہ جان لو کہ ایک دن ضرور تم اس کی بارگاہ میں باریاب ہونگے (ق ۲/۲۲۳)۔

(ب) جو ہم پر نازل شدہ وحی اور آخرت میں ملاقات سے انکار کرتے ہیں ان کے کام بے ثمر ہونگے (ق ۷/۱۴۷)۔

(ج) جو اللہ کی وحی اور اس کے دیدار پر ایمان نہیں رکھتے انہیں میری رحمت کی کوئی آس نہیں (ق ۲۹/۲۳)۔

Marfat.com

اگر ہمیں اپنا عمل نامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے (ق ۶۹/۱۹) تو اللہ کے قرب میں رہنے والے ان لوگوں میں سے ایک ہم بھی ہونگے جو مقربین کہلاتے ہیں (ق ۵۶/۱۰،۱۱)۔ اللہ سے ملاقات کے وقت امید کہ اللہ ہم سے بات کرے گا اور سلام کے ساتھ یوں استقبال فرمائے گا (ق ۳۳/۴۴) "السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ"

"اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف یوں واپس ہو کہ تو اس سے راضی رہے اور وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ" (ق ۸۹/۲۷ تا ۳۰)۔

ہم میں سے بعض لوگ بارگاہ الٰہی میں قریب سے قریب تر ہونے کی امید لگائے بیٹھے رہتے ہیں۔ (ضرور تم منزل بہ منزل چڑھوگے ق ۸۴/۱۹)۔ ایسی صورت میں جبکہ ہم مقربین میں سے ہوجائیں (ق ۵۶ / ۱۱) شراب تسنیم پینے کے لئے تیار ہوگی (ق ۸۳ / ۲۷)۔

فیصلہ صادر ہوجانے کے بعد ہمیں ایک دوسری مخلوق میں تبدیل کردیا جائے گا جس کا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے (ق ۵۳ / ۴۷)۔ ہمیں ایسی مختلف شکلوں میں ڈھالا اور پیدا کیا جائے گا جس کا ہمیں کوئی علم نہ ہوگا (ق ۵۶ / ۶۱)۔

یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ جنت میں ہم اپنی ازواج کے ساتھ ہونگے (ق ۱۳ / ۲۳، ۴۰ / ۸)۔ اگرچہ کہ ہم میں سے ہر ایک کے درجے مختلف ہونگے (ق ۳/۱۶۳)۔

اے عزیز قاری! آخر میں صرف ایک سوال ہے کہ اگر فرشتہ اجل آپ کے پاس ابھی ابھی، ہاں بالکل اسی وقت بلکہ اسی لمحہ آئے تو کیا آپ اس کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہیں۔ اگر آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ کی نیکیوں کا پلہ خاطر خواہ وزنی نہیں ہے تو اس دنیا میں مزید رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے کچھ اور مہلت مانگ لیجئے تاکہ باقی ماندہ اپنی زندگی میں آپ ہمیشہ نیک اعمال ہی کرتے رہیں۔

Marfat.com

## سجدہ یا جبیں سائی SUDAH OR PROSTRATION

خداوند قدوس کے حضور سجدہ یا جبیں سائی، عجز و انکسار کی ایک ایسی عملی شکل ہے جس کے ذریعہ خود کو مکمل طور پر اللہ کے سپرد کردینے کا اظہار ہوتا ہے۔ سجدہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن حکیم کی (۳۲)ویں سورت خود "سورہ سجدہ" کے نام سے موسوم ہے۔ سب ہی انبیائے کرام نے بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریزی کا شرف حاصل فرمایا ہے۔ درحقیقت قرآن مجید (۱۳: ۱۵) کے مطابق وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ " یعنی "ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اللہ ہی کو سجدہ کرتی ہے"۔ اسی طرح (ق ۵۰: ۴۰) میں حکم ربانی ہے "وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ" یعنی "رات کے وقت اور سجدوں (نمازوں) کے بعد بھی اللہ کی پاکی بیان کرو"۔ اسی طرح (ق ۲۵: ۶۴) میں ہے "وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا" یعنی "اور وہ لوگ جو اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں رات بسر کرتے ہیں"۔ اسی طرح (ق: ۴۸: ۲۹) میں ہے "سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ" یعنی "انکی علامت انکے چہروں میں سجدوں کے نشان سے نمایاں ہے"۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ سجدوں کے یہ نشان انکی پیشانیوں "پر" نہیں بلکہ انکے چہروں "میں" ہے کیونکہ عربی میں "فِی" بمعنی "میں" اور "عَلٰی" بمعنی "پر یا اوپر" ہے۔

سجدہ گویا نماز کا درجہ کمال ہے جو دماغی، زبانی اور جسمانی ساری حرکات و سکنات سے عبارت ہے۔ سجدہ مساوات کو فروغ دیتا اور سماجی انصاف کی قدر افزائی کرتا ہے۔ سجدہ عاجزی کے جذبہ کو بڑھاوا دیتا ہے۔ جیسا کہ (ق ۱۷: ۱۰۹) میں ارشاد ہے "وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا" یعنی "وہ ان کے خشوع (دل سے جھکنے) کو بڑھاتا ہے"۔

Marfat.com

بعض لوگ سورج اور چاند کو سجدہ کرتے ہیں جبکہ قرآن مجید میں ایسا ہرگز نہ کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ " لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ " یعنی "سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو" (ق ۴۱ : ۳۷) حالانکہ انھیں چاہیے کہ مخلوق کو نہیں بلکہ خالق کو سجدہ کریں۔

سجدہ تمھیں اللہ سے بڑا قریب کر دیتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے

"وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ" (ق ۹۶ : ۱۹) یعنی "اور سجدہ کرو اور اللہ سے قریب ہو جاؤ۔"

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رہنے والے مقربین کہلاتے ہیں جیسا کہ (ق ۵۶ : ۱۱) میں ارشاد ہے " اُولٰئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ " یعنی "وہی لوگ اللہ کے مقرب ہیں"۔ (ق ۵۶ : ۱۲ تا ۲۶) میں مقربین الٰہی کے اوصاف اور انھیں عطا کردہ انعامات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اللہ کے یہ مقربین نیکو کاروں کے بارے میں لکھی ہوئی کتاب کو ملاحظہ کرینگے جیسا کہ (ق ۸۳ : ۲۰ ۔ ۲۱) میں ہے " كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝" یعنی "وہ تحریر کردہ ایک کتاب ہے کہ مقربین جس کی زیارت کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جنت کی نہر تسنیم سے سیراب بھی ہونگے" جیسا کہ (ق ۸۳ : ۲۷ ۔ ۲۸) میں ہے " وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ۝ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۔ " یعنی "اور اس کا مزاج تسنیم سے (بنا ہوا) ہے۔ وہ چشمہ جس سے مقربان بارگاہ پیتے ہیں۔"

ہمارا مال اور ہمارا رتبہ ہم کو اللہ سے قریب نہیں کرتا۔ ہاں انسان ضرور اللہ کی صفات سے متصف اور اس کے قریب بھی ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ مستقلاً حصول کمال کی جستجو میں لگا رہے۔ چنانچہ (ق ۳۴ : ۳۷) میں ارشاد ہے " وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰى ۔ " یعنی نہ تمھارے اموال اور نہ ہی تمھاری اولاد ایسی چیزیں ہیں جو تمھیں ہمارا قرب بخش دیں۔ قرب الٰہی سے مراد قرب مکانی ہرگز نہیں بلکہ صفات الٰہی سے قرب مراد ہے۔ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا " سجدہ کے وقت بندہ خدا سے بہت قریب ہو جاتا ہے "۔

Marfat.com

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ چار اوصاف ایسے ہیں جو بندہ کو خدا سے قریب کردیتے ہیں۔ (۱) روحانی علم (۲) ادائی حقوق کا علم (۳) ضبط نفس (۴) عدل و انصاف اور یہ سب باہمی اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتیں جب تک کہ ان چار بنیادی امور کو اپنے پر لازم نہ کرلیا جائے۔

(ا) اللہ کے مقررہ اوامر (ب) اللہ کے مقررہ نواہی (ج) جہد مسلسل

(د) اللہ کی نصرت

ہم قبلہ کی سمت سجدہ کرتے ہیں جو عالم اسلام کا روحانی قطب نما ہے۔ زمین کا مرکزی مبداء مکہ معظمہ کی نشاندہی کرتا ہے جو عالم اسلام کا بھی مرکز ہے اور یہی وہ نقطہ ہے جہاں مسلمانوں کے لئے بساط ارض پر عرش کا محور عین مقابل پڑتا ہے۔ قرآن حکیم میں مکہ معظمہ کو " اُمُّ الْقُرٰی " یعنی مادرِ بلاد (یا شہروں کا سرچشمہ) بھی فرمایا گیا ہے اور معروف علمی کتب میں اس کو " ناف زمین " بھی کہا جاتا ہے۔ علوم ارضیات کی رو سے کعبۃ اللہ نہ صرف زمین کے عین مرکز پر واقع ہے بلکہ وہ سارے عالم کے لئے بھی مرکزی نقطہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ کعبہ میں نصب حجر اسود (سنگ سیاہ) کی ساخت یا ہیئت ترکیبی کی صحیح نوعیت کے بارے میں اس بات کا تعین کرنا دشوار ہے کہ آیا وہ اپنی اصلیت میں ایک شہابی پتھر ( Meteorite ) ہے کہ نہیں۔ اور اگر ایسا ہے تو کیا اس سے کوئی برقیائی مقناطیسی موجوں کا شعاعوں کی سمت اخراج عمل میں آتا ہے؟

انسانی دماغ کے اندر ایک مخروطی شکل کا غدود ہوتا ہے جس کو تیسری آنکھ کا نام بھی دیا جاتا ہے اور جو رہنمایانہ حس ( Directional Sense ) کی کارکردگی میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسی مخروطی غدود کو پہنچنے والا نقصان رہنمایانہ حس کو ناقص بنانے کا موجب بنتا ہے اور غالباً اصلی ( Intracranical ) برقیائی مقناطیسی ماحولیات میں تبدیلی کے ذریعہ یہ وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اور اس طرح وہ مقناطیسی رد عمل کے

Marfat.com

نظام کو متاثر کرنے کا سبب بنتا ہے۔

انسان کی ہڈیوں اور کھوپڑی کے پیندے میں مقناطیسی لوہے (Magnetite) یعنی لوہے کے ایک مقناطیسی آکسائیڈ کی ایک بڑی مقدار جمع رہتی ہے۔ بدن میں گردش کرنے والے کروڑوں کی تعداد میں موجود سرخ خونی خلیوں میں لوہا شامل ہوتا ہے جو ایک مقناطیسی فاسد مادہ ( Magnetic Flux ) کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ ابھی تک اس پر کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا ہے کہ لوہے پر مشتمل یہ سرخ خونی خلئے جب دماغی پیندے کے قریب آپہنچتے ہیں تو کیا اثرات مرتب کرتے ہیں۔ اس کے بعد کے مرحلہ میں اعصابی یا اخلاطی یا برقیائی مقناطیسی رو کے وسیلے سے یہ مخروطی غددو تک رسائی کے ذریعہ رہنمایانہ حس کو معمول کے مطابق بنادیتے ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ روزانہ کئی بار سجدہ کرنے کے دوران ہماری پیشانیوں کو زمین پر ٹیکنے کے سبب یہ قیاس بعید از امکان نہیں ہے کہ کعبہ سے خارج ہونے والی کچھ برقیائی مقناطیسی موجیں مخروطی غددو دماغ تک پہنچتی ہیں اور ہماری رہنمایانہ حس کے رخ کو (صراط مستقیم) سے ہم آہنگ، درست اور سیدھا کردیتی ہیں۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر سجدہ کا عمل ان مسلمانوں کے لئے ایک میکانیکی نظام ہے جو صراط مستقیم کی تلاش و جستجو میں کعبہ کی سمت سجدہ ریز ہوا کرتے ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ عالمی اولمپک مقابلوں میں ہم کوئی سونے کا تمغہ حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوں لیکن عظیم روحانی دوڑ میں ہمارے لئے یہ ممکن ہے کہ صراط مستقیم کی شاہراہ پر ہم گامزن ہوجائیں بشرطیکہ ہم سیدھے راستہ پر پوری مستعدی اور تیز رفتاری کے ساتھ رواں دواں ہوں۔

Marfat.com

# عید الاضحی کی اہمیت

عید الاضحیٰ یعنی قربانی کا یوم مصر، سعودی عرب اور مشرق متوسط میں "عید البقرہ" ایران میں "عید قربان" پاکستان، ہندوستان اور ٹرنڈاڈ میں "بقر عید" ترکی میں "قربان بیرام" خلیج عرب میں "یوم النحر" اور سینیگال میں "تباسکی" کے ناموں سے بھی مشہور ہے لیکن سب سے اہم بات یہ کہ دنیا بھر میں وہ عید الکبیر یا بڑی عید کے نام سے یاد کی جاتی ہے اور اسے عید الصغیر یا عید الفطر نامی اس چھوٹی عید کے مقابل میں امتیاز حاصل ہے جو بڑی عید سے دو ماہ دس دن قبل منائی جاتی ہے۔ عید کے معنی ہیں بار بار آنے والی خوشی۔ بقر عید کو قربانی کی تقریب بھی کہتے ہیں جو ماہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ منائی جاتی ہے۔ نویں ذی الحجہ کے دن حجاج کرام مکہ معظمہ سے باہر میدان عرفات کے لئے روانہ ہوجاتے ہیں اور وہاں اپنا سارا وقت عبادت میں گزارتے ہیں۔ اس (وقوف عرفات) کو مناسک حج میں کلیدی حیثیت حاصل ہے جس کے بغیر حج مکمل ہی نہیں قرار پاتا۔ اسی شام کو حجاج کرام کی عرفات سے مزدلفہ کو روانگی عمل میں آتی ہے۔ مزدلفہ میں نماز فجر ادا کرلینے کے بعد حجاج دسویں ذی الحجہ کی علی الصبح منی۔جمروں کی جانب روانہ ہوتے ہیں تاکہ تینوں شیطانوں میں سے ہر ایک کو سات سات کنکریاں پھینک ماریں جس کو "رمی الرجم" یا کنکریاں مارنے کی رسم کہا جاتا ہے۔ یہ رسم حضرت ابراھیم علیہ السلام کے زمانہ سے انجام دی جاتی رہی ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ ہر کوئی شیطان کو بار بار مار بھگائے اور شیطان کی کبھی بھی نہ سننے اور نفسانی خواہشات کی تکمیل نہ کرنے کا عزم کرے۔ رجم کے معنی ہیں پتھر پھینکنا یا سنگباری کرتے ہوئے مارڈالنا۔ بعد ازاں حاجی حضرات پاک و صاف دل و دماغ کے ساتھ منیٰ کو لوٹتے ہیں

Marfat.com

اور جانوروں کی قربانی دیتے ہیں۔ منی میں جانوروں کی یہ قربانی اس عظیم واقعہ کی یادگار ہے جب کہ حضرت ابرھیم علیہ السلام کو جنکا لقب خلیل اللہ یعنی اللہ کا دوست ہے، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ وہ اپنی عزیز ترین متاع یعنی اپنے اس اکلوتے فرزند کو راہ حق میں قربان کردیں جو آپ کو آپ کے بڑھاپے میں ایک عرصہ تک بارگاہ الٰہی میں دلی التجائیں کرنے کے بعد عطا ہوا تھا۔ یعنی آپ کے چہیتے اور سعادت مند صاحبزادے اسمٰعیل علیہ السلام جن کے مقسوم میں بھی پیغمبر ہونا لکھا تھا اور جو ذبیح اللہ یعنی اللہ کی راہ میں چنی ہوئی قربانی کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔

مسلمانوں کے نزدیک حج گویا حضرت ابراھیم علیہ السلام کے عقیدۂ واثق کا اعادہ کرنا ہے۔ جنھیں قرآن پاک نے سب سے پہلا مسلمان اور حنیف ہونے کی فضیلت عطا کی ہے۔ ہم میں سے اکثر ایسے لوگ بھی جنکا اس سال حج کے لئے جانا نہ ہوا یہ جشن مناتے ہیں جس کا آغاز " صلوٰۃ العید " یعنی نماز عید سے ہوتا ہے اور جس کے بعد ہی جانوروں کی قربانی دی جاتی ہے اور گوشت کو غرباء میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ سالہا سال سے جاری قربانی کا یہ عمل اپنی معنویت کھوچکا ہے اور اب قربانی مسلمانوں میں محض ایک روایتی رسم کی شکل اختیار کر گئی ہے جبکہ اس کے پیچھے موجود غایت و اہمیت کو سمجھے بغیر مسلمان بکرے، مینڈھے یا گائے ذبح کرتے ہیں۔ خیرات قربانی نہیں ہوجاتی بلکہ خیرات ہی رہتی ہے۔ خیرات، مستحقین کی امداد کا باقاعدہ ہمہ وقتی طریقۂ عمل ہے۔ اور جس کے لئے کوئی مخصوص دن مقرر نہیں ہوتا جبکہ قربانی ایک سالانہ مذہبی روایت ہے جسکی ادائی صرف عید الاضحیٰ سے شروع ہونے والے مقررہ دنوں میں ہی ہوتی ہے۔ ذیل میں عید الاضحیٰ کے موقع کی اہمیت پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

**تاریخ :** مناسب ہوگا کہ چند تاریخی نکات کا یہاں تذکرہ کیا جائے تاکہ ہم عنوان کے پس منظر کو ٹھیک ڈھنگ سے سمجھ سکیں۔ کوئی ( ۲۸۰۰ ) برس قبل یعنی طوفان نوح علیہ السلام سے قریب ( ۱۲۶۳ ) سال بعد بابل میں آزر نامی ایک شخص رہتا تھا۔

Marfat.com

وہ اور اسکی قوم بتوں، ستاروں اور سیاروں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ آزر کے بھائی کو ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام ابراھیم علیہ السلام تھا (نوٹ: عربی میں "اب" چچا کو بھی کہتے ہیں)

حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح حضرت ابراھیم علیہ السلام کا بھی کوئی استاد یا معلم ہرگز نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں آسمانوں اور زمین کی مملکت دکھائی تاکہ وہ اہل یقین میں سے ہو جائے۔

"وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ۔ (ق ۷۵/۶)"

یعنی "اور اسی طرح ہم ابراھیم کو آسمانوں اور زمین کی ساری بادشاہی دکھاتے ہیں اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں سے ہو جائے۔"

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ادا کیا کہ جس نے آپ کو صراط مستقیم پر گامزن فرمایا۔

"شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔" (ق ۱۲۱/۱۶)

یعنی "اس کے احسانوں پر شکر کرنے والا ہے۔ اللہ نے اسے چن لیا اور اسے سیدھی راہ دکھائی۔"

آپ اپنے ایمان میں غیر متزلزل اور سچے تھے اور راستبازی میں راسخ تھے جبھی تو حنیف کہلائے۔

"اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۝" (ق ۱۲۰/۱۶)

یعنی "بے شک ابراھیم اللہ کا فرمانبردار اور سب سے جدا ایک امام تھا اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھا۔"

۲ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی سیرت کو ہمارے لئے اسوۂ حسنہ یعنی اتباع کرنے اور اپنانے کے لئے ایک نمونہ بنایا کیونکہ آپ نے اللہ کی

Marfat.com

اطاعت کے لئے خود کو وقف کردیا تھا۔ اور آپ نے کسی وقت بھی اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو ہرگز شریک نہ کیا (ق ۱۶/۱۲۰)

اللہ تعالیٰ نے چند احکام کے ذریعہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے امتحان لئے جن میں سے ہرایک میں آپ کامیاب اترے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساری انسانیت کے لئے اتباع کا ایک نمونہ بنادیا۔ کیونکہ ہربات اور ہرعمل میں آپنے کسی برے انجام یا مخالفت سے بے خوف ہوکر راضی برضائے الٰہی رہنے کا بھرپور مظاہرکیا۔

اللہ تعالیٰ آپ سے پوری طرح باخبر ہے۔ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ۔ یعنی "ہم اس سے خبردار تھے" (ق ۲۱/۵۱)

آپ حق شناس اور اللہ کے دوست تھے۔ اسی وجہ سے حضرت ابراھیم علیہ السلام خلیل اللہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ خلیل کا معنی ہے "دوست"۔ آپ "ابو الانبیاء" یعنی نبیوں کے باپ بھی مشہور ہیں۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام یہودی تھے یا نصرانی ؟ آئیے دیکھیں کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں کیا ارشاد فرماتا ہے۔ جیسا کہ ق (۳/ ۶۷) میں ارشاد ربانی ہے۔ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ یعنی "ابراھیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکوں سے نہ تھے"

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو مسلمان کیوں قرار دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے رضائے الٰہی کے آگے اپنے سر تسلیم کو خم کردیا۔ جیسا کہ (ق ۲/ ۱۳۱) میں ارشاد ہے۔ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ یعنی "جب کہ اس سے اس کے رب نے فرمایا سر تسلیم جھکا دے، اس نے کہا میں نے اس کے لئے سر جھکادیا جو سارے جہاں کا رب ہے"۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی شخصیت ایسی مثالی تھی کہ (ق ۳۷/ ۱۰۹)

Marfat.com

میں اللہ تعالیٰ خود آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجتا ہے "سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ" یعنیٰ ابراھیم پر سلامتی ہے۔"

ہم پر بھی لازم ہے کہ کم از کم روزانہ پنجوقتہ نمازوں میں جبکہ ہم آخری سجدہ کے بعد قعدہ کی حالت میں بیٹھتے ہیں تو حضرت ابراھیم علیہ السلام نیز آپ کی آل پر صلوٰۃ و سلام بھیجیں اور کہیں:

"اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرٰھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

"الٰہی، ہمارے سردار محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) اور ہمارے سردار محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کی آل پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے ہمارے سردار ابراھیم (علیہ السلام) اور ابراھیم (علیہ السلام) کی آل پر برکت فرمائی۔ بیشک تو بڑی تعریف و بزرگی والا ہے۔"

یہ بات قابل توجہ ہے کہ روزانہ ہماری نمازوں میں ہم حضرت ابراھیم علیہ السلام پر صلوٰۃ بھیجتے وقت آپ کے ساتھ ساتھ آپ کے ارکان خاندان (آل) یعنی بی بی سارہ، بی بی ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کو بھی ہم شامل کرلیتے ہیں کیونکہ آپ کے سب ہی ارکان خاندان نے بے باکی سے ایک جماعت کی طرح قربانی میں اپنا اپنا حصہ ادا کیا۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دو بیبیاں تھیں۔ ایک بی بی سارہ اور دوسری بی بی ہاجرہ جو مصری نژاد واقع ہوئی تھیں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ آپ کو ایک فرزند صالح عطا ہو۔

"رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ." (ق ۳۷/۱۰۰)

یعنیٰ الٰہی! مجھے اولاد دے جو صالحوں میں سے ہو۔"

جب آپ کی عمر چھیاسی (۸۶) برس ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو ایک فرزند پیدا ہوا جیسا کہ (ق ۳۷ / ۱۰۱) میں ارشاد ہے

Marfat.com

"فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۔ یعنی تو ہم نے ایک حلم والے لڑکے کی اس کو خوشخبری سنائی۔"

اس طرح حضرت ابراھیم علیہ السلام کو نہ صرف بیٹا ہوا بلکہ فرزند صالح پیدا ہوا۔ یہی نہیں بلکہ وہ حلیم یعنی قربانی دینے اور برداشت کرنے پر مستعد بھی ہے۔ اسی فرزند کا نام اسمٰعیل رکھا گیا۔ اسمٰعیل کا لفظ مشتق ہے "سمع" سے بمعنی سننا۔ اللہ تعالیٰ نے فرزند صالح دینے کے لئے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا سن لی، لہذا جب یہ دعا قبول ہوگئی اور فرزند پیدا ہوا تو اس کا نام اسمٰعیل ہوا۔ اس طرح باپ اور بیٹے دونوں کو جسمانی و روحانی ہر دو طرح قربانی کا جذبہ ودیعت فرمایا گیا۔ اور وہ دونوں اب کسی بھی چیلنج (للکار)، کسی بھی امتحان اور کسی بھی آزمائش کا مقابلہ کرنے تیار تھے۔ نیز اللہ کے احکام کی تعمیل کی خاطر خود اپنی قربانی دینے کے لئے بھی آمادہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تاریخ میں ساری انسانیت کے لئے قابل تقلید نمونوں کی حیثیت سے جاوداں بن گئے۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے بت پرستی کے بارے میں بحث کی۔ حتیٰ کہ آپ نے سب سے بڑے بت کو جوں کا توں سالم رکھتے ہوئے دیگر سارے بتوں کو توڑ دیا۔ جب آپ کی قوم نے پوچھا کہ یہ سب کچھ کس طرح واقع ہوا تو آپ نے جواب دیا کہ وہ بڑا بت ہی ہے کہ جس نے چھوٹے بتوں کو چورا چورا کر دیا اور اگر اس بات پر ان کو یقین نہیں تو اسی بت سے دریافت کرسکتے ہیں۔ آپ نے جب ان سب کو لاجواب اور مسکت کر دیا تو آپ کی قوم غضبناک ہوگئی، آپ کو باندھ ڈالا، لکڑیاں جمع کیں۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کو اس میں ڈالدیا اور سب لکڑیوں کو آگ لگادی۔ لیکن اللہ کی قدرت کا اعجاز دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے آگ! ٹھنڈی ہوجا اور ابراھیم کی حفاظت کر" اور یہی وجہ تھی کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام آگ سے محفوظ فرمادئے گئے جیساکہ (ق ۲۱/ ۶۹) میں ارشاد ہے۔

Marfat.com

"قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ"

یعنی "ہم نے فرمایا اے آگ، ابراھیم پر ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا۔"

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے بت پرستی کے بارے میں خود اپنے چچا سے اختلاف کیا۔ آپ کے چچا (آزر) نے آپ سے کہا کہ قبل اس کے کہ وہ آپ پر پتھر پھینک مارے آپ اس کے گھر سے باہر چلے جائیں (ق ۱۹/ ۴۶)

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنے چچا کے ساتھ کسی بد اخلاقی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ آپ نے اس سے نرم لہجہ میں گفتگو فرمائی، چچا کے گھر کو خیر باد کر دیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ آپ نے چچا کو معاف کر دے۔ آپ کا یہ ہجرت کر جانا ایسا ہی تھا جس طرح کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی تھی۔ ہجرت کے بارے میں یہاں کچھ وضاحت مناسب ہوگی۔ عربی لفظ ہجرت ماخوذ ہے ہجر سے بمعنی قطع تعلق کر لینا، کسی قبیلہ کو ترک کر دینا یا ترک وطن کرنا۔ ہجرت کا مطلب ہے جو کچھ اللہ کو ناپسند ہو اس سے دست بردار ہو جانا حتیٰ کہ اپنا گھر اور وطن بھی چھوڑنے کی نوبت کیوں نہ آئے۔ لہذا ہجرت کا عام طور پر لیا جانے والا مفہوم "فرار" ہرگز صحیح نہیں۔ اس میں ایک سکونت گاہ یا ملک کو دوسرے کے لئے چھوڑ دینا زیادہ اہمیت رکھتا ہے تاکہ برائی، گناہ اور شرک کا تدارک ہو جائے اور اس طرح وہ ایسا مہاجر بن جائے جو اللہ کی جانب سے منع کردہ ساری چیزوں کو ترک کر دے۔ یہ صرف ہجرت کا مادی پہلو ہے یعنی کہ جسمانی طور پر سفر کرنا۔ لیکن ہجرت کا ایک روحانی پہلو بھی ہے جس پر ہر مسلمان کو اپنی زندگی میں ہر روز عمل پیرا ہونا چاہیے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جن باتوں سے روکا ہے ان سے دور رہے اور جن باتوں سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے ان کو اختیار کرے تاکہ ہم بھی اللہ کے چاہنے والے بن جائیں۔ نیز خلیل اللہ کی اتباع نصیب ہو اور ملت ابراھیمی سے زیادہ سے زیادہ وابستگی حاصل ہو جائے۔ اس ہجرت میں حضرت ابراھیم علیہ السلام

Marfat.com

کلیدان یا بابل سے شام اور فلسطین کی جانب منتقل ہوئے۔ یہ تھی حضرت ابراھیم علیہ السلام کی ہجرت کہ آپ نے تلاش حق میں اپنی قوم، اپنے وطن اور اپنے چچا کے مکان کو خیر باد کر دیا اس لئے کہ آپ حلیم واقع ہوئے تھے

"اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ" (ق ۱۱/ ۷۵) یعنی "بے شک ابراھیم تحمل والا اور بہت آہیں کرنے والا رجوع کرنے والا ہے" اپنے چچا کا مکان، اپنے خاندانی رشتے اور قوم کے آبائی فریب وغیرہ کے بشمول دنیا کی ہر چیز کے مقابل میں آپکو سچائی زیادہ عزیز تھی۔ شام و فلسطین جیسی زرخیز سرزمین میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھی حلیم واقع ہوئے تھے یعنی مصائب برداشت کرنے کے لئے تیار۔ اب حضرت ابراھیم علیہ السلام اپنی مصری نژاد زوجہ محترمہ بی بی ہاجرہ اور اپنے فرزند اسمٰعیل کو مکہ نامی بے آب و گیاہ زمین پر لیجا کر چھوڑ دیتے ہیں جہاں کے خطۂ زمین میں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا اور بی بی ہاجرہ پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ نامی دو پہاڑیوں کے درمیان دیوانہ وار دوڑ رہی تھیں۔ معجزانہ طور پر اپنے لڑکے اسمٰعیل کی ایڑی کے نیچے سے ایک چشمہ بہنا شروع ہوا اور اس قدر زیادہ ابلنے لگا کہ بی بی ہاجرہ نے "زمزم زمزم" یعنی "ٹھہر جا ٹھہر جا" کہا اور اسی وجہ سے وہ چشمہ زم زم کے نام سے مشہور ہوگیا۔ زم زم کا یہی چشمہ آج ۳۸۰۰ برس بعد بھی بند نہیں ہوا۔ حالانکہ لاکھوں حجاج کرام شکم سیر ہو ہو کر آب زم زم وہاں پیتے ہیں اور اپنے ساتھ بیرونی ممالک کو کثیر مقدار میں لیجایا بھی کرتے ہیں۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اب سرزمین مکہ میں پروان چڑھ رہے ہیں۔ جو چاہ زم زم کے قریب ایک بنجر ریگزار میں واقع ہے اور جہاں مشرکین یا یہود ونصاریٰ کی تعلیمات کا وجود نہیں تھا۔ آپ اپنے پیدائشی دین "فترت" یعنی اسلام کے ساتھ بڑھتے جا رہے تھے۔ آپ بھی ایسے مسلم تھے جو کسی بیرونی مداخلت کے بغیر خالصتاً خدا کے سہارے پرورش پا رہے تھے

Marfat.com

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنے فرزند اسمٰعیل کے ساتھ مل کر کعبہ تعمیر کیا جو خدائے وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ کی عبادت کے لئے مختص سب سے پہلے بنایا گیا گھر تھا۔ کعبہ سے مراد مکعب ہے۔ وہ خانہ خدا یا بیت اللہ کے نام سے مشہور ہے جو عالم اسلام کے لئے روحانی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سے بہت پہلے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراھیم علیہ السلام سے آپکے فرزند اسمٰعیل کو قربان کرنے کا حکم دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے باپ اور بیٹے دونوں کو چن لیا اور انھیں کعبہ (بیت اللہ یا خانہ خدا) کی دوبارہ تعمیر کی ہدایت فرمائی۔ یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ ایماندار لوگ کعبہ کی دیکھ بھال کریں، حضرت ابراھیم علیہ السلام اورآپ کے فرزند اسمٰعیل کی طرح ایماندار اور حق پسند لوگ جنھوں نے خدا کے گھر کی تعمیر کی تاکہ آنے والی انسانی نسلوں کے لئے قائم رہے۔ بیت اللہ ایک محفوظ جگہ ہے۔ منٰی میں خون بہایا جاسکتا ہے مگر کعبہ یعنی خدا کے گھر کے حدود میں نہیں بہایا جاسکتا۔ انتقام و تشدد کے لئے تعاقب کئے جانے والوں کے لئے کعبہ ایک واجب التعظیم عبادت گاہ ہے۔ جیسا کہ (ق ۲ / ۱۲۵) میں ارشاد ہے" وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا" یعنی "اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع اور امن بنایا۔" وہ بنی نوع انسان کے لئے حفاظت کی جائے پناہ ہے جیسا کہ (ق ۵ / ۹۷) میں ارشاد ہوا جَعَلَ "اللّٰہُ الْکَعْبَةَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ" یعنی "اللہ نے حرمت والے گھر کعبہ کو لوگوں کے قیام کا باعث بنایا۔"

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے خدا کے گھر کو پاک کردیا یعنی وہاں موجود سارے بتوں سے چھٹکارا حاصل کرلیا۔ حضرت ابراھیم و اسمٰعیل علیہما السلام دونوں نے کعبہ کا طواف کیا یعنی اطراف چکریں لگائیں۔ اور اس کے بعد اسی مقام پر نماز پڑھی جو اب " مقام ابراھیم" کہلاتا ہے۔ یہ مقام ابراھیم صرف ایک اللہ کی عبادت کے لئے کعبہ کے قریب ان دیگر مقامات سے مختلف و ممتاز ہے جہاں پہلے اصنام رکھے گئے تھے اور جنھیں حضرت ابراھیم علیہ السلام نے توڑ دیا تھا۔ اسطرح حضرت

Marfat.com

ابراھیم علیہ السلام نے اپنی رضا کو مکمل طور پر اللہ کے سپرد کردیا اور مسلمان ہونے میں ایک مثالی نمونہ ثابت ہوئے۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کا نشان قدم "مقام ابراہیمؑ" میں دیکھا جاسکتا ہے جس کو باپ اور بیٹے کی جانب سے کعبہ کی تعمیر کے دوران بطور بنیاد استعمال کیا گیا تھا۔ اس مقام ابراھیم کی جگہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں اپنے لئے اور اپنی نسل اور ماں باپ کے لئے نیز ہم جیسے تمام مومنوں کے لئے دعا کی تھی۔ جیسا کہ (ق ۱۴/۴۰۔۴۱) میں ارشاد ہے "رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ۔ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ"۔ یعنی "اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا۔ اے ہمارے رب! میری دعا سن لے۔ اے ہمارے رب! مجھے اور میرے ماںباپ کو اور سب مسلمانوں کو بخش دے جس دن حساب قائم ہوگا۔"

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی عین خواہش تھی کہ وہ اپنی روح کو خداداد حکمت کے ذریعے منور کریں جس کی برکات سے آپ کی آنے والی ساری نسلیں مالا مال ہوں تاکہ ہم سب تقویٰ کی منزل سے ہمکنار ہوجائیں۔ جانتے ہو وہ منزل کونسی ہے؟ اس سے عقبیٰ میں روحانی مسرت کا وہ باغ مراد ہے جہاں ہمیں دیدار الٰہی نصیب ہونے کی امید ہے۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے ساتھ ملکر طواف کرنے کے بعد سعی کی تکمیل کی یعنی صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ لگائی۔ بعد ازاں وہ عرفات کو روانہ ہوئے اور پھر کعبہ کو واپس ہوئے۔ کعبہ توحید کی علامت ہے۔ جبکہ حج ایک سالانہ اجتماع کی شکل میں امت کے اتحاد کی علامت ہے۔

قرآن مجید کے سورہ نمبر ۳۷ کی آیات ۱۰۲ تا ۱۰۶ میں یہ فرمایا گیا ہے کہ منیٰ میں حضرت ابراھیم علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابراھیم علیہ السلام اور آپ کے فرزند اسمٰعیل اور آپ کی بیوی بی بی ہاجرہ کا

Marfat.com

امتحان لینا چاہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے کی قربانی دیں۔ وہ بیٹا جو اکلوتا ہی نہیں تھا بلکہ جو آپ کو اپنی ضعیف العمری میں عطا فرمایا گیا تھا۔ باپ نے اپنے بیٹے سے خواب کے بارے میں رائے پوچھی۔ بیٹے نے فورا رضا مندی ظاہر کرتے ہوئے کہا اگر یہ سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو بیٹے کو قربان کرنے میں باپ کو کوئی پس و پیش نہیں کرنا چاہیئے۔ اسمٰعیل نے اپنے والد سے اپنے ہاتھوں کو رسی سے باندھ دینے اور آنکھوں پر کپڑا لپیٹ دینے کی درخواست کی تاکہ جو کچھ واقع ہو رہا ہے اس کو نہ وہ دیکھ سکے اور نہ ہی کوئی جنبش کر سکے۔ ایک چودہ سالہ لڑکا اپنی پیشانی کے بل زمین پر لیٹ جاتا ہے۔ عین ایسے وقت جبکہ وہ اپنے باپ کی جانب سے ذبح و قربان کیا جانے والا ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل کی جگہ ایک دنبہ بھیج دیا۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام اور اسمٰعیل دونوں اللہ تعالیٰ کی آزمائش میں کامیاب ثابت ہوئے۔ اس لئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبیح اللہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ یعنی اللہ کی چنی ہوئی قربانی۔ جب بی بی ہاجرہ کو اطلاع دی گئی کہ ان کے بیٹے کو عنقریب قربان کیا جانے والا ہے تو بی بی نے کہا اگر میرے مزید کئی بیٹے ہوتے تو بھی میں ان سب کو خوشی سے خدا کی راہ میں قربان کر دیتی۔ یہ واقعہ قریب چار ہزار سال قبل ہوا تھا اور اسی تاریخ کو ہم بحیثیت مسلمان ہر سال مکہ معظمہ کا سفر کر کے حج ادا کرتے ہیں جو گذشتہ چار ہزار سال سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے قائم کردہ ایک باقاعدہ نظام ہے۔ لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ اس عزم حج کا تعلق نہ صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بلکہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے ساتھ بھی مربوط ہے۔

Marfat.com

# قربانی

عام طور پر قربانی سے خدا کے حضور بطور نذر کسی جانور کو ذبح کرنا مراد لیا جاتا ہے۔ لیکن قربانی اپنے سچے مفہوم میں اللہ کی خاطر عظیم قیمت و اہمیت والی کسی چیز سے دستبرداری کا نام ہے۔ قربان کی جانے والی اس چیز سے مراد یا تو دولت یا وقت ہے جس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے یا پھر اس سے مراد نظریات پسند و نا پسند باتیں، مسرتیں، راحتیں، خاندانی روابط یا محض اپنی انا ہے جو لا محدود اور ناقابل اندازہ ہے۔ قربانی کہلانے والے عمل سے ہمیں تکلیف پہنچنی چاہئے اور ہم کو اس کا درد بھی محسوس کرنا چاہئے کیونکہ قربانی سے مراد جب کسی ایسی چیز یا کسی شخصیت سے دست بردار ہونا ہے جو ہم کو بے حد محبوب ہے اور جس کو ہم دل سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں تو پھر اس سے جدائی کے باعث شدید تشویش و پریشانی لاحق ہونا لازمی ہے۔ اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے اس کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے اور اسے ہم اللہ کی راہ میں دیدیں تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ہمیں اس سے کئی گنا زیادہ عطا کرے گا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

إِنْ تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ (ق ۶۴/۱۷)

یعنی "اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے وہ تمہارے لئے اس کے دونے کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا۔"

گویا اس کا یہی مطلب ہوا کہ خلوص و بے لوثی کے ساتھ ہم جس کی بھی قربانی دیتے ہیں تو سارا اس کا ثواب، بخشش اور انعام خود ہم کو ہی حاصل ہوتا ہے۔ یقیناً ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے ہمیں قربانی پیش کرنے کی سعادت بخشی۔ یہی کافی نہیں بلکہ ہم کو اس شخص کا بھی ممنون ہونا چاہئے کہ جو کچھ

Marfat.com

ہم اسے دیتے ہیں اسے وہ قبول کرلیتا ہے۔ ورنہ ایسی صورت میں کیا ہوگا اگر فقیر یہ کہتے ہوئے رد کردے کہ "چلو جاؤ مجھے تمھاری خیرات کا پیسہ نہیں چاہیے۔ بہتر ہے اسے تم اپنی قبر میں اپنے ساتھ لے جاؤ" یہ بات تو محال ہے ایک ایسا بھوکا شخص جس کے پاس مشکل سے کھانے کو ایک نوالہ میسر ہو فورا قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے قلیل طعام میں کسی دوسرے کو حصہ دار بنائے اور اس پر مزید یہ کہ وہ اس دولتمند شخص کے مقابل میں زیادہ اپنے چہرہ پر مسرت کا اظہار کرے جو ایک ایسے غریب آدمی کا منتظر ہو کہ اس کے آگے عاجزی کے ساتھ اپنا دست طلب دراز کرے اور بار بار غور کرنے کے بعد کچھ پیسے خیرات میں دیدیئے جائیں اور وہ بھی بڑی حقارت اور نفرت کے ساتھ۔ دولتمند اسی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ بعد ازاں اسکی سرزنش بھی کرتا رہتا ہے۔ اور ان پیسوں کا ذکر کرتے ہوئے بار بار احسان جتاتے رہتا ہے جو اس نے ضرورت کے وقت اس غریب کو دیئے تھے۔ اکثر دولتمند لوگوں کی جانب سے کسی غریب مرد یا عورت کو دی گئی حقیر رقم کے ساتھ انکے اپنے شخصی اغراض اور اس کے عوض حاصل ہونے والے مفادات وابستہ ہوتے ہیں۔ اس کا تو صرف خدا ہی کو علم ہے کہ اس کے پس پشت کیا کیا محرکات و وجوہات کارفرما ہوتے ہیں۔

"وقت" ایک نہایت ہی قیمتی جنس ہے کیونکہ لمحہ بہ لمحہ ہم اس کو ضائع کرتے جارہے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے وقت کا کتنا حصہ اللہ کے لئے وقف کیا ہے۔ کیا کبھی ہم میں ایسا بھی ہوا ہے کہ جس طرح ہماری دولت کا ۲،۵ فیصد حصہ بطور زکوٰۃ مستحقین میں تقسیم کرنا لازمی ہے اور یہ تو کم از کم رقم ہے جو ہمیں ادا کرنا پڑتا ہے بالکل اس طرح ہماری روز مرہ پنجوقتہ نمازوں کے بارے میں یہ حق ہے کہ روزانہ ۲۴ گھنٹوں کا ۲،۵ فیصد وقت جو تقریبا ۳۶ منٹ کے برابر ہوتا ہے اسے اللہ کی نذر کردینا لازمی ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر ہم اپنی روز پنجوقتہ نمازوں کے لئے جملہ ۳۶ منٹ فی دن صرف کرتے ہیں تو اس کو ایک طرح کی

Marfat.com

قربانی کا نام دیا جاسکتا ہے۔ یہ لازمی اور فرض ہے۔

دولت اور وقت کی قربانی دینا پھر بھی آسان ہے لیکن جو قربانی بہت زیادہ مشکل ہے وہ خوشیوں، راحتوں، نظریوں اور پسند نا پسند باتوں، خاندانی رشتوں کی اور ہمارے جذبہ و جوش اور غرور و انانیت جیسی ناقابل احتساب باتوں کی قربانی ہے۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دینے میں بڑا کمال حاصل تھا۔ آپ کو ہر ممکن طریقہ سے امتحان اور آزمائش میں مبتلا کیا گیا۔ آپ کا چچا، آپ کے ارکان خاندان، آپ کی قوم اور سیاسی قومیں وغیرہ سب کے سب آپ کے خلاف صف آرا ہو گئے تھے مگر ان تمام مصائب میں اللہ تعالیٰ کی آزمائش میں آپ کی جانب سے جملہ احکام الٰہی کی تعمیل کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو انسانیت کا رہنما بنادیا۔

ایسا ہی دوسرا مثالی نمونہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم کا ہے کہ کبھی بمقام مکہ معظمہ آپکی راہ میں کانٹے بچھائے گئے کبھی طائف میں آپ پر سنگ باری کی گئی، کبھی غزوہ احد میں آپ کا دندان مبارک شہید کیا گیا لیکن اس کے باوجود آپ نے ہمارے لئے قربانی کی اعلیٰ ترین مثال چھوڑی ہے۔ محض سب سے عظیم قربانی پیش کرنے کی بدولت ہی ہمارا شمار اللہ والوں کی جماعت (حزب اللہ) میں ہوسکتا ہے۔

**سبق آموز نکات** قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے کہ جانور کا نہ تو گوشت اور نہ ہی خون اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے بلکہ اس تک صرف ہمارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

"لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ" (ق ۲۲/۳۷)

یعنی "اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ انکے خون، ہاں تمھاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے۔"

لہذا اگر جانور کا خون اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ پاتا ہے تو پھر بکرے، گائے اور اونٹ کی قربانی سے ہمیں کیا سبق حاصل ہوتا ہے؟ جملہ بارہ اہم سبق ہیں

Marfat.com

جو سیکھنے، اپنانے اور ان پر عملی جامہ پہنانے کے لائق ہیں۔

۱) جس طرح گوشت غریبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے بالکل اسی طرح دولت، وقت اور راحتوں کو بھی تقسیم کیا جانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشی گوشت اور خون میں نہیں بلکہ غربا، اپنے ساتھیوں اور بھوکوں میں گوشت کی تقسیم کے پیچھے کارفرما جذبہ میں ہے۔ یہی ایک اہم پیام ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری، ہمارے وقت، دولت اور آسائشوں کی قربانی ہمارے ساتھیوں خصوصاً غرباء کے حق میں قبول فرمائیگا جو بنی نوع انسان میں اکثریت پر مشتمل ہیں۔ یہ ہے قربانی۔

۲) اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو خود اپنے بیٹے کی قربانی سے بچالیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام میں انسانوں کی قربانی دینے کی اجازت نہیں۔ اسلام میں بچوں، بیواؤں اور دوسرے انسانوں کی قربانی ہرگز نہیں دینا چاہیے۔

۳) اولاد کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کی فرماں بردار رہے خواہ کتنی ہی بڑی ضرورت پیش آئے یا کیسے ہی مشکل حالات کا سامنا ہو جب تک اللہ کی رضا مقصود ہو۔ واضح باد کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خود اپنی زندگی کی قربانی کی تکمیل پوری رضا مندی اور مستعدی کے ساتھ اپنے والد کی خواہش پر کی تو محض اسی وجہ سے کہ وہ حکم الٰہی تھا۔

۴) اس یادگار واقعہ کا دوسرا سبق آموز پہلو یہ ہے کہ ہماری روز مرہ زندگی میں، برے خیالات، اقوال و افعال سے دور ہوکر، کم سے کم وقت کی اطلاع پر روحانی ہجرت کے لئے ہم کو تیار رہنا چاہیے۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنے چچا کے گھر کو خیر باد کردیا جہاں بتوں، سورج اور ستاروں کی پرستش کی جاتی تھی۔ آپ نے اپنے خاندانی رشتوں کی قربانی دی اور حق کی خاطر اپنے چچا کا گھر چھوڑ دیا۔

۵) قربانی کے معاملہ میں خاندان کے ہر رکن کو چاہیے کہ ایک جماعت کے حصہ کے طور پر آپسی تعاون کے ساتھ بالکل اسی طرح کام کرے جیسا کہ

Marfat.com

حضرت ابراھیم علیہ السلام، بی بی سارہ، بی بی ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام پر مشتمل ایک ہی کنبہ کے ارکان نے کیا تھا۔ قربانی کے عمل کو تنہا صرف باپ یا بیٹے پر ہی نہیں چھوڑنا چاہئے بلکہ بی بی ہاجرہ کی طرح ماں کو بھی قربانی دینا چاہئے۔ جب شیطان نے بی بی کو بتادیا کہ انکے شوہر ان کے اکلوتے فرزند کے ساتھ کیا کام کرنے والے ہیں تو بی بی ہاجرہ نے کہا کہ اگر میرے مزید کئی اور بیٹے ہوتے تو میں خوشی سے ان سب کو بھی اللہ کی خاطر قربان کردیتی۔ اللہ کی راہ میں باہمی تعاون کے ساتھ اجتماعی طور پر ایک خاندان کے تمام ارکان کی جانب سے قربانی کا جو مثالی مظاہرہ حضرت ابراھیم علیہ السلام، بی بی سارہ، بی بی ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام جیسی شخصیتوں کی جانب سے کیا گیا وہ سارے مسلم خاندانوں کے لئے اہمیت کا حامل اور تقلید کے قابل ہے۔

۲) ہمیں شیطان کو بار بار مسترد کرنے کے قابل بننا چاہئے اور شیطان کی دوبارہ کچھ بھی نہ سننا چاہئے خواہ اسکے الفاظ کتنے ہی خوبصورت او دلفریب کیوں نہ ہوں۔ اس کی ترجمانی مزدلفہ میں واقع تین جمروں میں سے ہر ایک پر سات سات کنکریاں پھینک مارنے کے عمل کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ یہاں شیطان کے بارے میں کچھ کہنا مناسب ہوگا۔ شیطان ہمیشہ ایمانداروں کے تعاقب میں گھات لگائے رہتا ہے جو پہلے ہی سے صراط مستقیم پر گامزن ہیں۔ جیسا کہ (ق ۷/۱۶) میں ارشاد ہے۔

"قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ" یعنی "بولا، قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا۔ میں ضرور تیرے سیدھے راستہ پر انکی تاک میں بیٹھوں گا۔" شیطان دائیں اور بائیں طرف سے ہم تک پہنچ جائے گا اور قسم کھائے گا کہ وہ ہمارا پرخلوص خیر خواہ ہے۔ جیسا کہ (ق ۷/۲۱) میں ارشاد ہے "وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ" یعنی "اور ان سے قسم کھائی کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔" وہ بڑے معقول انداز میں ہم سے سرگوشی کرتے ہوئے ہمیں مطمئن کردیگا کہ غلط کو

Marfat.com

صحیح اور حرام کو حلال باور کرانے میں ہم غلطی پر نہیں جیسا کہ (ق ۳۹/۱۵) میں ارشاد ہے۔

"قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ"

یعنی "بولا اے میرے رب! قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں زمین میں ان کے لئے (برائیوں کو) خوشنما بنادونگا اور ان سب کو بہکادونگا حتیٰ کہ جب ہم کسی لغزش پر کف افسوس ملتے ہیں تو ایسے وقت بھی شیطان یہ کہتے ہوئے ہمیں تسلی دیتا ہے کہ یہ ہماری خطا بالکل نہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے ہماری تقدیر میں پہلے ہی سے ایسا لکھ رکھا تھا۔ لیکن اگر ہم جاہل اور بے وقوف ہوں تو ہم شیطان کی سنیں گے اور اس طرح اللہ کی نافرمانی کرینگے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں آگاہ فرمایا ہے کہ ہم جاہل اور بے وقوف نہ بنیں۔

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ (ق ۳۵/۶) یعنی "تو اے سننے والے جاہلوں میں سے ہرگز نہ ہوجا" بہر حال ہم اگر اپنے دماغ استعمال کریں تو ہم شیطان پر مرنے تک سنگباری کرکے اس کو ہماری زندگی اور خیالات سے نکال باہر کرسکتے ہیں۔ اس آیت شریف کو پڑھنے کی نصیحت کی جاتی ہے اور عمل بھی کیا جاتا ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یعنی میں شیطان مردود سے اللہ کی پنا مانگتا ہوں۔ جیسے ہی کوئی شیطانی خیال یا ارادہ ہمارے ذہنوں میں پیدا ہوتا ہے تو شیطان کو مرنے تک پتھر پھینک مارنے کا واحد ذریعہ یہی آیت پاک ہے جس کے معنی ہیں " میں اللہ کی پناہ شیطان سے چاہتا ہوں جس کو مرنے تک پتھر مارناچاہیے" کیونکہ اصل لفظ "رجیم" بنا ہے رجم سے جس کے معنی ہیں مرنے تک پتھر مارنا۔ شیطان اس سلوک کا مستحق بھی ہے۔ ہم یاد آنے والے اکیس وسوسوں کو رد کرتے ہیں جس کی ترجمانی تین شیطانوں میں سے ہر ایک پر ہماری جانب سے سات سات بار کنکریاں مارنے کے ذریعہ ہوجاتی ہے۔ کیونکہ شیطان، خدا کا نافرمان ہے۔

Marfat.com

"اِنَّ الشَّیۡطٰنَ کَانَ لِلرَّحۡمٰنِ عَصِیًّا" (ق ۱۹/ ۴۴) یعنی "بے شک شیطان رحمن کا نافرمان ہے" نیز "اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ" (ق ۵/۱۲) یعنی "بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے"۔ ہمیں چاہیے کہ آج ہو کہ کل ہمیشہ شیطان کی مخالفت کیا کریں۔

یہ ماننا پڑیگا کہ شطرنج کی بازی میں ہمارا فریق مخالف یعنی شیطان بہت عیار واقع ہوا ہے اور بے شمار راجاؤں اور رانیوں کو طرح طرح کی عیاریوں سے ہٹانے کا لاکھوں سالہ تجربہ رکھتا ہے۔ مگر اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ ہم مایوس ہو جائیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی نا امید ہرگز نہ ہوئے۔ شیطان کو مغلوب کرنے کے اپنے عزم میں ہمیں ثابت قدم رہنا چاہیے۔ جس کے لئے ایک مضبوط اور مستحکم شخصیت کا مالک ہونا ضروری ہے۔ مثلاً حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر انسان کے پاس ابلیس (شیطان) اسکی اپنی انا کی متبادل شکل میں رہتا ہے۔ صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ حضور، کیا آپ کے ساتھ بھی ابلیس رہتا ہے۔ جواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ہاں میرے ساتھ بھی ابلیس رہتا ہے لیکن میں نے اپنے ابلیس کو مسلمان بنالیا ہے"

۷) اپنے قابو میں رکھے جانور کو ذبح کرنے سے مراد مسلمان کا اپنے خود کے اندر موجود جانور کو ذبح کرنا ہے۔ بہتر ہے کہ کوئی شخص اپنی قربانی کے جانور کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرے۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم جانور کو کسی اور شخص کے ہاتھ سے ذبح کرتا ہوا خود دیکھے تاکہ وہ منظر اس کی مسلسل یاد دلاتا رہے کہ جس طرح جانور کے لئے خود سپردگی کے سوا کوئی دوسری صورت نہیں بالکل اسی طرح ہمارے لئے بھی اپنی نماز، اپنی قربانی، اپنی زندگی اور اپنی موت وغیرہ میں بھی خود کو اللہ تعالی کے سپرد کر دینے کے سوائے کوئی چارا نہیں۔

۸) ہم خیرات میں خواہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ خرچ کریں ہمارے وسائل ہرگز ختم نہ ہونگے جیسا کہ کروڑوں حجاج کرام اور حاجت مند زم زم کا پانی پیتے ہیں اور دنیا

Marfat.com

کے کئی حصوں میں اسے اپنے ساتھ بھی لے جاتے ہیں اس کے باوجود زم زم کا پانی اپنی پوری آب و تاب سے بہہ رہا ہے اور آج تک ختم ہی نہ ہوا اور نہ ختم ہوگا۔

۹) اگر ہم اولاد سے محروم ہیں تو ہمیں چاہئے کے اللہ تعالیٰ سے اولاد کے لئے دعا کرتے رہیں۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی عمر جب چھیاسی (۸۶) برس کی ہوئی تو وہ اسماعیل کے باپ بنے اور بی بی سارہ اس وقت اسحٰق کی ماں بنیں جب ان کی عمر ننانوے (۹۹) سال اور حضرت ابراھیم علیہ السلام کی عمر ایک سو (۱۰۰) سال کو پہنچی تھی۔

۱۰) حج کے دوران ہم کو اپنا لباس تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ یہ تبدیلی محض علامتی ہے۔ ہم کو چاہئے کہ زندگی سے متعلق ہمارے نظریہ کو بھی تبدیل کریں اور ہم کو یکسر ہر چیز قربان کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہیں۔

۱۱) ہم کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تک گوشت اور خون نہیں بلکہ ہمارا جذبۂ عبادت پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو قربانی چاہتا ہے وہ ہے ہمارا اپنی خواہش و مرضی سے دست بردار ہو جانا اور یہی اسلام ہے۔

۱۲) اور سب سے آخر میں ایک سبق جسے ہم مسلمانوں نے اب تک نہیں سیکھا ہے ایسا سبق جسے تاخیر سے ہی مگر ہمیں ضرور سیکھنا چاہئے وہ یہ کہ ہم اگرچہ حنفی، شافعی، حنبلی و مالکی جیسے مختلف مکاتیب فقہ کے حامل اور مقلد ہیں جو ایک ہی مذہبی جامعہ یعنی اسلام کی شاخیں ہیں۔ فروعی طور پر اجتہادی، علمی یا نظریاتی اختلاف کیوں نہ پایا جائے سب کا سر چشمہ ایک ہی ہے۔ حج کے دوران سب ہی مسلکوں کے حامل مسلمان مکہ مکرمہ میں اکٹھے ہوکر اسلام کی اسی وحدانیت کا بے مثال مظاہرہ کرتے ہیں۔

**بڑی عید اور چھوٹی عید** :- بڑی عید یعنی بقر عید اور چھوٹی عید یعنی عید الفطر کے تقابل کے لئے ماہ رمضان کی طرف توجہ منعطف کی جاتی ہے جسے "شہر اللہ" یعنی اللہ کا مہینہ بھی کہا جاتا ہے اور جس کے دوران مسلسل ایک ماہ روزے

Marfat.com

رکھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

ہم میں سے بہت سے لوگوں نے ماہ رمضان میں روزہ رکھا اور جملہ احکام کی پابندی کی یعنی صبح سے مغرب تک نہ صرف کھانے پینے اور جماع سے رکے رہے بلکہ برے خیالات اور حرکات سے اپنے کو دور رکھا اور اللہ کی جانب سے بطور اعتماد عطا کردہ جوارح یعنی اپنی زبان، آنکھیں، کان، ہاتھ اور دیگر تمام جسمانی اعضاء کو انکے غلط استعمال سے بچائے رکھا۔ اس طرح ہم نے اس کے ذریعہ اللہ کے ایک اہم ترین حکم کی تعمیل کی تاکہ اپنے شخصی مفاد کے مقصد کی تکمیل بھی ہو اور ساتھ ساتھ آئندہ پیش آنے والی مزید آزمائشوں کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہنے کا اپنے میں حوصلہ بھی پیدا ہو سکے۔

ماہ صیام جو دو ماہ دس دن قبل ہی گزرا وہ کوئی قربانی کی تعریف میں نہیں۔ وہ فریضہ تو لازمی تھا۔ وہ تو خدا کے حکم سے ایک تربیتی دور تھا جس طرح قومی یا فوجی خدمات دنیا کے اکثر ممالک میں لازمی قرار دی گئی ہیں۔ اسی طرح اسلام میں سال میں ایک مہینہ تمام رمضان ایک لازمی روحانی خدمت قرار دی گئی ہے۔ اس کا آخری نتیجہ نظم و ضبط اور پابندیوں سے پوری طرح آراستہ ایک ایسے دیندار مسلم معاشرہ کی شکل میں رونما ہوتا ہے جس میں کا ہر فرد روحانی و اخلاقی طور پر اعلیٰ تربیت یافتہ ہو اور قرآن پاک میں بیان کردہ دستور الٰہی پر عمل کرنے اور زندگی بسر کرنے کا سلیقہ رکھتا ہو۔ یہ ہمارے امتحان کا حصۂ اول تھا جس میں ممکن ہے کہ ہم میں سے بعض لوگوں نے اعلیٰ نمبرات بلکہ امتیازی درجہ سے کامیابی حاصل کی ہو اور عید الفطر منانے کے صحیح معنیٰ میں وہ مستحق ہیں۔ ہم میں سے بعض لوگ جنھوں نے پورے تیس دن روزہ نہ رکھا اور امتحان میں ناکام رہے وہ آنے والے ہفتوں میں روزہ رکھتے ہوئے اس کی بآسانی ادائیگی کر سکتے تھے تاکہ ہم روزہ رکھنے کی روحانی فصل کاٹ سکیں۔

Marfat.com

اب جب کہ ہم اسلامی روزوں کی مشق کے بعد اپنی مضبوط و مستحکم شخصیت کے ساتھ پوری طرح آراستہ ہو چکے ہیں تو پھر ہم خلیفۃ اللہ کا کردار ادا کرنے کے بہترین اہل ثابت ہونگے جو کہ بنی نوع انسان کی تخلیق کے مقاصد میں سے ایک ہے۔ اس کے بعد اب ہم ہر طرف سے ہونے والے دعوؤں کے ساتھ قربانی کے وسیع میدان میں داخل ہوتے ہیں۔ ہم نے رمضان کے مقدس مہینہ میں جو کچھ کیا تھا اس سے کہیں زیادہ مشکل کام انجام دینے کی ہمیں اب جد و جہد کرنی پڑےگی۔

رمضان کے دوران جد و جہد خواہ کتنی ہی مشکل رہے کچھ نہ ہونے کے برابر ہے اور اس کا تقابل امتحان دوم میں، درکار ہماری جد و جہد سے کیا جانا چاہئے جو قربانی کی عید کے لئے پوسٹ گریجویٹ امتحان کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس دوسرے امتحان کے بارے میں چند الفاظ ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ عید الاضحیٰ کی تیاری کے لئے دو ماہ دس دن کی مہلت دیتا ہے۔ یہ لازمی نہیں اختیاری ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ آزمانا چاہتا ہے کہ روزوں کی سخت ریاضت کی بدولت حاصل کردہ نیک اوصاف جن کے ذریعے ہم نے رمضان کے امتحان کے دوران طبی، جسمانی، اخلاقی اور روحانی برکات سے خوب استفادہ کیا تھا۔ اب جب کہ رمضان گذر چکا ہے تو دیکھنا ہے کہ آیا ہم انھیں اب بھی اختیار کئے ہوئے ہیں یا پھر انھیں خیر باد کر چکے ہیں؟ نیز کیا ہم نے ایک قدم پیچھے گئے بغیر اپنی روزانہ کی زندگی میں آگے بڑھنے کا سلسلہ قائم رکھا ہے؟ کیا ہم نے روحانی بلندیوں کی سیڑھی کے زینے طے کرنے کا سلسلہ جاری رکھا ہے؟ آیئے ہم خود اپنے ضمیر سے دریافت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو ماہ اور دس دن کی مہلت دی ہے تاکہ بقرعید یا قربانی کی تقریب کے لئے ایک دن معین کر کے قربانی کرنا سیکھیں جب کہ امتحان کے دوسرے حصہ کے نتائج کا اعلان کیا جانے والا ہے۔ آیئے اس بڑی عید میں ہم خود اپنے سے پوچھیں کہ گذشتہ دو ماہ دس دن کے عرصہ میں ہم میں سے ہر ایک نے کیا اور کتنی قربانی دی ہے۔

Marfat.com

ہمارے ساتھیوں کی خاطر ہم نے اپنا کتنا وقت، اپنی کتنی دولت اور اپنی کتنی آسائشوں کو قربان کیا ہے؟ ہمیں عیدالاضحیٰ یا بقر عید کہلانے والی بڑی عید کی تقریب، قربانی کی اہمیت زیادہ ظاہر ہوجاتی ہے۔ کیا ہم نے اس پورے امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے تاکہ ہم بڑی عید مناسکیں یا پھر امتحان میں ناکام ہوگئے ہیں؟

عیدالاضحیٰ یا بڑی عید کے دن وہی امیدوار کامیاب رہینگے جو عید الصغیر کے امتحان میں حصہ اول کو پہلے ہی سے کامیاب کرچکے ہوں اور ماہ رمضان میں روزوں کی سخت ریاضت کے ذریعہ تقویٰ اور قوت ارادی جیسے اوصاف حاصل کئے ہوں۔ پہلے امتحان کے بعد دو ماہ دس دن کے عرصے میں انھوں نے اپنی کارکردگی کو ترقی دی ہے۔ اس سے ہٹ کر، اعلیٰ نمبرات ان لوگوں کے حصہ میں آئینگے جنھوں نے اس عرصہ کے دوران قربانی دینے کا سلیقہ سیکھا اور صحیح معنیٰ میں مختلف قربانیاں بھی دی ہیں۔ کسی مینڈھے یا گائے کی قربانی دینا بہت آسان ہے جس کا گوشت اور خون کسی حال اللہ تک نہیں پہنچتا۔ وقت اور دولت کی قربانی دینا بھی زیادہ مشکل نہیں ہے۔ البتہ خوشیوں اور آسائشوں کی، پیشوں اور اعزازات کی، غرور اور انانیت کی نیز خاندانی رشتوں کی محض اللہ کی خاطر قربانی دینا زیادہ مشکل ہے۔ قربانی کے ان ہی عوامل کا نام حقیقی معنیٰ میں قربانی ہے۔ (قربانی کا اصل لفظ قرب سے مشتق ہے بمعنی نزدیکی) جو مقربین یعنی اللہ سے قریب ترین رہنے والوں میں سے ایک کی طرح اس شخص کو اللہ سے قریب کردے۔ دوسرے امتحان کے نتائج کا اعلان عیدالاضحیٰ کے موقع پر ہوگا اور ہم میں سے بعض لوگ امتیازی کامیابی حاصل کرسکتے ہیں جس طرح کے حضرت ابراهیم علیہ السلام، بی بی سارہ، بی بی ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا حال تھا۔

ہماری اپنی یادداشت کے لئے عید قربان آخری وحی کی بھی یاد تازہ کرتی ہے جو حضور ختمی مرتبت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری۔ جسکا

Marfat.com

حوالہ آخری منشور (جسے قرآن کہتے ہیں جب کہ قدیم منشور توریت اور جدید منشور انجیل ہے) میں ہے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے میدان عرفات میں بتاریخ ۹؍ ذی الحجہ ۱۰ ہجری دیے گئے آخری خطبہ کے دوران میں نازل ہوئی جبکہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو اپنے آخری اور قطعی عطیہ سے نوازا۔

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا" (ق ۵؍۳)

یعنی "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔"

Marfat.com

# اسلام میں حرام غذاؤں کے طبی پہلو

اسلامی تعلیمات کی ایک خصوصیت اس کی اپنی وسعت و وقعت ہے۔ قرآن پاک جن موضوعات سے بحث کرتا ہے ان کا وسیع پس منظر بھی پیش کرتا ہے۔ ان کے منجملہ انسان کے وہ فرائض بھی ہیں جو اس کے خالق، اس کے بھائی بندے، اس کے خاندان اور خود اس کی اپنی ذات سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ ایک مکمل دستور حیات کی بنیاد کی حیثیت سے قرآن طہارت اور حفظان صحت سے متعلق سوالات کو بھی حل کرتا ہے۔ قرآن تم سے کہتا ہے کہ غلط کیا ہے اور صحیح کیا ہے۔ کیا کرنا چاہیۓ اور کیا نہیں کرنا چاہیۓ۔ کیا کھانا چاہیۓ اور کیا نہیں کھانا چاہیۓ۔ دیگر اسلامی تعلیمات کی طرح اسلام میں غذائی پابندیوں کا تعلق مادی مفادات سے ہے جو روحانی طور پر بھی اہمیت کے حامل ہیں۔

قدرتی طور پر حیوانات سے انسانوں میں منتقل ہونے والی بیماریوں کے لئے Zoonoses کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ امریکن پبلک ہیلت اسوسی ایشن نے عوامی صحت کی اہمیت رکھنے والے کوئی (۱۷۱) امراض کی فہرست ترتیب دی ہے۔ روزانہ جیسے جیسے نئے امراض وجود میں آرہے ہیں ویسے ویسے دیگر کئی Zoonoses بھی جنم لے رہے ہیں جن میں سے بعض تو جراثیم یا معدی زہر میں تغیر کے سبب اور بعض Zoonoses تو ترقی یافتہ سائنسی تیکنک کے ذریعہ دریافت کئے جارہے ہیں۔ انسانی اور حیوانی صحت کے درمیان باہمی ربط ایک وسیع اور دلچسپ موضوع ہے جس کے متعلق طبی اور غیر طبی ماہرین کی جانب سے جلد کے جلد لکھے جاسکتے ہیں۔ لیکن میں اس موضوع کے زیادہ اہم پہلوؤں کی حد تک بحث کرونگا۔ قرآن مقدس میں ہم یوں پڑھتے ہیں کہ

Marfat.com

"اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ، فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(ق ۲ / ۱۷۳، ۵/ ۳، ۶/ ۱۴۵، ۱۶/ ۱۱۵)

یعنی "اس (اللہ) نے ہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو جو نا چار ہو، نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

آیات مذکورہ بالا میں حرام کھانوں کے تین زمرے شامل ہیں جن میں سے ہر ایک زمرہ کا تجزیہ حسب ذیل ہے۔

نوٹ: انگریزی طبی اصطلاحات کا ترجمہ کرنا بے سود معلوم ہوتا ہے، لہذا ان اصطلاحات پر مشتمل جدول جوں کے توں ذیل میں نقل کر دیئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

# DISEASES CARRIED FROM AN ANIMAL WHICH 'DIES OF ITSELF' TO MAN:-

**MODE:**

**BACTERIAL**

CONTACT THROUGH SKIN, MUCOUS MEMBRANE OR BY INHALATION:

1 Aeromonasiasis.
2 Anthrax.
3 Bacillus cereus food poisoning.
4 Brucellosis.
5 Campylobacteriosis, (or vibriosis).
6 Chlamydiosis.
7 Chromobacteriosis.
8 Clostridiosis.
9 Corynebacteriosiis.
10 Erysepaloid.
11 Glanders.
12 Leptospirosis.
13 Melioidosis.
14 Pasteurellosis.
15 Plesiomonasiosis.
16 Rickettsiosis, viz; Asian Ixodo; Murine Typhus; Q Fever; Scrub Typhus.
17 Staphylococcosis.
18 Sreptococcosis.
19 Tuberculosis: (Bovine; Human).20 Tularemia
.21 Yersiniosis, (pseudo tuberculosis)
22 Others.

INGESTION:

1 Aeromonasiasis.
2 Anthrax.
3 Bacillus Cereus. enterotoxin
4 Brucellosis.
5 Campylobacteriosis.
6 Chlamydiosis.
7 Cholera.
8 Chromobacteriosis.
9 Clostridiosis, (Botulism and C. perfringens food poisoning).
10 Corynebacteriosis.
11 Glanders.
12 Hemorrhagic Colitis (Escherichia coli.).
13 Leptospirosis.
14 Listeriosis.
15 Melioidosis.
16 Pasteurellosis.
17 Plesiomonasiosis.
18 Rickettsiosis. viz. Q. Fever
19 Salmonellosis; About 2000 serotypes
20 Tuberculosis, (bovine, human, avian).
21 Tularemia.
22 Yersiniosis.
23 Others.

THROUGH CONTACT WITH OR BY BITE OF OR INGESTION OF ARTHROPOD:

1 Anthrax.
2 Borreliosis.
3 Plague.
4 Rickettsiosis, viz: Boutonneuse Fever; Erlichiosis; Murine Typhus; North Asian Tick Typhus, Q Fever; Queensland Tick Typhus; Rickettsialpox, Rocky Mountain Spotted Fever; Scrub Typhus.
5 Tularemia.
6 Others.

---

VIRAL:

1 Argentine Hemorrhagic Fever.
2 Bolivian Hemorrhagic Fever.
3 Cowpox
4 Crimean Congo Hemorrhagic Fever.
5 EB (Epstein-Barr)Virus.
6 Foot & Mouth Disease.
7 Korean Hemorrhagic Fever.
8 Herpes Virus Similae.
9 Hepatitis A.
10 Influenza (Swine, & Equine & Fowl Plague).
11 Lassa Fever.
12 Louping ill.
13 Lymphocytic Chorio-meningitis.
14 Marburg Disease.
15 Monkeypox.
16 Newcastle Disease.
17 Orf.
18 Paravaccinia, (pseudo-cowpox).
19 Pseudorabies.
20 Rabies.

1 Argentine Hemorrhagic Fever.
2 Bolivian Hemorrhagic Fever.
3 Bovine Rotavirus.
4 Foot & Mouth Disease.
5 Korean Hemorrhagic Fever.
6 Herpersvirus similae.
7 Hepatitis A.
8 Lassa Fever
9 Lymphocytic Chorio-meningitis.
10 Central European Di-phasic Meningitis.
11 Monkeypox.
12 Pseudorabies, (herpes virus suis).
13 Russian Springtime Encephalitis.
14 Swine rotavirus.
15 Swine Vesicular Disease.
16 Others.

1 Banzi Fever.
2 Bunyamwera Fever
3 California Encephalitis
4 Chikungunia Fever
5 Colorado Tick Fever
6 Crimean Congo Hemorrhagic Fever
7 Dengue Fever.
8 Dugbe Viral Fever
9 Epidemic Pollyarthritis
10 Equine Encephalitis (EEE, WEE, VEE)
11 Group C Bunyaviral Fever
12 Japanese B Encephalitis.
13 Kemerova Virus fever
14 Kyasanur Forest Disease
15 Louping ill
16 Lymphocytic Chorio-Meningitis
17 Mengo Fever, (Encephalo-myocarditis Viral Infection)
18 Central European Diphasic Meningitis
19 Mayaro Virus Fever
20 Mucambo Fever
21 Murray Valley Encephalitis
22 Omsk Hemorrhagic Fever

Marfat.com

21 Rift Valley Fever
22 Swine Vesicular Disease
23 Tumour producing viruses
e.g. papova, adeno, herpes
hepadna, poxviruses
24 Vesicular Stomatitis
25 Yabapox
26 Others

23 Oropouche Fever
24 Orbiviruses (110 serotypes)
25 Piry Fever
26 Powassan Fever
27 Rift Valley Fever
28 Rocio Viral Encephalitis
29 Russian Springtime Encephalitis
30 St. Louis Encephalitis
31 Tahyna Virus Infection
32 Tanapox
33 Vesicular Stomatitis
34 Wesselsbron Disease
35 West Nile Fever
36 Yellow Fever
37 Zika Fever
38 Other Arbo & Robo viruses
39 Others

## FUNGAL:

1 Actinomycosis (bacterial, but grouped as fungal)
2 Aspergillosis
3 Blastomycosis
4 Coccidioidomycosis
5 Cryptococcosis
6 Dermatophytosis
7 Nocardiosis (bacterial but grouped as fungal)
8 Pneumocystis Carinii Infection
9 Sporotrichosis

1 Histoplasmosis

## PROTOZOAL:

1 Leishmaniasis

1 Amoebiasis
2 Balantidiasis
3 Coccidiosis
4 Cryptosporidiosis
5 Dientamoeba Fragilis
6 Giardiasis
7 Sarcospondiosis
8 Toxoplasmosis

1 Babesiosis
2 Leishmaniasis
3 Malaria, (Quartan & Simian)
4 Trypanosomiasis

## HELMINTHS : C = Cestode, N = Nematode, T = Trematode

1 Hookworms, (Ankylostoma duodenalis & Necator Americanus) (N)
2 Larva Migrans, cutaneous, (Ankylostoma braziliensi) (N)
3 Schistosomiasis, (bovis, mathei, japonicum) (T)
4 Sparaganosis (C)
5 Strongyloidiasis (N)

1 Angiostrongyliasis (N)
2 Anisakiasis (N)
3 Ascariasis (N)
4 Capillariasis (N)
5 Clonorchiasis (T)
6 Coenurosis (C)
7 Cysticercosis (C)
8 Dioctophymosis (N)
9 Diphyllobothriasis (C)
10 Echinococcosis Granulosus (C)
11 Echinococcus Multi-loculans (C)
12 Echinostomiasis (T)
13 Esophagostomiasis (N)

1 Brugiasis (N)
2 Dicroceliosis (T)
3 Dipylidium caninum (C)
4 Dirofilariasis (N)
5 Hymenolepis diminuta (C)
6 Hymenolepis nana (C)
7 Loiasis (N)
8 Onchocerciasis (N)
9 Thelasiasis (N)

Marfat.com

14 Fascioliasis. (T) "Halzoum".
15 Fasciolopsiasis. (T)
16 Gastrodisciodiasis. (T)
17 Gnathostomiasis. (N)
18 Heterophyiasis. (T)
19 Hookworms, (anky. duod. & Necator Americanus)(N)
20. Larva Migrans, visceral. (Toxocariasis) (N)
21. Metagonimiasis. (T)
22. Opisthorchiasis. (T)
23. Paragonimiasis. (T)
24. Sparaganosis. (C)
25. Teaniasis. (Saginata & Solium). (C)
26. Trichinosis. (N)
27. Trichostrongyliasis. (N)

---

ARTHROPOD

1. Tunga penetrans.
2. Fowl mite.
3. Scabies

1. Dicroceliosis. (T)
2. Dipylidium caninum (C)
3. Hymenolepis diminuta (C)
4. Hymenolepis nana. (C)

1. Brugiasis. (N)
2. Dicroceliosis. (T)
3. Dipylidium caninum. (C)
4. Dirofilariasis. (N)
5. Hymenolepis diminuta. (C)
6. Hymenolepis nana. (C)
7. Loiasis. (N)
8. Onchocerciasis. (N)
9. Thelasiasis. (N)

---

CHEMICALS

1. Insecticides.
2. Radioactive isotopes.

---

Diseases may be transmitted from a carcass through (a) contact i.e. touching the skin or the flesh, or through skin abrasions while handling the carcass or by inhaling the germs in and around the body of the dead animal; (b) eating the flesh and other organs of the dead animal; (c) the bite of the vectors (insects and arachnids such as mites and ticks) which leave the body of the dead animal after it has become cold, only to attack a warm-blooded animal such as man. This is a very important route of transmission of many diseases.

Just a few points worthy of note:-

1. Anthrax or Wool-sorter's disease is due to a bacterium, bacillus anthracis. Anthrax bacilli are released from infected carcasses of domestic, zoo and wild animals, and form resistant spores on exposure to the air. These spores can survive for many years in the soil, in bone meal and in dried blood. Farm workers, wool-sorters and veterenarians get infected by inocculation from direct contact with such carcasses, animal products or contaminated soil. Inoculation or ingestion of spores

Marfat.com

جانور کے مردہ جسم سے امراض کی منتقلی عمل ذیل سے ہوتی ہے۔

ا) لمس یعنی چمڑے یا گوشت کو چھونے کے ذریعہ یا جانور کے مردہ جسم کو اٹھاتے وقت جلدی خراش کے ذریعہ یا مردہ جانور کے جسم کے آس پاس موجود جراثیم کے سانس کے ذریعہ داخل ہونے سے۔

ب) مردہ جانور کا گوشت یا دیگر اعضاء کے کھانے سے۔

ج) ان کیڑوں کے کاٹنے سے جو جانور کے مردہ و سرد جسم سے نکل کر گرم خون والے حیوان جیسے انسان پر حملہ آور ہوتے ہیں بہت سی بیماریوں کے منتقل ہونے کا یہ ایک بہت اہم راستہ ہے۔

ذہن میں یاد رکھنے کے لائق چند نکات

۱) Anthrax یا Wool sorter کی بیماری ایک جرثومہ سے ہوتی ہے جو زہر آلود گھریلو، چڑیا گھر کے اور جنگل کے جانوروں سے خارج ہوتا ہے۔ جب ان کو ہوا

سے سابقہ پڑتا ہے۔ یہ spores کئی سالوں تک مٹی میں ہڈیوں کے کھانے میں اور خشک خون کے اندر کئی برسوں تک زندہ رہتے ہیں۔ کھیتوں میں کام کرنے والے، اون کا ذخیرہ کرنے والے اور حیوانات کے معالجین ان بیماریوں کے جراثیم سرایت کر جانے کے سبب متاثر ہوجاتے ہیں جنھیں ان مردہ جانوروں کے جسموں سے حیوانی مرکبات سے اور غلاظت سے آلودہ زمین سے راست رابطہ یا تعلق رہا کرتا ہے۔ Spores کی ٹیکہ اندازی سے بھی ایسا ہی واقع ہو سکتا ہے۔ Bacillus Anthracis بھی اس حیاتیاتی جنگ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

۲) Brucellosis انسانوں میں غیر معمولی بخار کا اور حیوانات میں اسقاط حمل کا سبب ہوتا ہے اس علت کے عوامل کی حیثیت سے چار پایوں میں br - Abortus بکریوں میں br melitensis بھیڑ میں br canis کتوں میں br ovis سوروں

Marfat.com

اورگھوڑوں میں br.suis پائے جاتے ہیں۔ حیوانات کے معالجین میں حیوانات سے اسکی منتقلی' متاثرہ اسقاط حمل کے اجزا کے ساتھ ربط کے ذریعہ ہوتی ہے۔ انسانوں میں اس کے اثرات ڈیری فارم کے متاثرہ اشیاء کے ذریعہ یا پھر متاثرہ مادوں جیسے خون' پیشاب' رحم کے اخراجی مادوں سے راست ربط کے ذریعہ یا متاثرہ مردہ جانوروں کے لانے لیجانے سے پیدا ہوسکتے ہیں۔ متاثرہ اشیاء کے سانس میں آنے سے بھی اس کا امکان رہتا ہے۔ Brucellae میں قوت مزاحمت بلا کی ہوتی ہے جو پانی میں ( 42 ) دنوں تک گیلی زمین میں ( 72 ) دنوں تک' خشک سڑکوں کی گرد پر ( 28 ) دنوں تک اور خشک کپڑے پر ( 80 ) دنوں تک باقی و برقرار رہتی ہے۔ تجارتی طور پر اختیار کی جانے والی تدار کی تدابیر سے ان جراثیم کا پوری طرح خاتمہ عمل میں نہیں آتا۔

۳) Campylobacteriosis :- جسکو Vibriosis بھی کہتے ہیں یہ عام جراثیمی زہریلے اثرات میں شمار ہوتا ہے۔ جو پیچش کا سبب بنتا ہے۔ یہ عام طور پر کم پکائی گئی غذاؤں کے ذریعہ منتقل ہوتا ہے۔ کچا رکھا دودھ' کم پکے ہوئے مرغ یا خنزیر کے ذریعہ بھی اسکے زہریلے اثرات سرایت کرتے ہیں۔ آنتوں کی سوزش جیسی شکایت بھی پیدا ہوتی ہے۔ سمندر کے پانی یا جانوروں سے سابقہ رکھنے والوں کو جلدی شکایات ہوسکتی ہیں۔ کیکڑوں کو آٹھ منٹ تک مسلسل جوش دینے کے بعد بھی ان میں Vibrio Cholerae باقی رہتا ہے۔

۴) Clostridiosis :- چند بیماریوں کا مجموعہ ہے۔ دوسری عالمی جنگ میں کوئی ( 50,000 ) جنگی سپاہیوں کی Tetanus سے ہلاکت واقع ہوئی۔

"Cl: botulinum" مٹی' حیوانات اور مچھلی کی آنتوں میں باقی رہتی ہے جس میں کئی گنا اضافہ ہوتا ہے۔ گھریلو تیار کردہ ترکاریاں' میوے اور لقمیاں نیز محفوظ رکھا گیا گوشت اور مچھلی بھی اس مرض کی منتقلی کا بڑا وسیلہ ہے۔

Marfat.com

۵) Swine Erysipelays یا Erysipaloid :- جو خنزیر لانے لیجانے والوں اور مچھلی اور پولٹری کا کام کرنے والوں میں یہ جراثیمی زہریلا اثر ہوتا ہے۔

۶) Leptospirosis :- انسانوں میں اسکے زہریلے اثرات، کتوں، سوروں، چوہوں اور چوپایوں کے پیشاب کے ذریعے پھیلتے ہیں۔ ایک جگہ ٹھیرے ہوئے پانی خصوصاً دھان کے کھیتوں اور نئے شکر کے کھیتوں میں جمع شدہ پانی کے حیوانی پیشاب کے تعامل سے پیدا ہوتا ہے۔

۷) Pasteurellosis :- جو P Multocida نامی جراثیم کے ذریعہ پھیلتا ہے اس سے مرغیوں، سوروں اور انسانوں میں مرغی ہیضہ کی شکایت پیدا ہوتی ہے۔ انسانوں میں یہ مرض بلیوں اور کتوں جیسے جانوروں کے کاٹنے سے نیز مردہ جانوروں کے حمل و نقل میں پیدا شدہ خراش کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ جانوروں میں سانس لینے کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔

۸) Rickattsiosis :- چھوٹے چھوٹے جراثیم کی شکل میں ہوتا ہے اسکی کئی ذیلی قسمیں ہوتی ہیں۔

۹) Staphlococcosis :- اسکے کم از کم بیس نمونے ہوتے ہیں جسکے اثرات چند کیمیائی مرکبات کے استعمال میں پائے جاتے ہیں۔ غذا میں زہریلے اثرات (Food poisoning) کی یہ بہت ہی عام شکل ہے۔

۱۰) Streplococcosis :- اسکی بھی بہت سی قسمیں ہیں اسکے جراثیم کے ایجنٹ خنزیر ہوتے ہیں۔ اور متاثرہ خنزیر کے گوشت کا کاروبار کرنے والے اس مرض کا شکار ہوتے ہیں۔ گھریلو جانوروں کے ساتھ راست رابطہ اور کچا دودھ پینے سے بھی یہ مرض لاحق ہوتا ہے۔

۱۱) Salmonellosis :- اسکے کوئی (۱۸۰۰) اقسام ہیں جنکے ذخیرے پولٹری، سور، چوپائے (گائے بھینس وغیرہ) بھیڑ وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔ پولٹری کے مردہ جسموں، گوشت،

Marfat.com

اور دودھ کے ذریعہ اسکے جراثیم باورچی خانوں میں منتقل ہوتے ہیں ۔ اسکے جراثیم کا اغذیہ میں کئی گنا اضافہ ہوتا ہے ۔ جو پانی' دودھ اور دیگر ڈائری اشیا مثلاً آئسکریم' پنیر اور کسٹرڈ کے علاوہ مچھلی' خشک ٹھنڈے انڈے' گوشت اور اسکی بنائی ہوئی اشیاء اور مسکرات جیسے Marijuna وغیرہ نیز پالتو گھریلو جانور جیسے کتے' بلیاں اور جنگلی فاختے ( Turtles ) وغیرہ میں پائے جاتے ہیں ۔

۱۲) Yersiniosis :- اسکی ایک قسم گھریلو اور کھیتوں کے جانوروں اور پرندوں میں پائی جاتی ہے ۔

۱۳) Actinomyeosis اور Nocardiosis :- ان کو عام طور پر Fungus کے زمرہ میں شامل کیا جاتا ہے ۔

۱۴) ManyherpesViruses :- جسکے انسانوں اور جانوروں میں زہریلے اثرات سرایت کر جاتے ہیں ۔

۱۵) Swine VesicularDisease :- اسکے زہریلے اثرات ماحول میں مہینوں باقی رہتے ہیں

۱۶) Foot& MouthDisease :- اسکا زہریلا مادہ بڑی مقدار میں سرد کردہ خنزیر کے گوشت میں پایا جاتا ہے ۔

(۱۷) HepatitisA & B Virus :- اسکے جراثیم پینے کے پانی' دودھ اور غذا میں پائے جاسکتے ہیں ۔ B Virus موروثی اکثر ہوتا ہے جو نشہ بازی کرنے والوں میں' دوسروں کا خون لینے والوں میں' نومولود بچوں میں جنکی مائیں HepatitisB سے متاثر ہوں ان سب میں اسکے زہریلے اثرات پیدا ہوتے ہیں ۔

(۱۸) Orbeviruses اور Rhmovruses :- اسکی کوئی سو نوعیتیں ہیں ۔

(۱۹) CorackieViruses :- یہ enteroviruses کے دو بڑے ذیلی گروپ یعنی A اور B ہیں ۔

Group A سے herpangina' نیز ہاتھ پاؤں اور منہ کے امراض لاحق ہوتے ہیں

Marfat.com

جبکہ Group B سے Pleurodynia myocarditispericarditis اور Men engo-
en cephalitis جیسے امراض لاحق ہوتے ہیں۔

۲۰) In Fluenza Viruses :- اسکے جراثیم سوروں، گھوڑوں اور پرندوں میں پائے جاتے ہیں۔ ۱۹۵۷ء میں بڑی بھاری تعداد میں انسانی جانیں تلف ہوگئیں جبکہ یہی انفلوئنزا ساری دنیا میں پھیل چکا تھا۔ اس کی کچھ شہادت ملتی ہے کہ یہ چین میں ایک سور کے ذریعہ شروع ہوا اور اسکے بعد یہ متعدی وباء کی شکل میں وسعت پاتا رہا۔

---------

نوٹ :- ذیل میں ایک جدول ہے جس میں انسان میں خون کے ذریعہ پیدا ہونے والے امراض کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے جس میں تقریباً سب ہی انگریزی طبی اصطلاحات ہیں لہذا اسکا ترجمہ کرنے کے بجائے جوں کے توں انگریزی نام نقل کردیئے گئے ہیں۔

Marfat.com

# DISEASES IN MAN CAUSED BY BLOOD

| MODE: | CONTACT: | BLOOD TRANSFUSION: | INGESTION: | THROUGH BITE OF ANIMALS INCLUDING ARTHROPODS: |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| BACTERIAL | 1 Anthrax<br>2 Brucellosis<br>3 Campylobacteriosis.<br>4 Chlamydiosis.<br>5 Corynebacteriosis.<br>6 Erysepaloid<br>7 Glanders.<br>8 Leptospirosis.<br>9 Melioidosis.<br>10 Pasteurellosis.<br>11 Q Fever<br>12 Staphylococcosis.<br>13 Streptococcosis.<br>14 Tularemia.<br>15 Yersiniosis.<br>16 Others | 1. Borreliosis.<br>2. Brucellosis.<br>3. Leptospirosis.<br>4. Listeriosis.<br>5. Proteus vulgaris.<br>6. Pseudomonas aeroginosa.<br>7. Syphylis.<br>8. Uncommon Gram neg bacteria, e.g. Acinetobacter, Alcaligenes, Capnocytophaga, Cardiobacterium, Chromobacteria, DF-2 Bacteria, Eikenella, Flavobacterium, Kingella, Moraxella.<br>9 Others. | 1. Anthrax.<br>2. Brucellosis.<br>3. Campylobacteriosis.<br>4. Glanders.<br>5. Leptospiriosis.<br>6. Pasteurellosis.<br>7. Salmonellosis.<br>8. Streptobacillus moniliformis.<br>9 Tularemia.<br>10 Others. | 1. Anthrax.<br>2. Brucellosis.<br>3. Chlamydiosis<br>4. Corynebacteria<br>5. DF 2 Bacteria. (Dog Bite)<br>6. Eikenella corrodens. (Human Bite)<br>7. Pasteurellosis<br>8. Plague<br>9 Rickettsiosis, viz; Boutonneuse Fever, Erlichiosis; Murine Typhus, Q Fever; Queensland Tick Typhus, Rickettsialpox; Rocky Mountain Spotted Fever; Scrub Typhus.<br>10 Spirillum minus<br>11 Streptobacillus moniliformis<br>12 Tularemia.<br>13 Others |
| VIRAL: | All diseases listed on pg.2 in "Diseases carried from an Animal "which dies of itself" to Man, in the column "Contact through skin, m.m. or by inhalation" | All diseases listed on pg.2 in "Diseases carried from an Animal "which dies of itself" to man, in the column "Contact through skin, m.m. or by inhalation" Also - AIDS; Hepatitis B; Hepatitis non -A non-B; Cytomegalo-virus (herpes virus 5). | All diseases listed on pg 2 in "Diseases carried from an Animal "which dies of itself" to man, in the column "Ingestion" | All diseases listed on pg 2 in "Diseases carried from an Animal "which dies of itself" to man, in the column "Through contact with or by bite of or ingestion of Arthropod" Also - Hepatitis B, Herpesvirus suis and Similae, Rabies |
| PROTOZOAL: | Leishmaniasis | 1 Babesiosis.<br>2 Leishmaniasis<br>3 Maalaria<br>4 Trypanosomiasis | | 1 Babesiosis<br>2 Leishmaniasis<br>3 Simian & Quartan Maalaria<br>4 Trypanosomiasis |
| ANTIBODY FORMATION: | | 1 Group ABO. Rhesus and nemerous subgroups.<br>2 Antibodies to cells, plasma proteins, etc. | | |

Marfat.com

خون کو اسلام میں حرام قرار دیا گیا۔ خون ایک اچھا جراثیم کا کلچرل وسیلہ ہے۔ روزمرہ تجربہ خانوں کے کام میں اسکو ایک نازگی بخش وسیلہ برائے افزائش جراثیم کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ پہلا کالم ان امراض سے متعلق ہے جو صرف خون کے لمس سے پیدا ہوتے ہیں۔ دوسرا کالم ان امراض سے بحث کرتا ہے جو خون دینے اور ہڈی کے مغز کی پست کارکردگی سے لاحق ہوتے ہیں۔

Whitby اور Britton نے اپنی کتاب Diseases of the Blood " میں اس کا تذکرہ کیا ہے کہ اس پر شدید اصرار کرنا نامناسب ہے کہ خون کا دینا ضروری ہے جبکہ اسکے واضح علامات و تقاضے ہیں۔ اور جبکہ کوئی دوسرا بہتر اور محفوظ طبی طریقہ دستیاب نہیں "۔ بہرحال اسلام میں خون دینے پر کوئی ممانعت عائد نہیں ہے۔ ایک قرآنی آیت میں ارشاد ربانی ہے۔ " لیکن جو کسی کو ضرورت لاحق ہو کوئی شرعی خلاف ورزی کئے بغیر اور مقررہ حدود سے متجاوز ہوئے بغیر اختیار کرے تو وہ بے قصور ہے۔

حیوانات میں پٹھوں میں دئے جانے والے انجکشن جو گھوڑے کے خون کے ذریعہ تیار کئے جاتے ہیں بعض بیماریوں سے ۲۰ فیصد تدارک مہیا کرتے ہیں۔ اسطرح خون دینے میں بہت سے جراثیمی زہریلی اور پروٹوزل بیماریوں کے متعدی جراثیم بھی منتقل ہوسکتے ہیں۔

اسلام میں اسکا خاص اہتمام رکھا گیا ہے کہ جانور کے ذبح کے دوران اسکا خون مکمل طور پر بہادیا جائے۔ اسکے بعد اس گوشت کو حلال قرار دیا جاتا ہے۔ حلال کے معنی ہیں قانونی طور پر جائز اور اسکی دوہری اہمیت ہے۔

ا) ایک تو یہ کہ روزی جائز ذرائع سے کمائی جائے یعنی کوئی بھی مسروقہ روزی نہ کھائے۔

ب) دوسری یہ کہ غذا اسلام کی جانب سے نافذ کردہ قوانین کے تابع رہے جو ذبیحہ کے مقررہ طریقہ کے مطابق ہو۔

Marfat.com

جب جانور کو ذبح کیا جائے تو اللہ کا نام ضرور لینا چاہیئے ۔ ذبیحہ میں گلے کے شہ رگوں کو کاٹنا شامل ہے تاکہ خون بہادیاجائے ۔ ریڑھ کی ہڈی کو نہیں کاٹنا چاہیئے ۔ کس لئے نہیں ؟ کیونکہ اس طریقہ کار کے دوران قلب سے متعلقہ اعصابی ریشے مجروح نہ ہوجائیں جس کے باعث قلب میں خون کی رکاوٹ ( Cardiac arrest ) کا اندیشہ لاحق ہوتا ہے اور اسطرح جانور کے خون کے خلیوں میں خون منجمد ہوجاتا ہے ۔ خون ایک اچھا افزائشی وسیلہ ہے اسلئے جراثیم میں کئی گنا اضافہ ہوگا جو ذبح کئے گئے جانور کے خون کے خلیوں میں بھر جائینگے اور اسطرح ہم جو گوشت کھانے والے ہونگے وہ در حقیقت ایک جراثیمی ذخیرہ سے بھرپور پلیٹ کے سوا کچھ نہیں ۔

ضروری نوٹ :۔ خنزیر سے انسان میں منتقل ہونے والی بیماریوں کی تفصیل پر مشتمل جدول انگریزی کتاب میں ہیں ۔ جن میں طبی انگریزی اصطلاحات ہی اصطلاحات ہیں ۔ ظاہر ہے کہ ان کا ترجمہ کرنا لاحاصل ہے اسلئے جوں کے توں انگریزی جدول نقل کردئے گئے ہیں تاکہ ایک نظر میں انکا جائزہ لینا مفید اور سہولت بخش ہو ۔

Marfat.com

# DISEASES CARRIED FROM SWINE TO MAN:

## BACTERIAL

| DISEASES | ETILOGICAL AGENT: |
|---|---|
| 1 Anthrax | 1 Bacillus Anthracis |
| 2 Bacillus Cereus Food Poisoning | 2 Bacillus Cereus |
| 3 Brucellosis | 3 Br suis, melitensis abortus canis |
| 4 Campyllobacteriosis | 4 C jejuni, coli, laridis fetus |
| 5 Chromobacteriosis | 5 Chromobacterium violaceum |
| 6 Clostridiosis | 6 Cl tetanus, perfringens septicum, novyi, chauvoei, botulinum |
| 7 Corynebacteriosis | 7 C ulcerans, pyogenes, others |
| 8 Eryseploid | 8 Erysipelothrix rhusiopathiae |
| 9 Hemorrhagic Colitis | 9 Escherichia coli |
| 10 Leptospirosis | 10 L pomona, mitis others Over 170 serotypes |
| 11 Listeriosis | 11 Listeria monocytogenes |
| 12 Lyme Diseasse | 12 Borrellia burgdorferi |
| 13 Melioidosis | 13 B whitmori (Ps pseudomallei) |
| 14 Pasteurellosis (Hemorrhagic Septicemia) | 14 Pasteurella multocida, hemolytica pneumotropica |
| 15 Rickettsiosis | 15 R rickettsi |
| 16 Salmonellosis | 16 About 2000 serotypes |
| 17 Staphylococcosis | 17 Staphylococci |
| 18 Streptococcosis | 18 Strep suis, zooepidermicus |
| 19 Tuberculosis (avian) (bovine) (human) | 19 Mycobacterium avium Myco bovis myco tuberculosis |
| 20 Tularemia | 20 Pasteurella tularensis |
| 21 Yersiniosis (Pseudo-tubercolosis) | 21 Yersinia pseudo-tuberculosis Y enterocolitica |

## USUAL MODE OF INFECTION OR TRANSMISSION OF ABOVE DISEASES.

1 Entry of spores through skin from carcasses, animal products & contaminated soil, inhalation of spores from dust of wool, hair or hide, ingestion of spores, also biting insects
2 Ingestion of endotoxin in pork dishes
3 Via direct contact with infected aborted animal products of conception ingestion of contaminated dairy products or direct contact with infected materials e g blood, urine & uterine discharges or handling of infected carcasses, ingestion of infected pork, inhalation of infected material
4 Ingestion of undercooked pork or other food contaminated in the kitchen e g water & milk also direct contact with piglets
5 Found in soil & water, may infect humans & animals via breaks in skin & also via the gut
6 Contamination of wounds from tetanus spores in soil & animal feaces, ingestion of spores of Cl perfringens causes gas gangrene in damaged muscles & also food poisoning, Toxins produced by Cl botulinum found in home-canned sausages & other foods cause botulism Honey is a common vehicle for spread of Cl botulinum spores in infants
7 Contamination of raw milk, contamination of wounds by direct contact with pigs, animal bites
8 Through skin abrasions
9 Undercooked pork, person to person fecal-oral spread
10 Contact with water containing pig's urine or ingestion of food & water accidentally infected with urine of pigs
11 Ingestion of raw vegetables contaminated with animal feaces in soil, contaminated milk & cheese
12 Tick bites
13 Contamination of wounds, inhalation of dust, ingestion
14 Animal bites & scratches, ingestion, inhalation

Marfat.com

15. Contact; bite of ticks.
16. Ingestion of infected pork or other contaminated food.
17. Contact.
18. Contact; handling infected pork; ingestion of milk or other food contaminated with streptococci.
19. Ingestion; inhalation. (human infection rare).
Ingestion of contaminated pork; contact.
Ingestion of contaminated pork; contact.
20. Handling; ingestion; inhalation of aerosols; insect bite.
21. Ingestion of raw pork; contaminated food & drink.

---

VIRAL: Many diseases mentioned on page 2 in "Diseases carried from an animal "which dies of itself" to man", espy. the following:-

| DISEASES: | ETIOLOGICAL AGENT: | USUAL MODE OF TRANSMISSION: |
|---|---|---|
| 1. Foot & Mouth Disease. | 1. Picomavirus. | 1. Inhalation, ingestion |
| 2. Groop C Bunyaviral Fever. | 2. Bunyavirus. | 2. Mosquito |
| 3. Hemorrhagic Fevers, Encephallitides. | 3. Arboviruses. | 3. Mosquito, Tick & Mite bite |
| 4. Japanese B Encephalitis. | 4. Togavirus | 4. Mosquitoes |
| 5. Kemerova Virus Infection. | 5. Reovirus. | 5. Tick bite |
| 6. Korean Hemorrhagic Fever. | 6. Bunyavirus. | 6. Contact |
| 7. Kyasanur Forest Disease. | 7. Togavirus. | 7. Tick bite |
| 8. Loouping ill. | 8. Flavivirus. | 8. Tick bite |
| 9. Mayaro & Sindbis Fever. | 9. Togavirus. | 9. Mosquitoes |
| 10. Mengo Fever (Encephalomyocarditis). | 10. Picoma Virus. | 10. Mosquitoes |
| 11. Mucambo Fever. | 11. Togavirus. | 11. Mosquitoes |
| 12. Orf. | 12. Poxvirus. | 12. Contact |
| 13. Oropouche Fever. | 13. Bunyavirus. | 13. Mosquitoes |
| 14. Piry Fever. | 14. Rhabdovirus. | 14. Mosquitoes |
| 15. Pseudorables. | 15. Herpes virus suis. | 15. Direct contact, bite of animals, ingestion, inhalation |
| 16. Rabies. | 16. Rhabdovirus. | 16. Contact; animal bites & abrasions |
| 17. Rift Valley Fever. | 17. Bunyavirus. | 17. Contact; mosquito bite |
| 18. Russian Springtime Encephalitis. | 18. Togavirus. | 18. Tick bite |
| 19. Swine Influenza. | 19. Orthomyxovirus. | 19. Contact |
| 20. Swine Rotavirus Gastroenteritis. | 20. Rotavirus. | 20. Ingestion |
| 21. Swine Vesicular Disease. | 21. Picoma virus. (enterovirus). | 21. Contact; ingestion |
| 22. Tahyna Virus Infection. | 22. Bunyavirus. | 22. Mosquitoes |
| 23. Vesicular Stomatitis. | 23. Rhabdovirus. | 23. Contact, probable insect vector |
| 24. Wesselbron Disease. | 24. Togavirus. | 24. Mosquito |
| 25. West Nile Fever. | 25. Togavirus. | 25. Mosquito |

---

FUNGAL

| | | |
|---|---|---|
| 1. Acitnomycosis | 1. Actinomycosis bovis (bacterial, but usually classified as fungal) | 1. Method uncertain |
| 2. Aspergillosis | 2. Aspergillosis fumigatus | 2. Inhalation of spores |
| 3. Blastomycosis | 3. Blastomycosis dermatidis. | 3. Inhalation of conidia from blastomyces in soil |
| 4. Coccidiomycosis | 4. Coccidiodes immitis | 4. Inhalation & through wounds |

Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| 5 Cryptococcosis | 5 Cryptococcus neoformans | 5 Inhalation, opportunistic |
| 6 Dermatophytosis | 6 Trichophyton mentagrophytes | 6 Contact |
| 7 Histoplasmosis | 7 Histoplasma capsulatum | 7 Inhalation of dust ingestion |
| 8 Nocardiosis | 8 Nocardia asteriodes (bacterial, but usually classified as fungal) | 8 Through abrasions, inhalation |
| 9 Sporotrichosis | 9 Sporothrix schenckii | 9 Contact ingestion |

## PROTOZOAL:

| | | |
|---|---|---|
| 1 Amoebiasis | 1 Entamoeba polecki | 1 Contaminated food & water flies |
| 2 Balantidiasis | 2. Balantidium coli | 2 Food & drinking water contaminated with animal faeces |
| 3 Coccidiosis | 3 Isospora belli | 3 Ingestion of viable cysts |
| 4 Cryptosporidiosis | 4 Cryptosporidium species | 4 faecal-oral spread |
| 5 Giardiasis | 5 Giardia lamblia | 5 Faecal-oral spread |
| 6 Leishmaniasis | 6 Leishamania mexicana, brasiliensis, tropica donovani, infantum, chagasi | 6 Bite of phlebotomus contact congenital, blood transfusion |
| 7 Sarcosporidiosis | 7 Sarcocystis lindermanni | 7 Ingestion of raw pork |
| 8 Toxoplasmosis | 8 Toxoplasma gondii | 8 Eating of tissue cysts in raw pork or oocysts in unwashed salad vegetables or by a child fondling a cat contact through inhalation or skin abrasions congenital |
| 9 Trypanosomiasis African South American (Chaga's Disease) | 9 Trypanosoma gambiense, rhodesiense, Trypanosoma cruzi | 9 Tse-Tse fly bite Bite of Triatoma Magista |

## NEMATODE:

| | | |
|---|---|---|
| 1 Angiostrongyliasis | 1 Angiostronglylus cantonensis | 1 Eating raw shrimps, snails pork raw vegetables |
| 2 Ascariasis | 2 Ascarias lumbricoides suum | 2 Contaminated food & water |
| 3 Esophagostomiasis | 3 Oesophagostomum stephanostomum, bifurcum, oculaetum | 3 Ingestion of larvae |
| 4 Gnathostomiasis | 4 Gnathostoma hispidium | 4 Uncooked fish or frog |
| 5 Strongyloidiasis | 5 Strongyloides stercolaris | 5 Through skin |
| 6 Thelaziasis | 6 Thelazia callipaeda, califoriensis, rhodesi | 6 Flies feeding on conjuctival secretions |
| 7 Trichinosis | 7 Trichinella spiralis | 7 Eating uncooked pork |
| 8 Trichostrongyliasis | 8 Trichostrongyliasis species | 8 Ingestion of food contaminated with faeces |

## CESTODE:

| | | |
|---|---|---|
| 1 Coenurosis | 1 Coenurus cerebralis, serialis, brauni | 1 Ingestion of contaminated vegetables |
| 2 Cysticercosis | 2 Cysticercus cellulosae | 2 Ingestion of eggs, regurgitation of gravid proglottids from lower G I tract |
| 3 Echinococcosis | 3 Echinococcus granulosus | 3 Eating of contaminated vegetables |
| 4 Taeniasis | 4 Taenia solium | 4 Ingestion of uncooked "measly" pork |
| 5 Sparganosis | 5 Sparganum mansoni | 5 Drinking water containing proceroid in cyclops, consumption of pork containing plerocercoid larvae, ingestion of raw frogs or using raw frogs as poultice |

Marfat.com

TREMATODE:

| | | |
|---|---|---|
| 1 Clonorchiasis. | 1 Clonorchis sinensis. | 1 Uncooked fresh water fish |
| 2 Echinostomiasis. | 2 Echinostoma ilocanum. | 2 Eating undercooked fresh watersnails |
| 3 Fasciolopsiasis. | 3 Fasciolopsis buskii. | 3 Eating raw aquatic plants & peeling them with the teeth. |
| 4 Gastrodiscoidiasis. | 4 Gastrodiscoidis hominis. | 4 Eating raw aquatic plants |
| 5 Heterophyiasis. | 5 Heterophyes heterophyes. | 5 Eating undercooked fish |
| 6 Metagominiasis. | 6 Metagonimus yokogawai. | 6 Eating undercooked fish |
| 7 Opisthorchiasis. | 7 Opisthorcus felineus, sinensis, viverrini, noverca. | 7 Eating undercooked fish |
| 8 Paragonimiasis. | 8 Paragonimus westermani. | 8 Eating raw crabs & crayfish |
| 9 Schistosomiasis. | 9 Schistosoma japonicum | 9 Cercaria penetrate skin in snail infected water |

ARTHROPOID:

| | | |
|---|---|---|
| Chigoe Dermatitis. | Tunga penetrans | Contact with soil contaminated with infected animal |

CHEMICALS:

| | | |
|---|---|---|
| | Insecticides, radioactive isotopes, radioactive animals & plants. | Ingesting meat, milk or plants |

Marfat.com

خنزیر فضلہ میں رہنے بسنے والا ایک ایسا جانور ہے جو ہر چیز کھا جاتا ہے۔ ایسے کئی امراض ہیں جو خنزیر سے انسان میں منتقل ہوا کرتے ہیں جو مذکورہ بالا جدولوں کے ملاحظہ سے واضح ہے جو اپنی آپ تشریح کرتے ہیں۔ یہ آخری بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حدیث یعنی حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق بعض دیگر جانوروں کا گوشت کھانا بھی اسلام میں حرام قرار دیا گیا ہے۔ ان میں دانت والے جنگلی درندے شامل ہیں۔ اسکا مطلب یہ کہ ہم بندروں اور انسانوں جیسی اعلی مخلوق ( Primates ) کو نہیں کھا سکتے۔ نیز ہم کتا بھیڑیا لومڑی اور گیدڑ جیسے ( Canidea ) جانور کو بھی نہیں کھا سکتے نیز ہم بلی ببر شیر وغیرہ ( Felidae ) جانور کو بھی نہیں کھا سکتے۔ یہ سب جانور کئی امراض کے شکار ہوتے ہیں جن میں اکثر وہ بیماریاں بھی شامل ہیں جو خنزیروں سے انسانوں میں منتقل ہوا کرتے ہیں۔

آخر میں سب سے اہم یہ کہ قبل ازیں نقل کردہ آیت میں اسکی گنجائش موجود ہے جو اسطرح ترجمانی کرتی ہے کہ جو کوئی ضرورت سے مجبور ہوکر اختیار کرے جس میں نہ خواہش کا دخل ہو اور نہ ہی حدود سے متجاوز ہونا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ شدید ناگزیر ضرورت کے وقت' ان تمام امراض کے باوجود جسکا اوپر تذکرہ کیا جاچکا ہے' کوئی بھی شخص ایسی دوا استعمال کرنے سے محض اسلئے اسکا انکار نہیں کر سکتا کہ اس میں الکوہل کے شائبے شامل ہیں ( بشرطیکہ کوئی دوسرا متبادل دستیاب نہ ہو )۔ یا پھر کسی آپریشن سے قبل کسی بے ہوش کرنے والی دوا کے استعمال سے محض اسلئے انکار کرے کہ وہ دوا عام طور پر نشہ آور واقع ہوتی ہے۔ قحط سالی کے وقت اسلام نے کسی حرام چیز کے کھانے کی بھی اجازت دے رکھی بشرطیکہ زندگی بچانے کیلئے اسکا استعمال مطلق لازمی ہے۔ اس سے اللہ تعالی کی مہربانی اور اسلام میں دی گئی برداشت اور لچک کا اظہار ہوتا ہے۔ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کی دواؤں کے ہادی و رہبر ہیں۔

Marfat.com

(Founder of preventive Medicine) قرار دیے جاسکتے ہیں جنھوں نے اللہ کے نام کے ساتھ حکم فرماتے ہوئے الکوہل' دیگر نشہ آور اشیاء اور بعض کھانے کی چیزوں کو حرام قرار دیا اور اسطرح بے شمار خاندانوں کو کمزوری' مصیبت اور ہلاکت سے بچالیا۔

Marfat.com

# اسلام میں مردانی ختنہ کے طبی پہلو

ختنہ کا طریقہ کار عضوء تناسل کے لحمی حصہ کو ڈھانکنے والے غلاف کے سرے کو نکالدینے سے تعلق رکھتا ہے۔

ایک مرد کے مثانہ سے پیشاب کے اخراج کی نالی ( Urethra ) کا اندرونی استر پورے لحمی حصہ پر واقع ہوتا ہے جو اوپری جلد کی اندرونی سطح کے نیچے سے پھیل کر بیرونی سطح پر موٹی تہہ کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ غلاف نما تھیلی کے حصے چند خلیوں کی تہہ کے اندر ڈھکے ہوتے ہیں جو زنانی اندام نہانی کے جیسے ہوتے ہیں اور جو غلاف کی بیرونی سطح کے ساتھ دراز ہوجاتے ہیں۔ غلاف نما تھیلی مباشرت کے دوران جنسی مرض کے پھیلانے میں ذخیرہ کا کا انجام دیتی ہے جنکو ( STD ) Sexually Transmitted disease کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بغیر ختنہ کے مرد کیلئے پیشاب کی نالی میں کوئی خرابی' مثانہ یا شرمگاہ کے کینسر سے متعلق طبی انکشافات کا علم ایک عرصہ کی تحقیق و دریافت کے بعد ہی ہوتا ہے۔

اگرچہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ آپ ہی پہلے ختنہ شدہ شخص ہیں لیکن چند غاروں میں موجود نقاشی سے پتہ چلتا ہے کہ ختنہ کا طریقہ کم سے کم پانچ ھزار سال قدیم ہے۔ غالباً مصریوں نے سب سے پہلے ختنہ کا طریقہ شروع کیا۔ پھر ایشیاء' افریقہ' امریکہ اور دیگر ممالک میں اسکو مذہبی روایت کے طور پر اختیار کیا گیا۔ حتیٰ کہ آج بھی افریقہ کے بعض حصوں میں آغاز بلوغ کی رسم کے طور پر ختنہ کی جاتی ہے جسکو شادی بیاہ کرنے سے قبل درکار لزوم کی حیثیت حاصل ہے اور اسکے بعد ہی اسکو مردمی کا حامل تسلیم کیا جاتا ہے۔

جنوبی اٹلی میں یکم جنوری کے دن ختنہ کی تقریب کے طور پر ایک تعطیل عام منائی جاتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسم ختنہ کا احترام کرتے ہوئے گرجا گھر کا جشن ہوتا ہے۔ عیسائی گرجا گھروں کے منجملہ عیسائی تنظیموں میں ابی سینیا کا واحد

Marfat.com

گرجا گھر ہے جو ختنہ کو ایک مذہبی رسم کی حیثیت سے تسلیم کرتا ہے۔ ختنہ کا عمل تو مذہب میں داخل ہونے کے آغاز کے طور پر یا پھر طبی اغراض کیلئے انجام دیا جاتا ہے۔ یہودیوں میں ختنہ ابتدائی مذہبی رسم کے طور پر پیدائش کے ساتویں دن انجام دی جاتی ہے جبکہ اسلام میں عموماً سن بلوغ سے قبل کسی بھی وقت اسکی تکمیل کی جاتی ہے۔

اسلام میں ختنہ کا عمل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کی پیروی کی بنیاد کے علاوہ طہارت اور حفظان صحت کے مقصد کی تکمیل بھی کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ختنہ کی گئی تھی اور اگرچہ سینٹ پال نے ختنہ کرنے کی مخالفت کی تھی لیکن عالم عیسائیت نے ختنہ کی ضرورت کو طبی اور حفظ صحت کی بنیاد پر تسلیم کرلیا۔

امریکہ میں قوت باہ میں اضافہ کرنے والے نسخے جیسے کریک ( Crack ) کے استعمال کا لازمی نتیجہ گنوریا آتشک اور سوزاک جیسے امراض خبیثہ کا شکار ہوتا ہے۔ ربر کے غلاف ( Condom ) کے استعمال سے امراض خبیثہ سے پوری طرح تو نہیں البتہ کچھ حد تک تحفظ فراہم ہوتا ہے جنکے جرثومے بالآخر ہلاکت کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں۔

جنسی امراض کے تازہ اثرات آگے چلکر مردانہ عضوئے تناسل کو بے حس یا غیر کارکرد بنانے کا باعث بنتے ہیں۔ جنسی بے راہ روی اور لواطت کے عادی مرد فریقین کے عضو اور مقعد میں طرح طرح کے امراض پیدا ہوتے ہیں۔

ختنہ نہ ہونے کی صورت میں سوزاک' آتشک' گنیریا اور جلدی امراض عضو مخصوص کا کینسر جیسی بیماریاں لاحق ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے جن میں شیرخوار مرد بچوں میں ایڈس HIV جیسے متعدی مرض کے اثرات اور پیشاب کے نظام میں بگاڑ بھی شامل ہے۔ امریکہ میں عضوئے تناسل کے کینسر کا فیصد ختنہ شدہ لوگوں میں

Marfat.com

تقریبا صفر کے برابر اور غیر ختنہ شدہ افراد میں اسکا اوسط ۲ء۲ فی ایک لاکھ ہوتا ہے۔ گذشتہ دو دہوں کے دوران امریکہ میں ایسے صرف تین مردوں کو عضوئے تناسل کے کینسر ہونے کی رپورٹ دی گئی ہے جو پیدا ہوتے ہی ختنہ کرا چکے تھے۔

**ختنہ کے ذریعہ تحفظ**: (ا) ختنہ کے ذریعہ شیرخواری اور بچپن میں لاحق ہونے والے کئی امراض سے تحفظ ملتا ہے۔ ۱۹۸۲ء میں پتہ چلا کہ جن بچوں کے پیشاب کا نظام آلودہ پایا گیا ان میں ۹۵ فیصد کی ختنہ نہیں ہوئی تھی۔ بعد ازاں ۱۹۸۷ء میں یہ بتایا گیا کہ غیر ختنہ شدہ بچوں میں پیشابی نظام سے متعلق ایسے امراض کے اثرات میں دس گنا اضافہ ہوگیا ہے۔

(ب) Posthitis :- (یعنی اوپر کی جلد کا ہیجان انگیز ہوجانا)۔

(ج) Balano-Posthetis :- جس میں پیشاب میں پیدا شدہ زہریلے مادوں کے سبب عضو میں کھجلی سی محسوس ہوتی ہے اور نہایت ناگوار بدبودار پیپ کا اخراج عمل میں آتا ہے۔

(د) Paraphimosis :- جن میں اوپر کی جلد میں تنگی اور ہیجان انگیزی کے سبب بے حد درد و تکلیف ہونے لگتی ہے۔

(ھ) Lichen Sclerosiset atrophicus :- جس میں بالغ اور عمر رسیدہ مردوں کے عضو میں بگاڑ اور کھجلی پیدا ہوجاتی ہے جسکا واحد علاج ختنہ ہے۔

(و) بہت سے متعدی امراض خبیثہ کا تدراک بھی ختنہ کے ذریعہ کیا جاسکتا ہے جن میں حسب ذیل امراض بھی شامل ہیں۔

۱) Staphylocci & streptococci :- جو مردوں اور عورتوں دونوں کے پیشاب کی نالی میں عام طور پر پیدا ہوتا ہے۔

۲) Neisseria Ganorrhoea۔

۳) Chlamydia trachomatic :- یہ نابینائی اور انسانی STD کا اصل سبب ہوتا ہے

Marfat.com

۴) Haemophylus ducreyi

۵) Calymmatobacteria granulomatis

۶) Mycoplasma homenis Mycoplasma genitals and Ureaaplasma Urealyticum

۷) Trichomonas vaginalis

۸) Yeasts eg Candida albicans & torulopsi glabrata

۹) Treponema pallidum جس کے باعث امراض خبیثہ لاحق ہوتے ہیں۔

۱۰) جنسی طور پر آنتوں کو زہر آلودہ کرنے والے قابل انتقال اسباب جو ہم جنسی کے عادی مردوں میں واقع ہوتے ہیں۔ جیسے

(۱) Bacterial Pathogens (۲) Enteric bacterial pathogenss

(۳) Fungus (۴) Protozoa

(۵) Helminths

(۶) Mycobacterium avium Imtracellulare جو بعض وقت ہم جنسی کے عادی مریضوں میں AIDS کے ساتھ پایا جاتا ہے

(۷) دیگر جسمانی ساخت جو bacterialvaginosis پیدا کرتی ہے۔

۱۱) Viruses یعنی متعدی امراض کے زہریلے مادے:۔

(۱) GenitalherpesVirus (۲) Cytomegalovirus

(۳) HTLV 1 & 2 (۴) HumanpapillomaVirus

(۵) Hepatitis A & B

(۶) AIDS :۔ غیر ختنہ کئے ہوئے مرد کو HIV Virus کا شکار ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔ ختنہ سے HIV کے متعدی اثرات کا تدراک ہوجاتا ہے۔

(۷) MolluscmContagiosumVirus ۸) EB Viruses

Marfat.com

(۱۰) بعض Malignancies　　(۹) Adneo Viruses

ز) سرعت انزال :۔ یعنی قبل ازوقت انزال ہونا ۔ جسکا ختنہ سے ازالہ ہوجاتا ہے کیونکہ ختنہ کے سبب غدود کم حساس ہوجاتے ہیں ۔ جسکے باعث تحریک اور اشتعال میں تاخیر ہوتی ہے اور اس طرح قبل از قوت انزال پر قابو ہونے کا نتیجہ یہ ہونا ہے کہ طرفین زیادہ وقت تک خوب محظوظ اور لطف اندوز ہوسکتے ہیں ۔

المختصر

ختنہ کے فوائد اوپر بیان کئے جاچکے ہیں ۔ پھر بھی طبی معلومات میں کئی پیچیدگیوں کا تذکرہ موجود ہے جن میں خون بہنا 'زہریلا اثر ہونا اور meatel stenosis وغیرہ وغیرہ جسکی جانب بروقت توجہ کی ضرورت ہے ۔

Marfat.com

## ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں

ہم نہیں جانتے کہ کتنے کتنے کھرب سال پیشتر اللہ تعالیٰ نے مٹی سے انسان کی تخلیق فرمائی اور اسکا نام آدم رکھا۔ یہ قدیم ترین زمانہ کی بات ہے جبکہ ہم واقعی نہیں جانتے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کیا دانت نکلنے میں تکلیف محسوس کی ہوگی یا آپ کے شکم پر آنول کی علامت ( navel ) موجود تھی کہ نہ تھی۔ آپ یقینا مسلمان تھے اگرچہ کہ مذہب اسلام اس وقت مکمل نہیں ہوا تھا۔ لیکن صرف (۱۴۰۰) سال پہلے کا واقعہ ہے کہ بی بی آمنہ نے ایک صاحبزادے کو جنم دیا جسکا نام محمد ( صلی اللہ علیہ وسلم ) رکھا گیا۔ بچپن سے سن بلوغ تک اور پھر آپ کی باقی زندگی کے دوران آپ کو بڑے مشکل اور تلخ تجربات نیز ناموافق حالات سے گزرنا پڑا اسطرح کہ آپ اپنی ولادت سے قبل ہی اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ کے سایہ پدری سے محروم ہوگئے۔ آپ کی پرورش ریگستانی علاقہ میں آپکی رضاعی والدہ بی بی حلیمہ سعدیہ نے کی۔ صرف چھ برس کی عمر میں آپ کی والدہ مشفقہ بی بی آمنہ بھی خدا سے جاملیں۔ پھر آٹھ سال کی عمر میں آپکے سرپرست اور جدامجد ( حضرت عبدالمطلب ) بھی داغ مفارقت دے گئے۔ پوری حیات مبارکہ میں آپ نے واقعی بڑی سخت جدوجہد فرمائی اور چالیس سال کی عمر میں آپ نے روئے زمین پر بسنے والے سارے انسانوں میں ایک کامل ترین انسان کا مقام حاصل فرمالیا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کو سب سے آخری نبی کی حیثیت سے منتخب فرمایا گیا۔ اور آپ کو محمد مصطفیٰ ( صلی اللہ علیہ وسلم ) کے لقب سے نوازا گیا۔ ( مصطفیٰ بمعنی چنندہ )۔ آپ میں ایک بچے کی حیثیت سے گو کچھ خاص بات دکھائی تو دی لیکن بعد میں آپ ایسی خصوصیات کے مالک ہوگئے کہ ایسی شخصیت نے زمین پر نہ اس سے پہلے قدم رکھا اور نہ پھر کبھی ایسی شخصیت دنیا میں آئیگی۔

Marfat.com

روئے زمین پر اس عظیم ترین شخصیت کی اہمیت کی توثیق اس حقیقت سے ہوجاتی ہے کہ آپ کا اسم گرامی اللہ تعالیٰ کے نام لینے کے فورا بعد اذان میں لیا جاتا ہے یا اس وقت بھی جب ہم کلمۂ شہادت پڑھتے ہیں جو ایمان کا پہلا رکن ہے یہ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ آپ کی شخصیت اسقدر کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ خود آپ کی تخلیق پر اسطرح نازاں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (ق ۳۳/ ۵۶)

یعنی بیشک اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم آپ پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ اس عظیم ترین شخصیت کا خلاصہ کوئی (۷۰۰) سال قبل شیخ سعدی شیرازیؒ نے ایک قطعہ میں پیش کیا تھا۔ جسکے تین مصرع عربی اور آخری مصرع فارسی میں حسب ذیل ہے۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ يَا سَيِّدَ الْبَشَر
مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَر
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یعنی اُے حسن و جمال کے مالک اور اے نوع انسانی کے سردار! آپ کے روئے منیر سے چاند بھی نور کی بھیک مانگتا ہے یعنی بلاشبہ چاند کو بھی آپ ہی کے نور سے روشنی ملی ہے۔ آپکی مدح و ثنا کما حقہ، تو ممکن ہی نہیں مختصر بات یہ ہے کہ خدا کے بعد سب سے زیادہ باعظمت و بزرگ صرف آپ ہی کی ذات اقدس ہے" کیونکہ آج چودہ صدیوں بعد بھی آپ کی شخصیت اور سیرت سے متعلق تقریباً تمام تفصیل دستیاب

Marfat.com

ہے۔ بظاہر آپ دوسرے آدمیوں کی طرح ایک آدمی دکھائی دیتے تھے چنانچہ آپ نے اپنی روزی کمائی۔ آپکی گذر بسر اکثر کھجوروں پر ہوتی کبھی کبھی روٹی اور گوشت بھی میسر ہوتے۔ ایک غیر متزلزل مستقل کردار کی حامل یہ شخصیت کوئی فرشتہ نہیں بلکہ انتخاب، مرضی اور عمل میں آزاد ایک انسانی شکل تھی۔ ارشاد ربانی ہے۔

"قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا" (ق ۱۷/ ۹۵)

"(اے محبوب!) تم فرمادو اگر زمین میں اطمینان کے ساتھ چلنے والے فرشتے ہوتے تو ہم ان پر رسول بھی فرشتہ ہی اتارتے" بالفاظ دیگر حق تعالیٰ انسانوں کی رہنمائی کے لئے نمونے بناکر انسانوں ہی کو بھیجتا ہے اور اگر زمین پر فرشتے آباد ہوتے تو وہ اس مقصد کیلئے فرشتوں ہی کو بھیجتا۔ دنیا نے جتنے بھی عظیم انسان جنم دئے ہیں ان سب میں روئے زمین پر آپ کی عظیم ترین شخصیت سب سے منفرد و ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ انسانیت کے اس نجات دہندہ نے بت پرستی کرنے والے عربوں کے وحشیانہ جنگ و جدال کو خالصتا اللہ کی خاطر جہاد میں تبدیل کردیا۔ آپ نے ایک بت پرست جاہل قوم کو ایک روشن خیال مسلمان قوم میں تبدیل کردیا آپ نے امت مسلمہ نامی ایک اجتماعی فرقہ کی تعمیر فرمائی جس میں یکساں نظام اخلاق اور ہر کسی کیلئے ایک ہی مقدس کتاب قرآن مجید سے ماخوذ قوانین پر مشتمل دستور نافذ فرمایا جو قرآن پاک اس مرکزی نقطہ نظر پر مبنی ہے کہ ایک فرد اپنی جگہ ایک انسان اور وسعت میں ساری انسانیت کو محیط ہے۔

یہ وہی شخصیت ہے جسکے اوقات تین حصوں پر منقسم تھے یعنی ایک حصہ خدائے برتر کی عبادت کیلئے، ایک حصہ خود آپ کے خاندان کی دیکھ بھال کیلئے اور ایک حصہ خود آپ کی ذات پاک کیلئے جس کا نصف وقت دوسروں کیلئے وقف تھا۔ ہم جسے عام معمولی رفتار قرار دیتے ہیں اس سے کہیں زیادہ تیز قدم آپ چلا کرتے تھے۔

Marfat.com

آپ کے قدم گویا یکے بعد دیگرے سرعت کے ساتھ آگے بڑھتے ۔ کچھ عجب نہیں کہ آپ نے اللہ کا پیغام جو اس قدر دور دراز تک پہنچایا وہ نہایت قلیل اور محدود وقت میں زیادہ سے زیادہ تیز رفتار ہی کا نتیجہ تھا ۔ آپ نے اپنے قول و عمل کے ذریعہ انسان کے ہر شعبۂ حیات میں رہنمائی کیلئے ہدایتوں کے خزانے چھوڑے ہیں ۔ جو روحانی ، اخلاقی ، تعلیمی ، معاشی ، سماجی اور تجارتی معاملات میں صاف ستھرے انداز سے پیش آنے کے بارے میں ہیں ۔ ایک شوہر کو اور ایک باپ کو بھی محبت ، شفقت اور ہمدردی کے ساتھ پیش آنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے ۔ اور آپ نے جو کچھ حاصل کیا وہ سب کچھ غرباء میں تقسیم کر کے آپ نے خیرات کرنے کا سلیقہ سکھایا اور خود اپنے کنبہ کیلئے قرآن اور سنت کے سوائے آپ نے کچھ بھی نہ چھوڑا ۔ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت کیلئے نہ صرف شاہکار نمونہ تھے بلکہ مثالی طور پر ایک رہنما ، ایک معلم اور ایک ہادی بھی تھے ۔

کئی مواقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ کے کردار و عمل کو بڑی آزمائش سے گزارا اور آپ ہر مرحلہ میں صد فیصد کامیاب ثابت ہوئے ۔ اسی لئے آپ انسان کامل کا ایک ایسا مثالی نمونہ بن گئے جسے زندگی کے کئی مرحلوں کا سامنا کرنا پڑا اور جس نے ہر موقع پر اطاعت کی ایک بہترین نظیر قائم کی ۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو اختیار کرنے کا یوں حکم دیا ۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ( ق ۳۳/ ۲۱ ) یعنی بیشک اللہ کے رسول میں تمہارے لئے پیروی کا بہترین نمونہ ہے ۔ چونکہ آپ نے کئی برسوں تک مصائب کا بڑے تحمل اور ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے نہایت اعلیٰ اوصاف کا مظاہرہ فرمایا اسلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساری انسانیت کیلئے ایک مثالی نمونہ قرار دیا ۔

آپ " اشرف الانبیاء " کے لقب سے بھی یاد کئے جاتے ہیں یعنی تمام انبیاء

Marfat.com

کرام میں سب سے زیادہ شریف۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام میں یہی فرق ہے کہ

۱) جنگل بیابان میں تنہا زندگی گزارے ہوئے بھلا غریبوں اور محتاجوں کی مدد کوئی کسطرح کر سکتا ہے؟

۲) کوئی شخص شادی کے بغیر اور خود ان مسائل کا سامنے کرتے ہوئے دوسروں کو ازدواجی رشتوں کے بارے میں بھلا کس طرح مشورہ دے سکتا ہے؟

۳) دشمنوں کو شکست دیکر انھیں اپنی حراست میں لئے بغیر دشمنوں کو معاف کر دینے کی مثال بھلا کوئی کسطرح قائم کر سکتا ہے؟

اب میں آپ کی حیات طیبہ کے چند گوشوں پر روشنی ڈالوں گا۔

۱) اپنی دیانت، نیک نامی اور خوش خلقی کے سبب آپ "الامین" یعنی امانت دار کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ جب آپ کی عمر شریف کوئی ۲۵ سال تھی تو چالیس سالہ شریف بیوہ بی بی خدیجہؓ نے آپ سے عقد کرنے کا پیام بھیجا جنکے کاروبار میں آپ شریک کار تھے۔ چنانچہ عقد انجام پا گیا جو آئندہ ۲۵ سال یعنی بی بی خدیجہؓ کی وفات تک قائم رہا۔ بی بی خدیجہؓ کی زندگی بھر میں آپ نے کوئی دوسرا عقد نہیں فرمایا۔

۲) چالیس سال کی عمر میں جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول غار حرا میں مراقبہ فرما رہے تھے تو آپ کو اسلام کی تبلیغ کیلئے ایک مقدس الٰہی حکم ملا۔ رمضان کے مبارک مہینہ کی ایک شب جو شب قدر کہلاتی ہے جبرئیل علیہ السلام نامی فرشتہ ظاہر ہوا اور آپ سے مخاطب ہوکر کہنے لگا

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ" (قرآن ۹۶/۱ تا ۵)

"پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ آدمی کو وہ

Marfat.com

سکھایا جسے وہ جانتا نہ تھا"۔ جب فرشتہ نے کہا " پڑھو " تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا " میں نہیں پڑھتا " ۔ فرشتہ نے دوبارہ کہا " پڑھو " تو آپ نے پھر وہی جواب دیا میں نہیں پڑھتا ۔ تب فرشتہ نے تیسری بار یوں کہا " پڑھو ! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا ۔ آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا ۔ پڑھو! اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا ۔ آدمی کو وہ سکھایا جسے وہ جانتا نہ تھا"۔

آپ کی زوجہ محترم بی بی خدیجہؓ ہی وہ پہلی شخصیت تھی جن کے سامنے آپ نے فرشتہ جبرئیل علیہ السلام کے اپنے ساتھ پیش آئے واقعہ کے بارے میں بتایا ۔ بی بی نے آپ کو فورا اللہ تعالیٰ کے مقدس نبی قرار دیا اور اپنے برادر عمزاد ورقہ کے پاس لے گئیں جو انجیل کا عالم تھا ۔ پیش آئے واقعہ کی سب تفصیل سننے کے بعد ورقہ نے کہا یہ محمد ( صلی اللہ علیہ وسلم ) پر نازل پیام اللہ کی وحی ہے اور اللہ تعالیٰ نے محمد ( صلی اللہ علیہ وسلم ) کو نبوت کیلئے منتخب فرمالیا ہے ۔ اسکے بعد سے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا سلسلہ جاری رہا اور آپ کو اسکی تبلیغ کرنے کی ہدایت فرمائی گئی کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم ) اللہ کے رسول ہیں اور یہ بھی کہ ہمارے مرجانے کے بعد اللہ تعالیٰ ہمیں پھر سے زندہ اٹھائیگا اور دنیا میں ہمیں اپنے کئے گئے اعمال کا حساب دینا ہوگا ۔ آپ کے دور رسالت میں اور دین اسلام کی تبلیغ کے دوران اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکالیف و مصائب کے کئی صبر آزما حالات سے گزارا اور ہر آزمائش میں آپ پورے کامیاب اترے یہاں تک کہ آپ ہی کے دور حیات میں دین اسلام پایۂ تکمیل کو پہنچا ۔

" اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا " ( ق ۵/۳ )

Marfat.com

یعنی "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کیا اور اسی لئے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین یعنی انبیائے کرام میں سب سے آخری نبی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔"

" وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (ق ۳۳/۴۰)

یعنی "آپ اللہ کے رسول اور سب نبیوں میں آخری ہیں۔"

قرآن کا لفظ " اقراء " سے ماخوذ ہے جسکے معنی ہیں " پڑھو" تلاوت کرو" سمجھو" اپنی طرف سے پڑھو" تلاوت اسلئے کرو کہ تم دوسروں تک اللہ کا پیام پہنچا سکو تاکہ دوسرے لوگ تمہیں سنیں اور سمجھیں اور جو کچھ تم نے تبلیغ کی اسکو عملی جامہ پہناؤ اور تم خود ایک مثالی نمونہ بنو۔ چونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا سب سے پہلا حکم " اقرأ " ہے اسلئے اسلام، علم حاصل کرنے پر سب سے زیادہ زور دیتا ہے۔ ہمارے قرآن پاک کے قریب ہر صفحہ پر ہمیں علم حاصل کرنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔

۳) اپنے دور نبوت کے ابتدائی تیرہ (۱۳) برسوں کے دوران آپ کو مکہ مکرمہ کے رہنے والوں کی جانب سے اتنا ستایا گیا اور اسقدر اذیت پہنچائی گئی کہ آپ کو مکہ معظمہ کے حقوق شہریت سے تک محروم کردیا گیا۔ پھر بھی اس عرصہ میں چند مکی باشندے ایمان لے آئے اور اور آپ کے اطاعت گزاروں (صحابہ) میں شامل ہوگئے۔ چند مدنی باشندے بھی مشرف بہ اسلام ہوئے اور مدینہ منورہ میں اس نئے دین (اسلام) کی تبلیغ شروع کردی۔ انھوں نے خفیہ طور پر اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت بھی دی کہ آپ اپنے صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لائیں۔ شدید اذیت رسانی، مسلسل مخالفت نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی جانوں کو خطرہ کے پیش نظر جب مکہ معظمہ میں حالات بڑے ناقابل برداشت ہوگئے تو آپ

Marfat.com

اپنے رفیق صادق حضرت ابوبکرؓ کی معیت میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کے سفر پر روانہ ہوئے جسکو ہجرت کہا جاتا ہے اور جسکے لغوی معنی ہیں "قطع کرنا" یا "جدا ہونا"۔ اگرچہ کہ ہجرت سے مراد عام طور پر ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو جسمی اعتبار سے منتقل ہونا ہے لیکن واقعۂ ہجرت کو ایک وسیع و وقیع اہمیت بھی حاصل ہے اور وہ ہے روحانی طور پر ہجرت، جس کے ذریعہ انسانی روح ظلم و معصیت کے گھناؤنے ماحول کو چھوڑ کر ایک ایسی جگہ منتقل ہوجائے جہاں امن و امان اور سلامتی کی خوشگوار فضاء چھائی ہوئی ہو۔ ہجرت کا یہ یادگار واقعہ بتاریخ ۱۲/ ربیع الاول مطابق ۲۴/ سپتمبر ۶۲۲ عیسوی میں پیش آیا اگرچہ بعض مورخین نے اسے ۲۰/ سپتمبر ۶۲۲ عیسوی کی تاریخ ظاہر کی ہے جبکہ دوشنبہ کا دن تھا۔ ہمارے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیر کے دن سے متعلق ارشاد ہے کہ " اسی دن میری ولادت ہوئی، اسی دن مجھے اعزاز نبوت عطا فرمایا گیا اور اسی دن میں نے ہجرت کی" ہجرت کے نہایت دوررس اثرات رونما ہوئے۔ مدینہ منورہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رونق افروزی پر امت مسلمہ میں رشتہ اخوت کی بنیاد ڈالی گئی اور اسی طرح اسلامی اخوت کے عظیم تصور کا آغاز ہوا۔ مدینہ منورہ میں بعد کے دس برسوں کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ جس سے ہدایت و تبلیغ عام ہوئی اور اسی کی تائید، جہدِ مسلسل اور خدائے واحد کے عقیدہ میں یقینِ مطلق ہی کی بدولت عرب کے سارے لوگوں نے بالآخر اسلام کو اپنے سینہ سے لگالیا۔ آپ نے امت میں معاشرتی روابط اور اخلاقی اقدار کی بنیادیں مستحکم کیں جن کا ذکر چند حسب ذیل قرآنی آیات میں کیا گیا ہے۔

(ق ۵۱/ ۱۹) :۔ اور انکے مالوں میں سائل اور بے نصیب کا حق تھا۔

(ق ۵/ ۸) :۔ اے ایمان والو، اللہ کے حکم پر خوب قائم ہوجاؤ انصاف کے ساتھ گواہی

Marfat.com

دیتے ہوئے اور تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو۔

(ق ۲/۵) :- نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

(ق ۴۹ز اا ۱۲) :- اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔ اے ایمان والو! بدگمانوں سے بچو، اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

(ق ۴۹/ ۱۵) :- اور انھوں نے اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔

(ق ۵/۱) :- اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو۔

(ق ۲۳/ ۳) :- اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے۔

(ق ۶۱/ ۲) :- اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو تم نہیں کرتے۔

انھیں انکسار، سادہ مزاجی، تحمل، ہمت، طہارت، راست بازی، حسب ضرورت حق گوئی، دردمندی، یتیموں بیواؤں اور ضعیفوں سے جذبۂ ہمدردی، والدین کی عظمت اور محبت آمیز سلوک وغیرہ جیسی نیکیوں سے روشناس کرایا گیا۔ وہ اپنے سارے اعمال میں اللہ کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ صرف خطۂ عرب تک محدود نہ رہی۔ بلکہ آپ نے پڑوسی ممالک میں اپنے تبلیغی سفراء روانہ کئے تاکہ وہاں لوگ دین حق یعنی اسلام کو قبول کریں چنانچہ اسلام نے دور دور تک وسعت اختیار کرلی۔

۴) آپ کے آخری خطبہ سے متعلق کچھ تذکرہ بھی یہاں مناسب ہوگا۔

۱۰ ہجری (ہجری سے مراد ہجرت کے بعد) میں جب کہ آپ کی عمر شریف (۶۳) سال تھی اور جبکہ سارا عرب اسلام کو ایک مذہب کی حیثیت سے قبول کرچکا تھا حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہزاروں پیروؤں کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کے مقدس سفر پر روانہ ہوئے جہاں مکہ میں موجود آپکے ہزاروں پیرو بھی آپ سے آملے

Marfat.com

اور حقانیت کی آخری فتح حاصل ہو چکی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکا احساس ہوا کہ روئے زمین پر آپ کی تبلیغی مہم پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہے تو آخری مقدس وحی نازل ہوئی کہ " آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر پسند کیا"۔ (ق ۳/۵)

اس خطبہ کا مطالعہ کرتے وقت ہماری آنکھیں آنسوؤں سے پرنم ہوجاتی ہیں۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے اپنے آخری ان کلمات کو اہمیت دی تھی " یا اللہ! کیا میں نے تیرے پیام حق کو پہنچانے کا فریضہ پورا کردیا ہے " اس وقت وہاں موجود تمام حاضرین کے ایک آواز میں اس جواب سے پوری وادی کی فضا گونج اٹھی کہ " خدا کی قسم، یقیناً آپ نے اپنا فریضہ تبلیغ ادا کردیا ہے"۔

بہرحال یہی وہ ذات اقدس ہے جو اللہ کے نبی اور رسول ہیں اور ایک قوم اور ایک سلطنت کے بانی مبانی بھی ہیں جنکے کارناموں اور تعلیمات نے ایک نیک مقصد کیلئے لاکھوں انسانوں کی زندگیوں کو بدل کے رکھ دیا۔ ایک رہنمائے دین، ایک مصلح معاشرہ، ایک مربی اخلاق، ایک سیاسی مفکر، ایک فوجی فاتح، ماہر نظم و نسق، ایک رفیق وفاشعار، ایک مثالی شوہر اور ایک مشفق باپ کی حیثیت سے آپ اپنی ذات سے ایک انجمن تھے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک اہم اعزاز پر فائز فرمائے گئے تھے۔ آپ صراط مستقیم نامی سیدھے راستہ کے لئے ایک رہبر کی حیثیت رکھتے تھے۔

وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (ق ۴۲/ ۵۲) یعنی "اور بیشک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو"۔ مضائقہ نہیں اس صراط مستقیم تک پہنچنے میں کسی بھی راہ یا راستہ سے گذرنا کیوں نہ پڑے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم بحیثیت رہبر اس راستے پر منتظر پائینگے۔

Marfat.com

" صراط مستقیم " کے بارے میں یہاں بھی کچھ تشریح مناسب ہوگی ۔ ہم اپنی نمازوں میں روزانہ کئی اوقات یہ تلاوت کیا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں صراط مستقیم (سیدھے راستہ) پر چلا ۔ ہم اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم بتانے کا کبھی مطالبہ نہیں کرتے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس کے اوراق پر لکھی واضح تحریر میں صراط مستقیم کے بارے میں پہلے ہی بتادیا ہے ۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ " اَرِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم " یعنی ہمیں صراط مستقیم دکھا بلکہ ہم " اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم " کہتے ہیں یعنی ہمیں سیدھی راہ پر چلا ۔ ہم اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ نہ صرف مجھے بلکہ اجتماعی طور پر ہم سبکو سیدھی راہ پر گامزن فرمادے ۔ اس انجمن کی موجودہ وسعت کا یہ عالم ہے کہ دنیا تمام میں اسکے زائد از دس ہزار لاکھ ارکان پھیلے ہوئے ہیں ۔ انسان تن تنہا خود اپنے سے بعد اپنے محدود اختیارات کے ذریعہ اپنے فرقہ کے سارے مسائل کو حل نہیں کرسکتا کیونکہ ہمارا مختلف پیشوں سے تعلق ہے ۔ کچھ ڈاکٹر ہیں، کچھ قانون داں ہیں، کچھ پلمبر ہیں تو کچھ بیروزگار بھی ہیں ۔ آپس میں ہمیں ایک دوسرے کی ضرورت ہے ۔ یہ امت مسلمہ ہے اور ہم کو ایک ساتھ جڑے رہنا ہے ۔

اب میں " سیدھی راہ " کا معنیٰ و مفہوم بیان کرنا پسند کرونگا ۔ خط مستقیم سے مراد کسی دو نقطوں کے درمیان کم سے کم فاصلہ ہے جو فرض کیجئے کہ بندہ اور اللہ کے درمیان نقطے ہیں ۔ یہ واضح ہے کہ غیر مسلم لوگ بھی بالآخر اللہ کی طرف لوٹینگے لیکن مسلمان ایک بار صراط مستقیم پر گامزن ہوجائیں تو پھر وہ اللہ تعالیٰ سے ممکنہ سب سے چھوٹے راستہ کے ذریعہ جائینگے ۔ اس سیدھے راستہ میں نہ زاویے ہونگے، نہ کونے ہونگے، نہ موڑ واقع ہونگے اور نہ ہی پیچ و خم ہونگے ۔ وہ چونکہ بالکل سیدھا راستہ ہے اسلئے اللہ تک پہنچنے کا مختصر ترین فاصلے والا راستہ ہے ۔ یہ صراط مستقیم پانچ ستونوں پر قائم ہے ۔ (ا) شہادت (ب) صلوٰۃ یا نماز (ج) زکوٰۃ (د) صیام یعنی اسلامی

Marfat.com

روزہ (ھ) حج بیت اللہ بشرطیکہ اسکی استطاعت ہو۔

(ا) شہادت:- ہم روزانہ کثرت سے یہ کلمہ پڑھا کرتے ہیں۔ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں یا پھر "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" یعنی میں گواہی دیتا ہوں (گویا راسخ یقین کے ساتھ تصدیق کرتا ہوں) کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔"

آئیے اب ہم اسکا جائزہ لیں کہ ہم سے کتنوں نے اس شہادت کا مفہوم سمجھا ہے۔ اس وقت مغرب کا وقت ہے اور سورج ابھی ابھی غروب ہو چکا ہے۔ گویا شام کی نماز (یا عبادت) کا وقت آپہنچا لیکن نہیں! اسکے باوجود ہم ابھی ٹیلیویژن دیکھنے میں مشغول ہیں۔ ایسا کیوں؟ اسلئے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کے مقابل میں ٹیلیویژن سے زیادہ محبت ہے۔ ٹیلیویژن دیکھنے میں ہم دو گھنٹے صرف کر چکے ہیں لیکن ہم اپنی نماز مغرب ادا کرنے کیلئے پانچ منٹ کا تک وقت نہیں نکالنا چاہتے۔ یہ اسلئے کہ ہم کو پروگرام پسند ہے اور ہیرو یا ہیروئن ہمیں اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبوب ہے۔ اسطرح ہم دیکھتے ہیں کہ صراط مستقیم کے پہلے مرحلہ میں ہی ہم ناکام ہو چکے ہیں۔ ہم نے کلمہ شہادت زبان سے تو پڑھا لیکن ہم اس پر اسکی معنویت سے ہم آہنگ عمل کرنے سے قاصر ہیں۔

(ب) نماز:- آئیے اب ہم روزانہ پنجوقتہ نمازوں کے بارے میں کچھ بتائیں جبکہ ہم بارگاہ الٰہی میں حاضری دیتے ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ روزانہ پانچ کے بجائے صرف دو یا تین وقت ہم نماز پڑھا کرینگے۔ اسطرح ہم مسلمان تو برقرار رہینگے مگر ہم سب سے نچلی سطح یعنی سیڑھی کے سب سے نچلے زینہ پر رہینگے۔

(ج) زکوٰۃ:- کچھ زکواۃ کے بارے میں بھی جسکے لغوی معنی ہیں پاک کرنا اور اس سے مراد دولت کا وہ برائے نام ۲٫۵ فیصد حصہ جسکا غرباء و مستحقین کو لازمی طور پر

Marfat.com

یراث میں دینا واجب ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنی دولت کو پاک کرنا نہیں چاہتے بلکہ ہماری دولت کو اسی طرح ناپاک رکھنا چاہتے ہیں اور ہم زکوٰۃ دینا نہیں چاہتے۔ اس صورت میں بھی ہم مسلمان تو برقرار رہتے ہیں لیکن سیڑھی کے سب سے نیچے زینہ پر۔

(د) اسلامی روزہ:۔ روزہ نہ رکھنے کیلئے ہم کوئی ایک ہزار ایک بہانے تراش سکتے ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسافروں کو روزہ نہ رکھنے کی رعایت دی گئی ہے اور دنیا کے اس مسافر خانہ میں ہم سب تو مسافروں ہی کی طرح ہیں۔ اس صورت میں بھی ہم مسلمان تو برقرار رہتے ہیں لیکن سیڑھی کے سب سے نیچے زینہ پر۔

(ھ) آخر میں مکہ معظمہ کے اس مقدس سفر کے بارے میں جبکہ ہم اسکی استطاعت رکھتے ہوں۔ لیکن جیسے ہی ہم صاحب استطاعت یعنی مالدار یا دولت مند بن جاتے ہیں تو پھر ہم کیا کرتے ہیں؟ ہم DisneyWorld کی سیرو تفریح کو ترجیح دیتے ہیں۔

اب ہم میں سے وہ لوگ جنھوں نے شہادت، پنجوقتہ نماز، غربا کو ۲٫۵ فیصد دولت کی ادائی، تیس دن کے روزوں اور فریضہ حج کی ادائی اور پابندی کی تو اب ہم صراط مستقیم نامی سیدھے راستہ پر سیڑھی کے دوسرے زینہ پر چڑھنے کے قابل ہوگئے۔

اس دوسرے مرحلہ پر ہماری قابلیت کیا ہونی چاہیئے؟ اس مرحلہ پر ہمیں چاہیئے کہ اپنے کردار کو نیک اور اعلیٰ بنائیں اور انسانیت کی خدمت انجام دیں۔ ہم کو اپنے رفقاء کے ساتھ اپنا وقت، اپنی صلاحیتیں، اور اپنا علم صرف کرنا چاہیئے۔ گھر یا مسجد کے کسی ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے ہم اگر اپنی بقیہ زندگی کے دوران مسلسل عبادت کرتے رہیں تو اسطرح ہم نے اپنے ساتھیوں کی کوئی خدمت ہی نہ کی اور معاشرہ کیلئے ہمارا ادا کردہ حصہ صفر کے برابر ہوگا۔ واقعی بڑی طاقتیں تو اس بات پر بڑی خوش ہونگی اگر ہم کچھ اور کام نہ کریں بلکہ ہماری صلاحیتوں اور سائنسی علوم کو کام میں لائے بغیر مسلسل رات دن صرف اور صرف عبادت میں ہی گزار دیں۔ جس

Marfat.com

کا انجام یہ ہوگا کہ ہم ہمیشہ کیلئے انکے تابع و ماتحت اور انکے غلام بنے رہینگے۔ رات دن عبادت میں مسلسل مصروف رہنے اور مسجد سے باہر نہ آنے کیلئے ہوسکتا ہے وہ کچھ رقم بھی پیش کریں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ " اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَابِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَابِاَنْفُسِہِمْ" (ق ۱۳/۱۱) یعنی بیشک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدل ڈالیں۔

ہمیں چاہیئے کہ حتی المقدور جدوجہد کریں اور اسکے انجام کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑدیں۔ جن باتوں کو ہم بدل نہیں سکتے انھیں تقدیر یا قسمت سمجھکر قبول کرلینا چاہیئے کیونکہ کوئی چیز بھی یوں ہی واقع نہیں ہوجاتی۔ بہرحال ہمیں اللہ تعالیٰ کی جناب میں یہ دعا ضرور کرنا چاہیئے کہ معاشرہ میں پائے جانے والی برائیوں کا خاتمہ کرنے کیلئے وہ ہمیں ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔ خدائی امداد یوں ہی معمول کے مطابق شامل حال نہیں ہوتی۔ اسکے حصول کیلئے ہمیں اپنے عمل اور رضا کو اللہ تعالیٰ کی رضا سے ہم آہنگ بنانا پڑیگا۔ صراط مستقیم کے دوسرے مرحلہ پر ہمیں چاہیئے کہ غریبوں کی تلاش کریں اور قبل اسکے کہ وہ خستہ حالی سے دوچار ہوکر اپنے ہاتھ پساریں ہمیں ان حاجت مندوں کی دستگیری کرنا چاہیئے۔ ہم سے بعض لوگ اس موقف کے پیدا ہونے تک انتظار کیا کرتے ہیں اور اسکے بعد ہی ہم اپنے ہاتھ اپنے جیبیں ڈالتے ہیں اور انھیں قلیل رقم کی خیرات دیتے ہوئے یوں شور مچاتے ہیں " یہ لے اور یہاں سے فورا نکل جا "۔ اسکے برخلاف ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ اس نے اسطرح خیرات کرنے کا ہمیں موقع عطا فرمایا۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم غرباء اور حاجتمندوں کی تلاش کیا کریں اور انھیں غذا، کپڑے، رقم، ادویہ اور جس چیز کی بھی انھیں حاجت ہے وہ سب فراہم کریں۔ اتنا ہی کافی نہیں بلکہ ہمیں ان کا اسلئے بھی ممنون ہونا چاہیئے کہ ہماری رقم اور ہماری پیش کردہ دیگر چیزوں کو انھوں نے قبول کرلیا۔ فرض کیجئے کہ غریب شخص اگر یہ کہے " دیکھو مجھے تمہارے روپیہ کی ضرورت نہیں۔ اسکو تم اپنے

Marfat.com

پاس ہی رکھو اور اپنے ساتھ اپنی قبر میں لے جاؤ" ہم نے کیا حاصل کیا ہے؟ یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ ہم زندگی کے ایسے حالات سے صرف ایک ہی بار گزرتے ہیں۔ لہٰذا اگر ہم کچھ نیک کام کرنا چاہتے ہیں تو اسکو ابھی انجام دینا چاہئے نہ کہ لیت و لعل میں ڈالنا چاہئے۔ کیونکہ ہم دوبارہ اس راستہ سے کبھی نہ گزرینگے۔ اور ہمیں ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ " جب کوئی اپنی زندگی میں کچھ دیتا ہے تو وہ یہ بھی جانتا ہے کہ یہ سب کہاں جارہا ہے"۔ جو کچھ ہم خیرات دیتے ہیں اس میں نہ خود غرضی ہونا چاہئے اور نہ ہی اس سے کوئی رشتے متعلق کرنا چاہئے۔ ہم اپنی خیرات ایک خوبصورت بیوہ کو دینا چاہتے ہیں۔ اس کے پیچھے آخر ہمارے کیا ارادے کارفرما ہیں؟

اب ہم صراط مستقیم سیڑھی کے تیسرے زینہ پر چڑھنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اب وہی سوالات فرماتا ہے اور ہمیں ان کے جوابات عطا فرماتا ہے چنانچہ (ق ۹۰/ ۱۲ تا ۱۷) میں ارشاد ربانی ہے۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ۔ فَكُّ رَقَبَةٍ ۔ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ۔ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۔ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ

یعنی " اور تو نے کیا جانا کہ وہ گھاٹی کیا ہے کسی بندے کی گردن چھڑانا یا بھوک کے دن کھانا دینا۔ رشتہ دار یتیم کو یا خاک نشین مسکین کو ان میں سے جو ایمان لائے اور انھوں نے آپس میں صبر کی وصیتیں کیں اور آپس میں مہربانی کی وصیتیں کیں" جب ہم کہتے ہیں کہ ایک غلام آزاد کرو تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم افریقہ کو جائیں جہاں سے ایک غلام خریدیں اور پھر اسے آزاد کریں۔ وہ دن ہوا ہوئے۔ آج مختلف قسم کی غلامی موجود ہے مثلاً معاشی غلامی، سیاسی، معاشرتی اور صنعتی غلامی۔ ہم غلام ہوسکتے ہیں خود اپنی دولت کے، خود اپنے جذبات کے، طاقت کے اور شراب اور شراب کے مالکین وغیرہ کے۔ ہم کو چاہئے کہ ہم خود کو اور اپنے مردوں اور عورتوں کو ہر قسم کی غلامی اور ہر قسم کے استحصال سے نجات دلائیں۔ اس عزم کی تکمیل کے بعد

Marfat.com

ہی ہمارا شمار راسخ اعتقاد اور اٹل یقین کامل کے حامل لوگوں میں ہو سکیگا جسکا مطلب یہ ہوگا کہ یقین و عقیدہ نہ صرف ہماری زبان اور ہمارے لبوں پر ہے بلکہ وہ ہمارے قلوب کی گہرائیوں تک مضبوطی کے ساتھ سرایت کرگیا ہے ۔ ہماری اور ہمارے مردوں اور خواتین کو ہر قسم کی غلامی اور ہر قسم کے استحصال سے نجات دلانے کے بعد ہی ہم امت مسلمہ کو ایک نہایت ترقی پذیر امت میں تبدیل کر سکتے ہیں ۔ اسکی تکمیل کے بعد اب ہم سیڑھی کے چوتھے زینہ کی بلندی تک پہنچنے کے قابل ہیں ۔ اور وہ کیا ہے ؟

چوتھا مرحلہ قدرے دشوار ہے ۔ اس مرحلہ پر ہمیں چاہیئے کہ جذبۂ ایثار کو فروغ دیا جائے ۔ قرآن پاک کی سورۃ ۵۹ کی آیت نمبر ۹ میں ارشاد ہے کہ مدینہ منورہ کے انصار نے غریب ہونے کے باوجود مکہ معظمہ سے آنے والے مہاجرین کی ضروریات کو اولین ترجیح دی ۔ اس مرحلہ میں فرض کیجیئے کہ ہمارے پاس دو قمیص ہیں جن میں سے ایک اچھی حالت میں ہے تو دوسرا کچھ پھٹا پرانا ہے ہم اچھا قمیص کسی غریب کو دیدیں اور پھٹا پرانا قمیص خود اپنے لئے رکھ لیں تو اس کا معنٰی ہے کہ ہم غریبوں کی ضروریات کو اپنے پر ترجیح دے رہے ہیں ۔ اس مرحلہ پر یہ بھی چاہیئے کہ ہم اپنے دشمنوں کے بارے میں نیک تمنائیں رکھیں ۔ ان کے لئے ہمیں نیک دعائیں کرنے کی ضرورت ہے ۔ یہ سب اگرچیکہ نسبتاً مشکل امر ہے کیونکہ روزانہ ہم میں سے بعض لوگ بددعا بھی کیا کرتے ہیں ۔ جن احباب و اقرباء نے ہمارے ساتھ اس قدر نیک سلوک کیا ہے انہی کے حق میں ہم بددعا کرکے ان کا برا چاہتے ہیں ۔ ہم کہا کرتے ہیں " خدا کرے کہ انکی فیاکٹری جل کر خاک بن جائے ۔ انکے بچے اندھے ہوجائیں یا اغوا کر لئے جائیں ۔ خدا کرے کہ کسی موٹر کار حادثہ میں انکی موت آجائے یا پھر وہ زندگی بھر معذور ہو کر رہ جائیں "۔ اسطرح ہم نے دیکھا کہ صراط مستقیم کی سیڑھی کے چوتھے زینہ تک رسائی کس قدر مشکل ہے کیونکہ نہ صرف اپنے احباب و

Marfat.com

اقرباء بلکہ اپنے دشمنوں کے بارے میں بھی ہماری سوچ اور ہمارا عمل نیک ہی ہونا چاہیئے۔ اسکی تکمیل کے بعد اب ہم اللہ کی جانب رہنمائی کرنے والے سیدھے راستہ پر زیادہ سے زیادہ بلندی تک رسائی کے قابل ہیں اور اسکے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں درکار ہیں۔ جیسے جیسے ہمیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اسکی صفات الہیٰ سے قرب نصیب ہوتا ہے تو ہم "مقربین" (یعنی اللہ کے سب سے زیادہ قریب لوگ) میں سے ایک بن جاتے ہیں۔ اور جب ہم مقربین میں شامل ہوجاتے ہیں تو کیا ہوتا ہے، یہی کہ ہم کو اپنی موت کے بعد اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوجاتی ہے۔ پھر تو اللہ تعالیٰ ہم پر سلام بھیجتا ہے۔

"تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلَامٌ" (ق ۳۳/ ۴۴) یعنی ان کے لئے ملتے وقت کی دعا سلام ہے۔"

اسکے بعد یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ " (ق ۸۹/ ۲۷ تا ۳۰)

یعنی "اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف اسطرح واپس ہوجا کہ تو اس سے راضی ہو وہ تجھ سے راضی۔ پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہوجا اور میری جنت میں آجا۔"

اب میں مختصراً چند ایسے عربی الفاظ کی تشریح کرنا پسند کرونگا جنکے ذریعہ عام طور پر آپ کو " محمد سید الکونین " کے مبارک القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیاوی اور اخروی دونوں کی زندگی کے سردار ہیں۔

سَیِّدُ الثَّقَلَیْنِ۔ یعنی آپ انسانوں اور جنوں دونوں کے سردار ہیں۔

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّمِنْ عَجَمٍ۔ یعنی آپ عربوں اور عجمیوں (غیر عرب) دونوں کے سردار ہیں۔

Marfat.com

نَبِیُّ الْحَرَمَیْنِ یعنی آپ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ دونوں حرم کے نبی ہیں۔

اِمَامُ الْقِبْلَتَیْنِ ۔ یعنی آپ بیت المقدس اور کعبۃ اللہ دونوں قبلوں کے امام ہیں۔

صَاحِبُ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ۔ یعنی آپ تاج والے خلائی سفر معراج والے، براق والے اور علم والے ہیں۔

صَاحِبُ قَابِ قَوْسَیْنِ ۔ دو کمانوں کے برابر فاصلہ والے۔

اِسْمُہٗ مَکْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِی اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ۔ یعنی آپ کا اسم مبارک لکھا ہوا، لوح و قلم میں جڑا ہوا اور نقش کیا ہوا ہے۔

ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کا عظیم ترین معجزہ ہمارے لئے چھوڑے گئے ہیں جو ساری انسانیت کی ہدایت کیلئے قرآن پاک میں وحی الٰہی کی شکل میں موجود ہے۔ میں یہاں علم سے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف تین ارشادات نقل کرنا چاہتا ہوں۔

(۱) طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ ۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم ہے۔

(۲) اُطْلُبِ الْعِلْمَ مِنَ الْمَھْدِ اِلَی اللَّحْدِ ۔ گہوارہ سے قبر تک (زندگی بھر) علم حاصل کیا کرو۔

(۳) اُطْلُبِ الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّیْنِ ۔ علم حاصل کرو، چاہے (اس غرض سے) تمہیں ملک چین بھی کیوں نہ جانا پڑے۔

میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل میں مولود سنانے کے دوران حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت و نعت میں اکثر ایک عربی قطعہ پڑھا جاتا ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے اوصاف جمیلہ کا خلاصہ ہے اور جو حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ کا منظوم کردہ ہے۔ ذیل میں پیش ہے۔

Marfat.com

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ

یعنی آپ نے (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے کمال کے ذریعہ (عظمت کی) بلندی تک رسائی حاصل فرمائی۔ آپ نے اپنے نور جمال سے کفر کی تاریکی کو دور فرمادیا آپ کی تمام خصلتیں بہترین ہیں۔ آپ پر اور آپ کی آل پاک پر درود بھیجو۔

Marfat.com

# موت کے بعد کی یادیں

## آخرت کے حوالے سے ایک فکر انگیز تحریر

ہم سب کے لئے مرنے کے بعد اللہ تعالی نے استقبالیہ کا انتظام کیا ہوا تھا(سورۃ المومن 40 آیت 3 اور سورۃ الزاریت 50 آیت 43) ہم میں سے کچھ کی گھر واپسی منحوس جہنم میں ہوئی(سورۃ تغابن 64 آیت 10) جب کہ دوسرے جو راست رو تھے ان کا استقبال جنت میں ہوا(سورۃ الفرقان 25 آیت 15) اگر ہم بعد از موت اچھے استقبال کی توقع رکھتے تو ہمیں چاہئے تھا کہ جب ہم روئے زمین پر تھے تو اللہ تعالی سے دوستی رکھتے اور اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرتے (سورۃ بینات 98 آیت 6) اس قسم کے استقبال کے لئے ضروری شرائط پوری کرنا تھیں، ہم اللہ تعالی کے مقربین بن سکتے تھے (سورۃ واقعہ 56 آیت 11) یا دائیں بازو والوں کے مصاحب (سورۃ واقعہ آیات 27 اور 40) اس صورت ہمیں جزا کے دن میں اپنا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملتا (سورۃ حاقہ 69 آیت 19) جب فرشتے ہمیں السلام علیکم وبرکاتہ سے مخاطب کرتے ہوئے کہتے اپنے اچھے اعمال کے صلہ میں باغات میں داخل ہو جاؤ (سورۃ النحل 16 آیت 32) ایسی مراعات حاصل کرنے کے لیے ہمیں چاہئے تھا کہ قبر سے سچائی اور عزت کے ساتھ نکلتے اور قبر میں سچائی اور عزت کے ساتھ ہی داخل ہوئے ہوتے (سورۃ بنی اسرائیل آیت 80) ہمیں اپنے آپ پر یقین ہونا چاہیے تھا کہ ہم نفس مطمعنہ کے ساتھ قبر میں سچائی اور عزت سے داخل ہوئے تھے (سورۃ الفجر 89 آیت 27-30) ایسا صرف دنیاوی زندگی میں کئے گئے اچھے اعمال کے باعث ہوتا ہے۔ (سورۃ حشر 59 آیت 18) یہ بات ثابت ہو جاتی جب اشارہ کنندہ کے مطابق ہمارے اچھے اعمال کا پلڑہ بھاری ہوتا (سورۃ قارعہ 101 آیت 7-8) اور ہم نے پچاس فیصد سے زیادہ نمبر حاصل کئے ہوتے۔ زندگی کے امتحان کی آزمائشیں ہمیں روئے زمین پر پیش آتی تھیں خواہ وہ گھر ہو، بازار یا کاروبار زندگی ملازمت وغیرہ۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک نمایاں وصف عطا فرمایا ہے جو جانوروں میں نہیں پایا جاتا وہ یہ ہے کہ ہمیں موت کا احساس ہے۔ موت صرف ایک دائمی زندگی سے پہلے چھوٹا سا پڑاؤ ہے۔ یہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب ہم پیدا ہوتے ہیں اور آئندہ زندگی میں کبھی ختم نہ ہوگا۔ موت ہر انسان کا مقدر ہے (سورۃ واقعہ 56 آیت 60)۔ اور ہر انسان موت کا ذائقہ چکھے گا (سورۃ آل عمران 3 آیت 185)۔ یہ موت کا احساس ہی ہے کہ جو ہمیں پیغام دیتا ہے کہ ہم ایک دن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے (سورۃ روم آیت 8)۔ یہ تنبیہ تواتر کے ساتھ دی گئی ہے تاکہ ہم اچھے اعمال اپنائیں پیشتر اس کے کہ ہماری زندگی کا سورج ڈوب جائے (سورۃ عصر 103)۔

ہماری تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ ہمارا امتحان لیا جائے کہ اس زندگی میں کون بہتر عمل کرتا ہے (سورۃ ملک 67 آیت 2) ایک حدیث کے مطابق وفادار لوگوں کی تین اقسام ہیں۔ ا۔ وہ مسلمان جو دینِ اسلام کے بنیادی پانچ ارکان پر عمل کرتا ہے۔ ۲۔ وہ مومن جو یقین محکم رکھتا ہے اور اخلاص کے ساتھ ایمان کی سات شاخوں پر کاربند رہتا ہے۔ ۳۔ وہ محسن جو اللہ تعالیٰ سے ایسے محبت کرتا ہے جیسے وہ اسے دیکھ رہا ہو (تم اگر اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتے لیکن وہ تمہیں دیکھ رہا ہے)۔ مسلمان بننا ذرا آسان ہے لیکن مومن بننا ذرا مشکل کام ہے کیونکہ اس صورت میں ہم پر فرض عائد ہو جاتا ہے کہ ہم نیک عمل کریں۔ صرف دینِ اسلام کے پانچ ارکان پر عمل کریں۔

جب بھی ہم کوئی نیکی کا کام کرتے ہیں اپنے فائدے کے لئے کرتے ہیں۔ ا۔ اگر ہم کلمہ شہادت پڑھتے ہیں وہ بھی اپنے لئے ہی پڑھتے ہیں۔ ۲۔ اگر ہم دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھتے ہیں وہ بھی اپنی نجات کے لئے پڑھتے ہیں۔ ۳۔ اگر ہم روزہ رکھتے ہیں تو ہم صحت بہتر بنانے کے لئے رکھتے ہیں۔ ۴۔ اگر ہم اڑھائی فیصد زکوۃ تقسیم کرتے ہیں وہ بھی اپنے فائدہ کے لئے کرتے ہیں۔ ۵۔ اگر ہم حج بیت اللہ کے لئے جاتے ہیں وہ بھی اپنے بھلے کے لئے جاتے ہیں۔ پس ہم نے جو عمل بھی اچھے مسلمان ہونے کے ناطے کیا، ہم نے ہر کام اپنی خود غرضی

Marfat.com

کے لئے کیا اور ہم نے امت مسلمہ کی مدد کے لئے بہت کام کیا۔

ہم جو بھی نیک عمل کریں وہ جذبہ دل سے اور ایمان سے بھرپور ہونا چاہئے (سورۃ حجرات 49 آیت 14)۔ جب ہمیں اس بات کا یقین محکم ہو گا کہ اس زندگی کے بعد دوسری زندگی ہوگی اور اس کو مدنظر رکھتے ہوئے عمل کریں (یہ وہ اعمال نیک ہوں گے جو پانچ ارکان اسلام کے علاوہ ہوں گے)۔ اس صورت میں ہم بنی نوع انسان کی خدمت کر سکیں گے (سورۃ بقرہ 2 آیت 177)۔ انسانوں کی خدمت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے۔ قران مجید کی کم از کم 54 آیات مبارکہ میں نیک اعمال ایمان کی شرط رکھی گئی ہے۔ جب ایمان ہمارے دل کی گہرائیوں میں داخل ہو جائے گا اس وقت ہم اللہ کی پارٹی میں شامل ہو سکیں گے۔ وہ (اللہ تعالیٰ) ہم سے خوش ہو گا اور ہم اللہ سے خوش ہوں گے (سورۃ مجادلہ 58 آیت 22)۔ ہمارے دلوں میں ایمان راسخ اس طرح ممکن ہے کہ ہم نے اپنی زندگی کا آغاز روئے زمین پر پانچ ارکان اسلام کے ساتھ شروع کیا ہوتا۔ جب ہم روزانہ نماز کی بات کرتے ہیں اگرچہ بچپن میں طوطے کی طرح رٹی ہوئی نماز پڑھتے ہیں اور ہمیں یہ اس وقت فہم بھی نہ تھا کہ ہم کیا پڑھ رہے ہیں۔ اس طرح ہماری نماز پڑھنے کا عمل عادت بن گیا۔ کسی بھی بات کی عادت زندگی کا طریقہ کار بن جاتی ہے۔ جب بچپن کا زمانہ ختم ہوا اور ہم سن بلوغت کو پہنچ گئے اور اس وقت پانچ وقتہ نماز ایک سمجھدار مسلمان کی حیثیت سے ادا کرنے لگے تو ہمیں ان الفاظ کا مطلب بھی معلوم ہو گیا۔ بچپن کی اچھی عادات ہمیں اچھے اعمال کے لئے مددگار ثابت ہوتیں۔ اس طرح ہم اعلیٰ مدارج طے کر کے مومن بن جاتے۔ اچھے اعمال تواتر سے کرنے سے انسان کی عادت بن جاتے ہیں۔ الفاظ عمل کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ سب کچھ بچپن کی پانچ وقت نماز (روزانہ) کی بدولت حاصل ہوا تھا۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بعد ہمیں اپنے والدین کا بھی شکر ادا کرنا ہے (سورۃ لقمان 31 آیت 14)۔ جو ہمیں اس دنیا میں لائے اور جنہوں نے ہمیں پانچ وقت کی اذان اور نماز کو دل میں بٹھا دیا۔ یہ اس وجہ سے ہوا کہ جب مسلمانوں کے گھر میں کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے

Marfat.com

تو اس کے دائیں کان میں اذان دی جاتی ہے اور بائیں کان میں اقامت کی آواز سنائی جاتی ہے۔

مضمون میں جن آیات کا حوالہ دیا گیا ہے ان کا ترجمہ ذیل میں دیا جارہا ہے۔

☆ سب کچھ جاننے والا، گناہ معاف کرنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے سخت سزا دینے والا اور بڑا صاحب فضل ہے کوئی معبود اس کے سوا نہیں اسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے۔ (سورۃ المومن 40 آیت 3)

☆ اور (تمہارے لئے نشانی ہے) ثمود میں، جب ان سے کہا گیا تھا کہ ایک خاص وقت تک مزے کرلو۔ (سورۃ الزاریت 50 آیت 43)

☆ جن لوگوں نے کفر کیا ہے اور ہماری آیات کو جھٹلایا ہے وہ دوزخ کے باشندے ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے۔ (سورۃ تغابن 64 آیت 10)

☆ ان سے پوچھو یہ انجام اچھا ہے یا وہ ابدی جنت جس کا وعدہ خداترس پرہیزگاروں سے کیا گیا ہے۔ (سورۃ الفرقان 25 آیت 15)

☆ اہل کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ یقیناً جہنم کی آگ میں جائیں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے یہ لوگ بدترین خلایق ہیں۔ (سورۃ بینات 98 آیت 6)

☆ وہی تو مقرب لوگ ہیں۔ (سورۃ واقعہ 56 آیت 11)

☆ اور دائیں بازو والے، دائیں بازو والوں کی خوش نصیبی کا کیا کہنا۔ (سورۃ واقعہ آیات 27)

☆ اور پچھلوں میں سے بہت۔ (سورۃ واقعہ آیات 40)

☆ اس وقت جس کا نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا کہے گا لو دیکھو پڑھو میرا نامہ اعمال۔ (سورۃ حاقہ 69 آیت 19)

☆ ان متقیوں کو جن کی روحیں پاکیزگی کی حالت میں ملائکہ قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں "سلام ہو تم پر جاؤ جنت میں اپنے اعمال کے بدلے" (سورۃ النحل 16 آیت 32)

☆ اور دعا کرو کہ پروردگار مجھے جہاں بھی تو لے جا سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی

Marfat.com

نکال سچائی کے ساتھ نکال اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا دے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت 80)

-- (اور دوسری طرف ارشاد ہوگا) اے نفس مطمئن چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو (اپنے انجام نیک سے) خوش (اور اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ ہے۔ شامل ہو جا میرے (نیک) بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔ (سورۃ الفجر 89 آیت 27-30)

-- اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا سامان کیا ہے۔ اللہ سے ڈرتے رہو اللہ یقیناً تمہارے ان سب اعمال سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ (سورۃ حشر 59 آیت 18)

-- پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔ (سورۃ قارعہ 101 آیت 8-7)

-- ہم نے تمہارے درمیان موت کو تقسیم کیا ہے۔ (سورۃ واقعہ 56 آیت 60)

-- آخر کار ہر شخص کو مرنا ہے اور تم سب اپنے اپنے پورے اجر قیامت کے روز پانے والے ہو۔ کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتش دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے۔ رہی یہ دنیا تو یہ محض ایک ظاہر فریب چیز ہے۔ (سورۃ آل عمران 3 آیت 185)

-- کیا انہوں نے کبھی اپنے آپ میں غور و فکر نہیں کیا؟ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں برحق اور ایک مقرر مدت ہی کے لئے پیدا کیا ہے مگر بہت سے لوگ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔ (سورۃ روم 30 آیت 8)

-- زمانے کی قسم، انسان درحقیقت بڑے خسارے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے، اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔ (سورۃ عصر 103 آیت 3-1)

Marfat.com

☆ جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تاکہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے اور وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی۔ (سورۃ ملک 67 آیت 2)

☆ یہ بدوی کہتے ہیں کہ "ہم ایمان لائے" ان سے کہو کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم مطیع ہو گئے۔ ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے۔ اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری اختیار کر لو تو وہ تمہارے اعمال کے اجر میں کوئی کمی نہیں کرے گا، یقیناً اللہ بڑا درگزر کرنے والا اور رحیم ہے۔ (سورۃ حجرات 49 آیت 14)

☆ بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو یوم آخر اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لئے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔ اور نیک لوگ وہ ہیں کہ جب عہد کریں تو اسے وفا کریں اور تنگی اور مصیبت کے وقت میں اور حق اور باطل کی جنگ میں صبر کریں۔ یہ ہیں راست باز لوگ اور یہی متقی ہیں۔ (سورۃ بقرہ 2 آیت 177)

☆ تم کبھی نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنہوں نے اللہ اور رسول کی مخالفت کی ہے خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا نا کے اہل خاندان، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ وہ اللہ کی پارٹی کے لوگ ہیں خبردار رہو، اللہ کی پارٹی والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔ (سورۃ مجادلہ 58 آیت 22)

☆ اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تاکید کی ہے اس

Marfat.com

کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال اس کا دودھ چھوٹنے میں لگے (اسی لئے ہم نے اس کو نصیحت کی کہ) میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجا ۔ میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے۔ (سورۃ لقمان 31 آیت 14)

Marfat.com

# جامعہ اسلامیہ حبیبیہ

۹۶۹۔ ۳۔ ۲۰، شاہ گنج، حیدر آباد۔ (اے۔ پی) ٹیلیفون۔ ۵۲۳۳۱۲ (۹۱۴۰)

بیادگار جلالۃ العلم حضرت علامہ شید شاہ حبیب اللہ صاحب

قبلہ قادری الجیلانی المعروف بہ رشید پاشاہ

برادران اسلام دکن کی مبارک سرزمین پر مسلم نونہالوں کی تعلیم و تربیت کے لئے جدید و قدیم سینکڑوں مدارس ہیں جن کی ثقافتی افادیت اور تعلیمی فیضان سے کسی کو انکار نہیں مگر ضرورت ایک ایسے مرکز تعلیمات کی متقاضی تھی جو عقاید اہل سنت کے خلاف اغیار کی سازش کا دندان شکن جواب بن کر مسلم نونہالوں کے قلوب میں عشق رسالت کی حرارت پیدا کرے۔ ضلالۃ العلم حضرت علامہ سید رشید پاشاہ قبلہ نے بد عقیدگی کے باد صرصر کو دیکھ کر یہ حکم دیا کہ جامعہ اسلامیہ کا قیام عمل میں لایا جائے۔ تاکہ ہزاروں کی تعداد میں مسلم نونہالوں کا نورانی قافلہ دینی وعصری علوم وفنون سے آراستہ ہو کر حافظ و قاری اور عالم دین بن کر عالمی سطح پر "عقائد اہل سنت" کے زیر سایہ اصلاح معاشرہ اور اسلام کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ انجام دے سکیں۔ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے سال گزشتہ شوال ۱۴۱۸ھ میں جامعہ کے شعبہ حفظ شعبہ قراءت اور مولوی کی تعلیم کا افتتاح ہو چکا ہے اور یہ تینوں شعبے اپنی پوری ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

تمام اہل ثروت حضرات سے گذارش کی جاتی ہے کہ خصوصی امداد فرما کر جامعہ کے قیام کو یقینی بنائیں، ان تنصر و الله ينصركم و يثبت اقدامكم، اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔

ترسیل زر کا پتہ : جامعہ اسلامیہ حبیبیہ ۹۶۹۔ ۳۔ ۲۰، شاہ گنج، حیدر آباد

یا بواسطہ اکاونٹ نمبر ۸۱۹ ۲۱۳۔ اسٹیٹ بنک آف حیدر آباد، حسینی علم برانچ، حیدر آباد

Marfat.com